علمبردار تحریک تجدید طب (رجسٹرڈ) پاکستان

ماہنامہ علاج … نوالہ کا خاص شمارہ

ترتیب و تدوین

حکیم ڈاکٹر چوہدری شبیر احمد رال رجسٹرار تحریک تجدید طب پاکستان

مبادیات

قانون مفرد اعضاء پر فیصلہ کن بحث

کاوش: مبلغ اسلام حکیم محمد ظفر اللہ ایم۔ ایس۔ سی آنرز کیمپ دارالاحسان فیصل آباد

پبلشر: ناشر:

حکیم ڈاکٹر چوہدری شبیر احمد رال چیف ایڈیٹر ماہنامہ علاج بالغذا گوجرانوالہ

انقلابی تجدید طب کالج جی ٹی روڈ موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ

فون نمبر: 0431-264387

ماہنامہ علاج بالغذاء گوجرانوالہ

تحریک تجدید طب پاکستان کا ترجمان	طبی دنیا میں ایک منفرد نام
قانون مفرد اعضاء کی موثر صدا	طب اسلامی کا علمبردار
انقلابی طبی کالج کی آواز	مشن صابر رحمۃ اللہ علیہ کی صدا
طلبہ تجدید طب پاکستان کا راہنما	انقلابی اطباء کے حقوق کا محافظ
اطبائے پاکستان کے دلوں کی دھڑکن	طلبہ تجدید طب کے جذبات کا عکاس
حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ کی یلغار	ظلم کے آگے ڈھال
صابر کا کردار	انقلابی افکار
شجر سایہ دار	صحرا میں گلزار
بے باک دل جی دار	الفت کا اظہار

آیئے اس عظیم ترین دعوت اور پیغام حق کو دنیائے عالم تک پہنچانے کیلئے جہادی عزم سے سرشار ہو کر اپنا فرض اولین ادا کرتے ہوئے ہمارا ساتھ دیجیئے۔ ماہنامہ علاج بالغذاء کے خود بھی خریدار بنیئے اور دوسرے معالجین کو بھی اس کے خریداروں میں شامل کیجیئے۔

منجانب ادارہ تحریک تجدید طب پاکستان

انقلابی تجدید طب کالج موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ

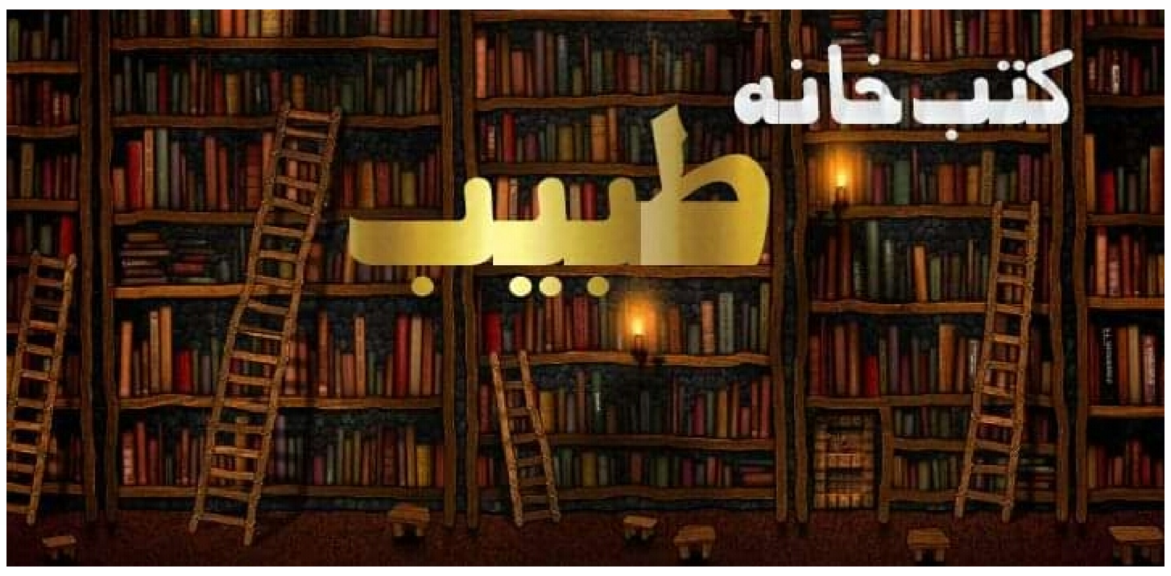

جملہ حقوق بحق تحریک تجدید طب (رجسٹرڈ) پاکستان محفوظ ہیں

نام کتاب	☆	مبادیات قانون مفرد اعضاء پر فیصلہ کن بحث ماہنامہ علاج بالغذاء کا خصوصی شمارہ
نام مصنف	☆	حکیم ڈاکٹر چوہدری شبیر احمد راں
کاوش	☆	مبلغ اسلام حکیم محمد ظفراللہ (ایم ایس سی)
زیر اہتمام	☆	تحریک تجدید طب ☆ رجسٹرڈ ☆ پاکستان
تعداد	☆	۱۰۰۰ ☆ ایک ہزار ☆
کمپیوٹر کمپوزنگ	☆	سید مظہر حسین ☆ ۷۳-سی جلیل ٹاؤن گوجرانوالہ ☆
رجسٹرڈ نمبر	☆	سی-پی-ایل ۳۲۲
صفحات	☆	۲۷۲ ☆ دو سو بہتر ☆
سالانہ چندہ	☆	۱۵۰ روپے صرف
قیمت خاص نمبر	☆	۸۰ روپے صرف
ناشر و پبلیشر	☆	حکیم ڈاکٹر چوہدری شبیر احمد راں نے پتنگا پریس
	☆	نزد میو ہسپتال لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ علاج
	☆	بالغذاء انقلابی تجدید طب کالج جی ٹی روڈ موڑ ایمن
	☆	آباد گوجرانوالہ سے شائع کیا-
فون دفتر	☆	۰۴۳۱-۲۶۴۳۸۷
ملنے کا پتہ	☆	انقلابی تجدید طب کالج جی ٹی روڈ موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ-
	☆	نوری کتب خانہ بالمقابل ریلوے اسٹیشن لاہور-
	☆	مکتبہ رحمانیہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور-
	☆	ادارہ مطبوعات سلیمانی غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور-
	☆	مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ-
	☆	طبی کمپنی جامع مسجد روڈ راولپنڈی-

علمبردار تحریک تجدید طب (رجسٹرڈ) پاکستان
ماہنامہ علاج بالغذاء گوجرانوالہ کا خاص شمارہ
ماہ دسمبر ۱۹۹۷ء و جنوری ۱۹۹۸ء

مبادیات قانون مفرد اعضاء

پیپر

فیصلہ کن بحث

ترتیب و پیش کش = حکیم ڈاکٹر چوہدری شبیر احمد راں
رجسٹرار تحریک تجدید طب پاکستان

کاوش = مبلغ اسلام حکیم محمد ظفر اللہ (ایم - ایس - سی) آنرز
کیمپ دارالاحسان ۲۴۲ ر - ب دسوہہ سمندری روڈ فیصل آباد

پبلیشر = حکیم ڈاکٹر چوہدری شبیر احمد راں چیف ایڈیٹر ماہنامہ علاج بالغذاء
انقلابی تجدید طب کالج جی ٹی روڈ موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ۔

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
معنون	۳
حکیم غلام رسول بھٹہ صاحب کے تاریخی کلمات	۴
حکیم مسلم ناصر شکیل صاحب کا اظہار حقیقت	۵
گلشن تجدید طب	۶
کتاب کی تالیف کا پس منظر	۷
حکیم رحمت علی راحت کے اعتراضات کے جوابات	۱۲
فیصل آباد میں عظیم الشان سیمینار	۱۲۱
سیمینار کی غرض و غایت	۱۳۰
مقالہ حکیم الٰہی بخش عباسی ملتانی	۱۳۴
مقالہ حکیم محمد شریف چشتی سرگودھا	۱۴۱
مقالہ حکیم محمد یسین دنیاپوری	۱۴۳
مقالہ حکیم ملک خیر الدین ڈوگر پاکپتن	۱۴۷
طحال عضو رئیس نہیں	۱۵۵
تین صورتیں	۱۶۵
منافع الاعضاء	۱۷۵
علم الامراض	۱۸۲
علم العلاج	۱۸۹
قانون مفرد اعضاء ایک کسوٹی	۲۰۳
تلی کے افعال	۲۰۸
رحمت علی کے ترامیم و اضافے	۲۱۲
نظریہ راحت کی الٹرا ساؤنڈ رپورٹ	۲۲۰
نفس مضمون کا حشر نشر	۲۲۵
جو آدمی	۲۳۱
حکیم رحمت علی کا ٹیکنیکل مسئلہ	۲۳۴
ہوئے تم دوست جس کے	۲۳۹
مقالہ حکیم ڈاکٹر محمد دیدار لاہور	۲۵۶
حکیم اکبر علی نسیم کا خط	۲۵۸
حکیم رحمت علی راحت سے سوالات	۲۶۰
ایوان کی متفقہ قرارداد	۲۶۴
حرف آخر	۲۶۵
انقلابی ترانہ	۲۶۸
انقلابی نظم	۲۷۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معنون

ہم اپنی ان علمی تحقیقات و فنی انکشافات اور سائنسی تدقیقات کو جو خالص احیائے طب اسلامی (قانون مفرد اعضاء) بقائے علم و فن طب اور مشن صابر کے درست خطوط بلکہ صحیح معنون میں تکمیل کے لئے کی گئی ہیں۔ اسے

جناب حکیم انقلاب المعالج دوست محمد صابر ملتانی کے فرزند ارجمند جناب صاحبزادہ حکیم مسلم ناصر شکیل صاحب سرپرست اعلی تحریک تجدید طب (رجسٹرڈ) پاکستان کے نام نامی اور اسم گرامی سے معنون کرتے ہیں۔ جنھوں نے امت مسلمہ کے عظیم ترین طبی سائنسدان جناب حکیم انقلاب المعالج دوست محمد صابر ملتانی کے عطا کیئے ہوئے فن طب «قانون مفرد اعضاء» کو اپنی انتھک کاوشوں سے پاکستان بھر کے طول و عرض تک عام کر کے پوری طبی دنیا کے سامنے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں کر دی ہے کہ قانون مفرد اعضاء صرف «قانون صابر» ہی نہیں بلکہ یہ طب اسلامی ہے۔ حکیم انقلاب نے پوری میڈیکل سائنس کو ایک ایسا عظیم اسلامی فطری اور سائنسی طریقہ علاج دیا ہے جو اب بڑی تیزی سے دوسرے ممالک تک بھی پھیل رہا ہے۔ انشاء اللہ صابر ملتانی کے تمام روحانی و فنی فرزند اسے پوری دنیا میں پھیلا اور منوا کر دم لیں گے۔

ہم جناب صاحبزادہ حکیم مسلم ناصر شکیل صاحب کے بے حد ممنون ہیں کہ انہوں نے حکیم انقلاب کی تمام تصانیف کو اپنی زیر نگرانی دوبارہ چھپوا کر اطباء برادری پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔

منجانب حکیم ڈاکٹر چوہدری شبیر احمد راں

مورخہ ۲ جنوری ۱۹۹۸ء

تاریخی کلمات

جناب حکیم غلام رسول ہٹہ صاحب صدر تحریک تجدید طب پاکستان

۹ نومبر بروز اتوار ۱۹۹۷ء کو تین اور چار کے مسئلہ پر ایک ملک گیر سیمینار چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز نیشنل بنک بلڈنگ جیل روڈ فیصل آباد میں منعقد ہوا جس میں خطاب فرماتے ہوئے صدر تحریک تجدید طب پاکستان جناب حکیم غلام رسول ہٹہ صاحب نے اپنے اختتامی کلمات میں دو ٹوک فیصلہ سنا دیا کہ میں تحریک تجدید طب پاکستان کے ذمہ دار فرد کی حیثیت سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ سے جو شخص محقق طب حکیم انقلاب المعالج جناب دوست محمد صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیق کردہ نظریہ کے مطابق لکھیں گے ہم ان کی تائید کریں گے۔ اس کے Against کسی نے صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیق و وضع کردہ طریقہ علاج قانون مفرد اعضاء کا نام لے کر اس میں کوئی ردو بدل کیا یا اپنے اغراض و مقاصد کے حصول کے لئے تحریک تجدید طب کا نام استعمال کیا تو ہم اس کی ضرور مذمت کریں گے۔

آج اس اجلاس میں فیصلہ ہو گیا ہے کہ اعضائے رئیسہ تین ہیں چار نہیں اور آئندہ تین اور چار کے مسئلہ پر لکھنے کی ہم کسی کو بھی ہرگز ہرگز اجازت نہیں دیں گے کیونکہ آج سچ اور جھوٹ نکھر گیا ہے۔ اس میں اب وقت ضائع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر کسی کو کوئی ابہام ہو تو اس مسئلے پر کتاب چھاپ دی جائے گی وہ اس کا مطالعہ کر لے اور اپنا ابہام دور کر لے۔

میں بالخصوص مبلغ اسلام جناب حکیم بھائی محمد ظفر اللہ صاحب کا نیز دیگر تمام حکماء سکالرز اور ڈاکٹر صاحبان کا شکر گذار ہوں جنہوں نے اتنا خوبصورت اجلاس منعقد کیا۔ ہمارا یہ اجلاس انتہائی بامقصد تھا اور جس مقصد کے لئے یہ سیمینار منعقد کیا گیا تھا اللہ کے فضل و کرم سے اس میں ہم کامیاب رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میدان حق میں ہر وقت ہمارا حامی و ناصر ہو۔ (آمین ثم آمین)

صاحبزادہ جناب حکیم مسلم ناصر شکیل صاحب کا اظہار حقیقت

تحریک تجدید طب پاکستان کا ماہانہ اجلاس بتاریخ ۷ نومبر ۱۹۹۹ء بروز جمعہ سہ پہر تین بجے مرکزی دفتر تحریک تجدید طب پاکستان نوری بلڈنگ ریلوے اسٹیشن روڈ زیر صدارت جناب حکیم غلام رسول بٹ صاحب صدر تحریک تجدید طب پاکستان منعقد ہوا جس میں پاکستان بھر میں قائم شدہ حلقہ جات کے صدور اور جنرل سیکرٹری صاحبان کے ساتھ ساتھ تمام مرکزی قائدین اور صوبائی ذمہ داران کے علاوہ کثیر تعداد میں انقلابی حکماء نے شرکت فرمائی۔

اس اہم ترین اجلاس میں حکیم انقلاب المعالج دوست محمد صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند صاحبزادہ جناب حکیم مسلم ناصر شکیل صاحب سرپرست اعلیٰ تحریک تجدید طب پاکستان نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ اپنی پوری زندگی تین اعضائے رئیسہ (۱) دل (۲) جگر (۳) دماغ پر قائم رہے۔ چار کا نظریہ حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ کی سائنٹیفک تحقیقات کو نقصان پہنچانے کیلئے کچھ فسادپسند عناصر نے پیش کیا ہے۔ میرا ایسے فسادپسند عناصر اور نام نہاد محققین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ لوگ میرے جعلی دستخطوں کے ذریعے پاکستان بھر میں قانون مفرد اعضاء کے نئے ساتھیوں کو ورغلانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ بلکہ اب بھی ایسا کر رہے ہیں۔ حکیم انقلاب المعالج دوست محمد صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام پیروکار تین اعضائے رئیسہ کے قانون پر قائم رہیں اور اپنی صفوں میں ایسے غلط' مفاد پرست اور فسادپسند عناصر کو گھسنے نہ دیں۔"

(بحوالہ ماہنامہ علاج بالغذاء نومبر ۱۹۹۹ء صفحہ نمبر ۳۰)

رپورٹ شبیر چوہدری

گلشن تجدید طب

زیر نظر کتاب قانون مفرد اعضاء میں "تین اور چار کا مسئلہ" ایک ایسا خوش رنگ، خوش نما، خوشبودار اور سدابہار گلدستہ ہے جس کا انشاء اللہ نہ کبھی رنگ پھیکا ہو گا نہ حسن ماند پڑے گا نہ خوشبو زائل ہو گی اور نہ بہار کبھی خزاں کی نذر ہو گی اسے اطاق علم و فن تجدید طب میں سجایا جانا انتہائی ضروری تھا کیونکہ اس خطے پر سے گزرتی ہوئی ہوا کے تیور اپنے پیچھے آنے والے ایک بہت بڑے طوفان کی غمازی کر رہے تھے۔

لاکھوں نے لاکھ یہ سوچا کہ باد صر صر ہمیں صرف بہلا اور تھپتھپا رہی ہے لیکن جناب حکیم غلام رسول بھٹہ صاحب صدر تحریک تجدید طب پاکستان مبلغ اسلام جناب حکیم محمد ظفر اللہ صاحب فیصل آباد اور حکیم ڈاکٹر چوہدری شبیر احمد راں رجسٹرار تحریک تجدید طب پاکستان نے اس کا بجا طور پر ادراک کرتے ہوئے دنیائے طب کے مکینوں کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اٹھایا اور پکار پکار کر بلایا کہ آؤ۔ قطار در قطار نکلو اس سے پہلے کہ حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ کا گلشن تجدید طب (جسے انہوں نے نہایت محنت اور جاں کاہی سے پروان چڑھایا) کسی طوفان کی نذر ہو جائے۔ پھول بکھر جائیں اور ہوا کے دوش پہ اڑ جائیں انہیں محفوظ کر لیں اور اس گلشن کے گرد ایک ایسا حصار کھینچ دیں تاکہ آئندہ ایسے کسی طوفان کا خدشہ تک بھی نہ رہے۔ مخلصان علم و فن تجدید طب، مجاہدین تجدید طب اور کاروان حق کے علمبرداروں نے ان کی آواز حق پہ لبیک کہتے ہوئے مورخہ 9-11-1997ء کو نیشنل بنک بلڈنگ جیل روڈ فیصل آباد اکٹھے ہو کر یہ گلدستہ ترتیب دیا جس کے حسن و خوبی اور افادیت کا اعتراف کرتے ہوئے ہم ان تمام حکماء صاحبان، ڈاکٹرز صاحبان اور سکالرز کے مشکور و ممنون ہیں جو پاکستان بھر سے تشریف لائے اور انہوں نے فیصلہ کن مقالاجات پڑھ کر اپنی رائے کا کھل کر اظہار فرمایا۔

منجانب :- قائدین ذمہ داران و عہدیداران
تحریک تجدید طب پاکستان و طلبہ تجدید طب پاکستان۔

زیر نظر کتاب کی تالیف کا پس منظر

طب یونانی نے دنیائے طب پر سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سال تک راج کیا۔ ایسے ایسے دانائے راز پیدا کئے کہ دیگر جدید و قدیم فلسفہ ہائے امراض و علاج میں ان کا کوئی مدمقابل پیدا نہ ہو سکا۔ پھر حالات نے رخ بدلا۔ نئے نئے مکاتب فکر متعارف ہوئے۔ جن کی چکا چوند نے دنیا کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ طب قدیم نہ صرف شاہی درباروں سے نکال کر باہر کی بلکہ عوام الناس بھی اس سے اعراض کرنے لگے۔ البتہ ہر زمانے میں اسے معدودے چند صاحب دل اور خلوص و وفا کے پیکروں نے ضرور سینے سے لگائے رکھا۔ بوعلی سینا ؒ کے بعد اس کا حسن و جمال ماند پڑ گیا۔ جستہ جستہ اس پر تحقیق و ارتقاء کے سبھی دروازے تقریباً بند کر دیئے گئے۔ ایسے میں ممکن تھا کہ اس کا دم گھٹ جاتا لیکن بیسویں صدی کے وسط میں اللہ تعالیٰ نے صابر ملتانی ؒ کی صورت میں طب کا مجدد الف ثانی پیدا فرمایا۔ جس نے طب کی عظمت رفتہ کو بحال کرنے، اس کا جمال و جلال واپس لوٹانے اور اس کا چھینا ہوا مقام واپس دلانے کے لئے طویل محنت شاقہ سے کام لیا۔ طب کے جو گوشے ناتمام تھے نظریہ مفرد اعضاء کی تحقیق و تعارف سے ان کی تکمیل شروع سے ہی فرماتے ہوئے طب قدیم یا طب اسلامی کی نشاۃ ثانیہ کا اہتمام فرمایا۔ اس مرد مجاہد نے طب قدیم کی اس طرح تجدید فرمائی کہ ماڈرن میڈیکل سائنس کا کوئی جگادری ان کے کسی چیلنج کا جواب نہ دے سکا اپنا ہو یا پرایا حق ہر ایک سے اپنا آپ منواتا ہے۔ انڈیا میں ٹی بی سینی ٹوریم بنایا گیا مین گیٹ کی پیشانی پر اکابر دانائے طب کے نام لکھنے کا سوچا تو سرفہرست صابر ملتانی ؒ کا نام منتخب کیا گیا لیکن افسوس صد افسوس کہ مرحوم کا ابھی کفن بھی میلا نہ ہوا تھا کہ اپنے گھر میں اپنوں نے بلکہ ان سے براہ راست فیض یاب ہونے والے بعض شاگردوں نے ان کی تحقیقات

کے لئے آب حیات کا مقام رکھتی ہے لیکن اگر ریسرچ میں کلیات فن کی حدود سے تجاوز کیا جائے تو وہ اس فن کے لئے مرگ مفاجات بن جایا کرتی ہے۔ اس کے بارے میں مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ ہماری اس طرح راہنمائی فرماتے ہیں۔

"**طریق تجدید:۔** کسی حقیقی علم و فن میں تجدید و احیاء اس کی انہی بنیادوں پر ہونا چاہئے ورنہ تجدید نہیں تباہی ہے۔"

(تحریک تجدید اور احیائے طب)

لہٰذا یہ کوئی وفا نہیں کہ فن کا تیا پانچا کیا جا رہا ہو اور ستیاناس الطب کا لائحہ عمل اپنایا جا رہا ہو اور اہل فن اسے ریسرچ قرار دے کر خاموش تماشائی بنے رہیں۔

اس حال میں مجھ پر یہ لازم ہو گیا تھا کہ حق کی حقیقت کو واضح کر دیا جائے اور اس میں کوئی اشکال و ابہام باقی نہ رہے۔

آیئے

"جواب آں غزل" کے طور پر ان کا "(POINT BY POINT)" (پیرا بہ پیرا) جائزہ لیا جائے۔

حکیم رحمت علی راحت نے مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کردہ قانون مفرد اعضاء پر جو اعتراضات کئے ہیں۔ وہ من و عن نمبروار تحریر کر کے ہر اعتراض کا ساتھ ہی ساتھ نمبروار جواب دیا جا رہا ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ میری اس کاوش سے "قانون مفرد اعضاء" کی حقانیت روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی۔ بے جا ترامیم و اضافے کرنے والے ناکام ہو کر رہ جائیں گے اور اس کو پڑھنے والے کے لئے قانون مفرد اعضاء کا سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

مبلغ اسلام حکیم محمد ظفر اللہ عفی عنہ

کیمپ دارالاحسان ۲۴۲ ر۔ب سمندری روڈ دسوہہ فیصل آباد

صدیوں سے مسلمہ امور طبیعہ سے بھی انحراف و انکار کر دیا۔ دراصل ایسا کچھ کرنے کی صرف ایک ہی وجہ ہے کہ حکیم صاحب فن طب کو کلی و جزوی اور منطقی و استدلالی طور پر نہیں سمجھ سکے یہاں پر بندہ مجدد طب کا قول نقل کرتا ہے فرمایا۔ ”تحقیقات ہر نااصل اور بے علم کا کام نہیں ہے یہ صورتیں اور عمل گمراہی اور جہالت کی طرف لے جاتی ہے۔ تحقیقات کے لئے مخصوص بنیادی قاعدے نظری قوانین عادات قدرت اور اعمال زندگی اور کائنات کا جاننا ضروری ہے“ ایسے لوگ حق و باطل اور فطرت و گمراہی کے فرق کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے مشاہدات کو پرکھ کر صحیح نتائج اخذ نہیں کر سکتے۔ محقق کہلانے کے شوق میں بے ربط غیر اصولی بے قاعدہ تحقیقات' تدقیقات و تطبیقات سے فن کو نہ صرف بگاڑ دیتے ہیں بلکہ فن کی تباہی و بربادی کا موجب بن جایا کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں میں یہ چوتھے عضو رئیس کے بانی ہیں۔ جنہوں نے قانون مفرد اعضاء کو پھیلانے کی بجائے نووارد طلبائے فن کو پھسلانے کا کام سنبھالا ہوا ہے۔ پورے ملک میں ان فیصل آباد والوں ہی کے منفی رویے سے دل برداشتہ ہو کر مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قلم سے لکھا کہ ”کبھی لائل پور (فیصل آباد) کا حلقہ بہت کامیاب تھا مگر وہ ذاتی کشمکش کا شکار ہو گیا۔ ورنہ وہاں نہ صرف طبی طور پر کرتا دھرتا ہوتا بلکہ وہاں کی طبی جماعت ان کا مقابلہ نہ کر سکتی۔

(رجسٹریشن فرنٹ جنوری ۱۹۶۸ء صفحہ نمبر ۸)

بندہ نے مبادیات طب اور کلیات قانون کا حلیہ بگاڑتے دیکھ کر حکیم رحمت علی راحت کی ترامیم اور اضافوں کو رد کرنے کے لئے قلم اٹھایا تو بعض اطباء نے اس کاوش کو جذباتی قرار دیا کیونکہ ان کے نزدیک یہ کوئی بہت اہم مسئلہ نہیں تھا۔ بعض اصحاب نے کہا کہ ریسرچ ایک مسلسل عمل کا نام ہے۔ جسے روکنا کوئی مستحسن کام نہیں۔ لیکن جاننا چاہئے کہ ریسرچ کسی فن کے کلیات و قانون کے اندر رہتے ہوئے کی جائے تو فن

باقی ص ۸ پر

صرف اس لئے کہ موصوف کو حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد عزیز ہوتے ان سے براہ راست فیضیاب ہونے اور ان کا ہم جلیس ہونے کا شرف حاصل تھا اور میرے نزدیک ایسی ہستی سے ملاقات کرنا اور ان کی زبانی مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں سننا ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ اس لئے مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات سے متصادم باتیں سننا مجھے ناگوار بھی گزرتا اور سوئے ادب بھی تھا اس لئے میں چپ رہتا۔

ایک دفعہ میں اسی جذبے کے تحت پھر موصوف کے پاس گیا میرے ہمراہ فیصل آباد ہی کے میرے دوست حکیم محمد شریف صاحب بھی تھے۔ پھر حسب سابق "تین اور چار" کا مسئلہ چھیڑ دیا گیا اس موضوع پر اپنا کتابچہ دکھاتے ہوئے بولے کہ ظفر صاحب بہت عرصہ ہو گیا مجھے یہ کتاب چھپوائے۔ لیکن قانون مفرد اعضاء کے اطباء میں سے آج تک کسی نے اس کی قولی یا قلمی تردید نہیں کی۔ لہٰذا اگر میرے یہ خیالات درست ہیں تو انہیں تسلیم کر لیا جائے اور اگر میں غلطی پر ہوں تو دلائل کے ساتھ ان کی تردید کر دی جائے۔ میں حسب معمول خاموش رہا وہاں سے اٹھنے کے بعد راستے میں مجھے حکیم محمد شریف صاحب کہنے لگے کہ اگر اس کتابچے کی تردید نہ کی گئی تو آنے والے وقت میں یہ (موصوف) اور ان کے جانشین ضرور کہیں گے کہ ان کے خیالات درست تھے۔ ان کی تردید کا کسی کو حوصلہ ہوا نہ یارا۔ ان کو تسلیم نہ کرنا پیشہ وارانہ بخل و رقابت کے سوا کچھ بھی نہیں۔ وغیرہ وغیرہ اس لئے ضروری ہو گیا ہے حکیم موصوف کی طرف سے کئے گئے ترامیم اور اضافوں کی علمی، فنی اور سائنسی طور پر مکمل تردید کر دی جائے۔ حکیم موصوف نے طحال کو چوتھا عضو رئیس قرار دیا۔ طبعی افعال میں چوتھے نمبر پر تخدیر کو طبعی فعل قرار دے دیا۔ پانچویں خلط ریح کو دریافت کرنے کا دعوی کیا۔ ارواح میں چوتھی روح بنا لی اور قویٰ میں چوتھی قوت نباتی کو متعارف کرواتے ہوئے

باقی صفحہ ۹ پر

میں کیڑے نکالنے' ٹانکے لگانے اور گستاخانہ و ناشائستہ لہجے میں تنقید کے تیر چلانے شروع کر دیئے۔ ایسی بیباکانہ جسارتوں میں ایک "قانون مفرد اعضاء میں تین اور چار کا مسئلہ" بھی شامل ہے۔ جس کے ردو قبول کے سلسلے میں بندہ نے آج قلم اٹھایا ہے۔

اس تحریک کا پس منظر یہ ہے کہ میں کبھی کبھار فیصل آباد جایا کرتا تھا۔ راستے میں مجدد طب حکیم انقلاب حضرت صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک براہ راست فیض یافتہ شاگرد حکیم رحمت علی راحت کا مطب اور دولت خانہ پڑتا ہے۔ بلکہ ان کے نام مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک کتاب بھی معنون و منسوب کی ہے۔ مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ سے میری عقیدت و محبت مجھے شعوری اور لاشعوری طور پر موصوف سے ملنے' ملاقات کرنے اور ان کی زبانی حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں سننے کا ذوق ان کے مطب پر لے جاتا لیکن موصوف حکیم مجھے ان کی باتیں سنانے کی بجائے اپنے وضع کردہ "تین اور چار" کے مسئلے کا ذکر چھیڑ دیتے۔ یہ مسئلہ چونکہ میرے علم و یقین کے مطابق مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے متصادم تھا۔ اس لئے اس موضوع پر موصوف کی باتیں سننے کا میں متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ میں ہر بار انہیں یہ ذکر چھیڑنے سے منع کرتا اور سننے سے معذرت کرتا اور انہیں یہ بھی کہتا رہا کہ اگر آپ کی تحقیقات میں سچائی ہے تو یہ خود بخود اپنے آپ کو منوالیں گی اگر یہ اس کے برعکس ہیں تو خود بخود ختم ہو جائیں گی۔

راحت صاحب نے کئی مرتبہ یہ بھی کہا کہ "ظفراللہ صاحب" اگر میرا یہ خیال غلط ہے تو مجھے بتایا اور قائل کیا جائے تاکہ میں اس نظریے اور گمان سے دستکش ہو جاؤں۔ مگر میں اس بحث و تبصرہ میں پڑنے کی بجائے خاموش ہو جاتا اس موضوع پر موصوف نے اپنا طبع شدہ ایک کتابچہ بھی عنایت فرمایا جسے میں نے بتقضائے اخلاق قبول کر لیا میں نہ تو ان کے پاس حکمت سیکھنے جاتا تھا نہ کسی بحث و تمحیص کے لئے بلکہ

باقی ص ۱۵ پر

اعتراض نمبر1

اعتراض:۔ قانونِ فطرت کے تحت مفرد اعضاء کا تعلق اخلاط، ارکان اور کیفیات سے ہے آپ نے کہیں ہم نے ثابت کیا ہے کہ قانون ہمیشہ کے تحت آتا ہے عناصر و ارکان کی بجائے قانون مفرد اعضاء کے تحت چار کیفیات، چار ارکان، چار مزاج، چار اخلاط اور چار مفرد اعضاء ہیں۔ قانون مفرد اعضاء کی بجائے آپ نے تین کی تخصیص کی کیفیات ترکیب، تحلیل، تسکین ہے۔ چونکہ تین اخلاط خون صفرا سودا اور تین کی تعداد کے افعال تسکین، تحلیل اور ترکیب کے تحت تین ہی ہیں جو کہ تین کی قانون مفرد اعضاء کے خلاف ہے۔ قانون مفرد اعضاء یہ ہے کہ اخلاط جب مجسم ہوتے ہیں تو مفرد اعضاء بن جاتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اخلاط تین ہیں یا چار۔ اگر چار ہیں جیسا کہ طب قدیم چار اخلاط تسلیم کرتی ہے تو مفرد اعضاء بھی چار ہیں جن کو میکانکی ساخت پر تحریک کے تحت ۲ ہو جاتی ہے چنانچہ حکیم انقلاب مجدد طب فرماتے ہیں غور کریں کہ طب قدیم چار اخلاط تسلیم کرتی ہے اور ہر خلط کا ایک مزاج اور کیفیت رکھتی ہے اور فرنگی طب چار قسم کے نسیجہ (ٹشوز) بیان کرتی ہے ہماری تحقیق یہ ہے کہ ہر قسم کے نسیجہ میں طب قدیم کی ایک خلط پائی جاتی ہے اور اسی سے وہ غذا اور تقویت حاصل کرتی ہے تحقیق یہ ہے (۱) اعصابی نسیجہ میں بلغم (۲) عضلاتی نسیجہ میں خون (۳) غدی نسیجہ میں صفرا (۴) مخاطی نسیجہ میں سودا کے ذرات پائے جاتے ہیں جو اس کی غذا اور تقویت (موجب زندگی) ہیں" (فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے صفحہ نمبر 122)۔

مغالطہ:۔ یہاں خون کو دیگر اخلاط کی طرح ایک مفرد خلط تسلیم کیا گیا ہے جو صحیح نہیں ہے کیونکہ خون ایک مرکب ہے جس میں چاروں اخلاط شامل ہیں۔ اس سلسلہ میں حکیم انقلاب مجدد طب فرماتے ہیں "جسم میں خون ایک ایسا مرکب ہے جو قلب اور

اس کی عروق (شرائین و اوردہ) میں دوڑتا پھرتا ہے یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ خون مرکب ہے چاہے اس کو اخلاط سے مرکب تسلیم کر لیں جیسا کہ ہم نے ثابت کیا ہے یا اس کو عناصر سے مرکب سمجھ لیں۔ بہرحال خون مرکب ہے یہ مرکب اس لئے ہے کہ جسم میں جو مختلف مفرد اعضاء (ٹشوز) ہیں ان کی غذا بنتا ہے۔

(کتاب تین انسانی زہر صفحہ نمبر 115)۔

گویا خون میں چاروں اخلاط شامل ہیں جو چار قسم کے مفرد اعضاء کی غذا بنتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ خون میں بلغم صفرا اور سودا کے علاوہ چوتھی خلط کونسی ہے جس سے چوتھے مفرد عضو کو غذا ملتی ہے۔ یہی وہ خلط ہے جس کو حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ نے کہیں خون کے سرخ ذرات کہیں خون کی سرخی اور کہیں خون کے ریاح سے تعبیر کیا ہے اور ایورویدک نے اسی خلط کو وات کو نام دیا ہے۔ یاد رہے کہ وات ریح ہے سودا نہیں ہے سودا کا تعلق مٹی سے ہے اور ریح کا تعلق ہوا سے ہے۔ اس لئے ریح کا تعلق نسیج عضلاتی (مسکولر ٹشوز) سے ہے اور سودا کا تعلق نسیج الحاقی (کنیکٹو ٹشوز) سے ہے طحال اور تمام غدد جاذبہ کی ساخت میں کنیکٹو ٹشوز پایا جاتا ہے (دیکھئے بارنز کی اناٹومی) ایپی تھیلیل ٹشوز نہیں پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حکیم انقلاب نے سودا کا تعلق طحالی انسجہ سے قائم کیا جائے اور طحالی انسجہ کو انسجہ الحاقی لکھا ہے۔

قانون اربعہ کے تحت کیفیات۔ ارکان اور اخلاط کی مفرد اعضاء کے ساتھ صحیح تطبیق یوں ہو گی۔

قانون اربعہ

کیفیات	ارکان	اخلاط	مفرد اعضاء
تری	پانی	بلغم	اعصاب (دماغ)

گرمی	آگ	صفراء	غدد ناقلہ (جگر)
سردی	مٹی	سودا بنیادی و فعلی مفرد اعضاء	غدد جاذبہ (طحال)
خشکی	ہوا	ریح	عضلات (دل)

قانون ثلاثہ

تری	پانی	بلغم	اعصاب (دماغ)
گرمی	آگ	صفراء	غدد (ناقلہ و جاذبہ (جگر)
خشکی	ہوا	سودا	عضلات (دل)

اب سردی کا تعلق ارکان میں سے کس رکن کس خلط اور کس مفرد عضو کے ساتھ ہو گا گویا سردی کے وجود کو خارج کر کے رکن مٹی اور اس کے بنیادی مفرد اعضاء کو سرے سے غائب کر دیا گیا ہے اب جبکہ جسم کی بنیاد ہی غائب ہے تو جسم کو کس پر اٹھا کر کھڑا کیا جائے گا۔ پھر مفرد اعضاء تین نہیں چار ہیں۔ جو چار اخلاط سے مجسم ہوتے ہیں۔ ذرا اخلاط اور مفرد اعضاء کو باہم تطبیق دے کر تو دکھایئے بلغم سے تو آپ نے بنا لئے اعصاب اور دماغ صفراء سے بنا لئے غدد اور جگر سودا سے بنا لئے عضلات اور دل اب بنیادی اعضاء ہڈیاں رباط و اوتار کو کس خلط سے تیار کرو گے۔؟

یہ الحاقی مادہ کونسی خلط ہے کیا یہ بلغم صفرا اور سودا کے علاوہ کوئی چوتھی خلط ہے تاکہ چاروں اخلاط جب مجسم ہوں تو چار قسم کے مفرد اعضاء بن سکیں اگر یہ کہا جائے کہ بنیادی اعضاء کی پیدائش کو ہم بھی خلط سودا سے تسلیم کرتے ہیں مگر ان کو حیاتی اعضاء میں شمار نہیں کرتے۔ تو پھر یہ سوال پیدا ہو گا کہ ایک ہی خلط یعنی سودا سے دو مختلف مفرد اعضاء یعنی ہڈی اور گوشت (عضلات) کی پیدائش کیوں؟ جب کہ قانون میں ایک ہی خلط سے ایک ہی مفرد عضو کی پیدائش کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ پھر کیا ہڈی اور گوشت کی ساخت میں کوئی فرق نہیں کہ دونوں کو ایک ہی چیز سمجھ لیا گیا ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ ہم ہڈیوں کو حیاتی اعضاء میں شمار نہیں کرتے تو یہ بھی عجیب بات ہے کہ ایک ہی خلط سودا سے جب عضلات یعنی گوشت کی پیدائش ہو تو اسے حیاتی اعضاء میں اور جب اس خلط سودا سے ہڈی کی پیدائش ہو تو اس کو حیاتی اعضاء میں شمار نہیں کرتے کیا خلط سودا میں حیات نہیں ہے اگر نہیں ہے تو عضلات جن کی پیدائش کو آپ خلط سودا سے تسلیم کرتے ہیں تو عضلات بھی حیاتی عضو نہیں ہے۔ دوسری عجیب بات یہ ہے کہ سودا سے جب عضلات کی پیدائش ہو تو وہ ہوا اور جب اس سے ہڈی کی پیدائش ہو تو وہ مٹی بن جاتا ہے کیا مٹی اور ہوا میں کوئی فرق نہیں ہے یا دونوں ایک ہی شے ہیں۔ تیسری عجیب بات یہ ہے کہ جب سودا کا تعلق عضلات سے پیدا کرتے ہیں تو اس کے مزاج میں خشکی اور جب اس سے ہڈی کا تعلق پیدا کرتے ہیں تو اس کے مزاج میں سردی پیدا ہو جاتی ہے یعنی ناک کبھی سیدھی طرف سے اور کبھی الٹی طرف سے پکڑتے ہیں یعنی ہوا کو مٹی اور کبھی مٹی کو ہوا۔ خشکی کو سردی اور کبھی سردی کو خشکی بنا لیا جاتا ہے۔ ایسا کیوں؟ کیا یہ محض اس لئے نہیں ہوتا کہ آپ چار کو تین میں ضم کر کے کبھی ایک ہی چیز کو ادھر لے جاتے ہیں اور کبھی ادھر لے آتے ہیں مثلاً سودا کو کبھی ہڈی کی پیدائش میں استعمال کرتے ہیں اور کبھی گوشت کی پیدائش میں کبھی اس کو سرد بنانا پڑتا اور کبھی خشک وغیرہ۔

جواب نمبر 1

حکیم انقلاب مجدد طب دوست محمد صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیش کردہ قانون مفرد اعضاء پر حکیم رحمت علی راحت نے جو پہلا اعتراض کیا ہے اس کے ابتدائی کلمات ہی غلط ہیں۔ مجدد طب نے نہ قانون اربعہ پیش کیا ہے اور نہ ہی قانون ثلث۔ آپ نے تو قانون مفرد اعضاء پیش کیا ہے جو کہ چار ارکان (پانی، آگ، ہوا اور مٹی) چار اخلاط (بلغم، صفراء، سودا اور خون) پر مبنی ہے۔ یہی طب قدیم کی چار اخلاط ہیں۔ اس کی

شہادت بھی مجدد طب کے اسی قول سے مل جاتی ہے جو کہ آپ نے "فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے" میں سے نقل کیا ہے۔

"(۱) اعصابی انسجہ میں بلغم (۲) عضلاتی انسجہ میں خون (۳) کبدی انسجہ میں صفراء (۴) طحالی انسجہ میں سودا"۔

اس قول میں چاروں اخلاط اور چاروں انسجہ کا واضح طور پر ذکر ہے۔ بندہ مجدد طب کی کتب سے اس کے بیسیوں حوالہ جات دکھا سکتا ہے۔ واضح رہے یہ چار ہیں تین نہیں۔ اب اگر کوئی یہ کہتا رہے کہ مجدد طب ایک خلط ہی غائب کر گئے ہیں تو یہ اس کی سمجھ کا قصور ہے۔ خون اخلاط سے مرکب ہے گویا طب یونانی کی ایک خلط خون۔ بلغم، صفراء اور سودا سے مرکب ہے اس طرح چاروں اخلاط پوری ہو جاتی ہیں۔

مگر حکیم رحمت علی راحت تو پانچویں خلط کو تلاش کرتے کرتے ریح کو خلط مان بیٹھے۔ حالانکہ ریح تو خلط کی اس تعریف جو کہ "مبادیات طب" میں درج ہے کے حوالے سے بھی خلط نہیں کہی جا سکتی۔ خلط کی تعریف ملاحظہ ہو۔ "خلط ایسا تر سیال ہے جس کی طرف غذا تحلیل ہو کر اولاً آتی ہے یعنی جو غذا ہم کھاتے ہیں وہ ہضم ہو کر کیلوس اور کیموس کے بعد اخلاط کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔" (مبادیات طب صفحہ ۲۶، ۲۷ شائع کردہ نوری کتب خانہ) میں دی گئی تعریف سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ریح کو خلط نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ریح تو سیال نہیں ہے گویا ریح کو خلط قرار دے کر موصوف نے طب کی بنیاد کو ہی ہلا دیا ہے۔

حکیم رحمت علی راحت مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "وات ریح ہے سوداء نہیں ہے۔ سودا کا تعلق مٹی سے ہے اور ریح کا تعلق ہوا سے ہے اس لئے ریح کا تعلق نسیج عضلاتی سے ہے۔ اور سوداء کا تعلق نسیج الحاقی سے ہے۔"

قارئین غور کریں کہ یہ کس قدر غلط بات ہے کہ ہوا سے خلط ریح کو بنا لیا

جائے جبکہ ریح عربی کا لفظ ہے اس کے معنی بھی ہوا کے ہیں۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسا کہ کوئی کہہ دے کہ آگ کی خلط نار ہے اور پانی کی خلط ماء۔ باقی رہا سوال یہ کہ وات ریح ہے سودا نہیں ہے اس کا جواب ایور ویدک کا انسائیکلوپیڈیا اٹھا کر دیکھ لیں جو کہ راج وید کرشن دیال وید شاستری کی تالیف ہے۔ اس میں متعدد مقامات پر وات کو سودا قرار دیا گیا ہے۔ گویا حکیم رحمت علی راحت نہ قانون مفرد اعضاء کی مبادیات تک سے واقف ہے اور نہ ہی ایور ویدک سے شناسا۔ حالانکہ طب میں ریح (ہوا) ارکان اربعہ میں سے ہے اور سودا اس کی خلط ہے۔ سودا اور ریح دونوں کا تعلق عضلات سے ہے اس سلسلے میں مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال پیش خدمت ہیں۔

"اگر عضلات میں تحریک ہو گی تو اعصاب میں تحلیل اور غدد میں تسکین ہو گی۔ نتیجتہ" جسم میں ریاح (سوداویت) کی زیادتی ہو گی۔"

(تجدید طب صفحہ نمبر ۱۹)

"اگر عضلات میں تحریک ہو گی تو اعصاب میں تحلیل اور غدد میں تسکین ہو گی نتیجہ" جسم میں ریاح (سوداء) کی زیادتی ہو گی۔"

(تحقیقات الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۱۷)

"عضلاتی غدی کا مزاج خشک گرم ہوتا ہے اس میں خشکی و انقباض اور ریاح کی زیادتی ہوتی ہے یہ سودا کے خواص ہیں۔"

(تحقیقات سوزش و اورام)

"جاننا چاہئے کہ سوداوی امراض یا سرد خشک کیفیات کی تحریک نظریہ مفرد اعضاء میں عضلاتی ہوتی ہے۔"

(تحقیقات تین انسانی زہریں صفحہ ۱۲۲)

"چونکہ بواسیر خونی ہو یا ریاحی دونوں اقسام میں خلط سودا کی زیادتی اور خرابی ہوتی ہے۔" (تین انسانی زہریں صفحہ ۱۲۲)

"جب عضلات میں تیزی ہوتی ہے تو سوداء' ریاح اور وات بڑھ جاتا ہے۔"

"تیسری صورت (عضلاتی' قلبی) میں سوداویت (سردی خشکی) اور ریاح کی زیادتی ہو گی۔"

(تحقیقات نزلہ و زکام صفحہ ۶۸)

ثابت ہوا کہ ریح' ہوا' وات اور سودا ایک ہی چیز کے مختلف مدارج اور نام ہیں۔ ریح اور سودا کو علیحدہ علیحدہ اخلاط قرار دے کر ایک کو محرک طحال اور دوسری کو محرک عضلات قرار دینا دراصل علم طب سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ چوتھی خلط کونسی ہے جس سے چوتھے مفرد عضو کو غذا ملتی ہے۔ جو عضو الحاقی مادہ سے بنا ہوا ہے۔ اس کی غذا کے بارے میں مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے واضح طور پر لکھا ہے۔

"چوتھا مفرد عضو نسیج الحاقی بنیادی عضو میں شریک ہے اس کو غذا حیاتی اعضاء سے ملتی ہے۔

(تحقیقات علاج بالغذاء صفحہ ۹۵)

"راحت علی راحت صاحب کا یہ سوال کہ "بنیادی اعضاء' ہڈیاں رباط اور اوتار کس خلط سے تیار کرو گے۔"؟

بہتر ہو گا کہ اس کا جواب مجدد طب ہی سے پوچھیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ ان بنیادی خلیات کی بناوٹ لیس دار ریشہ و ارضی مادہ سے ہوتی ہے جو خاکی مادہ کہلاتا ہے یہی مادہ جب اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو ہڈی بن جاتا ہے۔ کیونکہ یہ مادہ مخلوقات میں بنیاد کا کام دیتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کو بنیادی خلیہ کہتے ہیں۔ نسیج الحاقی میں اس قسم کے بنیادی خلئے پائے جاتے ہیں۔ جن کی بناوٹ میں خاکی مادہ ہی ہوتا ہے۔ حیوانات خصوصاً انسان میں یہ الحاقی نسیج دیگر انسجہ کے ساتھ بہت زیادہ مقدار میں پایا جاتا ہے۔ انسان میں بنیادی اعضاء اسی سے بنتے ہیں۔ جن میں ہڈی'

کری، رباط اور اوتار شامل ہیں۔ اس کے علاوہ جسم کے دیگر اعضاء کی مضبوطی کے کام بھی آتا ہے۔ یہ الحاقی مادہ خون میں ملا ہوتا ہے۔"

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ ۱۰۴)

"یہ خاکی مادہ جو خون میں ملا ہوتا ہے جسم کے خلیات کے منہ میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔"

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر ۱۰۶)

"خون میں ہر قسم کے انسجہ کے مادے پائے جاتے ہیں لیکن سب سے زیادہ جو مادہ پایا جاتا ہے وہ انسجہ الحاقی کا ہوتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر مجدد طب نے سودا سے بنیادی اعضاء ہڈی، کری، رباط اور اوتار کی غذا بننے کا ذکر بھی کیا ہے۔ مجدد طب نے جب یہ واضح کر دیا کہ الحاقی انسجہ کو غذا اعضائے رئیسہ سے ملتی ہے اب ظاہر ہے کہ الحاقی انسجہ نے تو اپنی غذا حیاتی انسجہ سے لینی ہوتی ہے۔ الحاقی انسجہ کا مزاج قلبی انسجہ سے نسبتاً" باقی انسجہ سے زیادہ قریب ہے اس لئے الحاقی انسجہ اپنی غذائی ضروریات کی خاطر زیادہ تر سودا ہی کو پسند کریں گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے الحاقی انسجہ سے بنی ہوئی طحال کو سودا کا سٹور بنایا ہے۔ طحال چونکہ اعضائے مروسہ میں سے ہے اور اعضائے مروسہ کو غذا اعضاء رئیسہ سے ملتی ہے اور اس کی قوت بھی اعضائے رئیسہ کی طرف سے آتی ہے۔ اس لئے سودا کو اگر الحاقی انسجہ اپنی غذا بناتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سودا کا تعلق قلب سے نہیں یا سودا محرک عضلات نہیں ہے۔

یہ وہ حقائق ہیں جن کی کماحقہٗ وضاحت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اہل فن بخوبی ان سے واقفیت رکھا کرتے ہیں مگر یہ نام نہاد محقق اس کا شعور ہی نہیں رکھتے۔

اب مجدد طب کا ارکان اربعہ کا خلاصہ پیش ہے جن کو قانون ثلاثہ کا نام دے

کر مجدد طب کی تحقیقات کا حلیہ بگاڑ دیا گیا جو کہ ایک شاگرد رشید کے شایان شان نہیں ہو سکتا۔

	کیفیت	رکن	خلط عضو
(i	تری ۔ پانی	بلغم	اعصاب و دماغ
(ii	خشکی ۔ ہوا	سودا	عضلات و قلب
(iii	گرمی ۔ آگ	صفراء	غدد و جگر
(iv	سردی ۔ مٹی	الحاقی مادہ	ڈھانچہ ہڈی، طحال وغیرہ

آپ نے مجدد طب کی پیش کردہ کیفیات، ارکان، امزجہ، اخلاط اور اعضاء میں تطبیق پر غور نہیں کیا اپنی طرف سے قانون ثلاثہ کا نقشہ بنا کر پیش کر دیا ہے۔ استاد محترم کی طرف ایک ناکردہ من گھڑت الزام کے سوا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ استاد محترم نے سردی کا تعلق مٹی سے اور مٹی سے الحاقی مادہ بنا کر اس سے بنیادی ڈھانچہ تیار کیا ہے۔ باقی تین کیفیات و ارکان رہ جاتے ہیں جن سے حیاتی اعضاء کو بنایا ہے اس طرح قانون مفرد اعضاء میں ارکان اربعہ کا قانون پیش کیا ہے۔

اب ذرا غور کریں

یہ کہنا کہاں تک درست ہے کہ ''مٹی اور اس کے بنیادی مفرد اعضاء کو سرے سے غائب کر دیا ہے۔ آپ کا ضمیر آپ کو خود آواز دے گا کہ آپ غلطی پر ہیں۔

اب آپ ذرا قانون قدرت میں غوطہ زن ہو کر دیکھیں تو اللہ تعالٰی نے متعدد مقامات پر ذکر فرمایا ہے کہ ہم نے مردہ مٹی کو یعنی مردہ زمین کو بارش یعنی پانی، ہوا اور حرارت سے زندگی بخشی اور پھر اس میں نشو و نما و ارتقاء کا ایک میزان قائم کر دیا۔ زمین کو اللہ تعالٰی نے بنیاد بنایا اور بارش، ہوا اور سورج کی حرارت کے ذریعے زندگی، نشونما اور ارتقاء کا کام لیا۔ مٹی بذات خود حیاتی افعال انجام نہیں دے سکتی۔ مٹی میں

جتنا چاہیں بیج ڈال دیں جب تک اسے رطوبت' ہوا اور حرارت نہیں ملے گی کچھ بھی نہیں اگے گا۔ نہ نشو و نما ہو گی اور پھولنے اور پھلنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مٹی بذات خود ایک بے جان چیز ہے جس کا ثبوت واضع طور پر قرآن کریم میں ملتا ہے۔ قدرت مٹی میں زندگی' نشو و نما کے جملہ ارتقائی عوامل پانی' ہوا اور سورج کی حرارت سے چلا رہی ہے ان ہی حیاتی ارکان کی کمی بیشی سے اجزائے ارضیہ کا مزاج اور قوام بگڑ جاتا ہے ان ہی کو اعتدال پر لانے سے کائنات کے جملہ نظامات درست ہو جاتے ہیں۔

قدرت نے اسی مٹی کو بنیاد بنا کر اس پر بسنے والی کم و بیش 18 ہزار قسم کی مخلوقات کو پانی' ہوا اور حرارت کے ایک مخصوص توازن ہی سے رواں دواں رکھا ہوا ہے۔ یہی یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی کی جیتی جاگتی تفسیر ہے۔ ماشاء اللہ۔

جگہ جگہ پر تو مجدد طب نے مٹی سے الحاقی مادہ اور الحاقی مادہ سے ڈھانچہ اور گارا مٹی کا کام لیا ہے اور مٹی کو جسم کی بنیاد قرار دیا ہے۔ اب بھی اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ مٹی اور اس کے بنیادی مفرد اعضاء کو سرے سے غائب کر دیا گیا ہے۔ تو پھر آپ سے بحث برائے بحث کون کرتا رہے۔

"عیاں راچہ بیاں" آپ مٹی کو جو کہ بے جان ہے جاندار قرار دے کر اس میں تحریک پیدا کر کے زلزلہ بپا کئے ہوئے ہیں۔ اسی زلزلہ نے فیصل آباد میں قانون مفرد اعضاء اور تحریک تجدید طب کا ستیاناس کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو آفاقی ارکان پانی' ہوا اور سورج کی حرارت کے ذریعے زمین پر اگنے' چلنے اور بسنے والی ہر شئے کا نظام چلا رہے ہیں۔ یہی تو تھے ارض و سما میں حیات و ممات کے اسرار و رموز جو کہ مجدد طب پر منکشف ہوئے۔ یہی تو تھا وہ راز فطرت جس کی تطبیق مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے صحت و مرض کے ساتھ کی۔ ارکان اربعہ میں سے

مٹی کو بنیاد بنا کر پانی، ہوا اور آگ سے حیاتی ارکان کا کام لیا۔ مٹی پر پانی، ہوا اور آگ کے عوامل سے زندگی کی ارتقائی صورتیں اپنے اپنے قوام پر آ کر نوع بہ نوع مخلوقات کی صورت میں جنم لیتی رہتی ہیں۔ فطری قوام پر ہی ان کی درستی کا دارومدار ہے۔

ارکان اربعہ کا یہ تناسب ہی "ووضع المیزان" پر قائم ہے گویا مٹی میں جتنی بھی صورتیں، رنگتیں اور رونقیں ہیں سب کی سب پانی، ہوا اور آگ (حرارت) ہی کا کمال ہے۔ اب اس حقیقت کو روشن ضمیر، فکر سلیم اور دل بینا رکھنے والا مرد حق شناس ہی جان سکتا ہے کہ مجدد طب نے قانون فطرت اور رموز کائنات کو کتنے دلکش اور خوبصورت انداز میں دنیائے طب کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ طب قدیم میں مفرد اعضاء ۹ تا ۱۰ اقسام کے ہیں جن کی تطبیق سے اخلاط بھی 9 تا 10 بنا لیں اور اعضائے رئیسہ بھی 9 تا 10 بنا لیں۔ ایسا کرنا نہ صرف ناممکن ہے بلکہ بے معنی بھی ہو گا۔ مٹی سے الحاقی مادہ اسی سے ہڈیاں اور طحال کو بنا لیا ہے۔ پھر طحال کو بنیادی اعضاء ہی کے ساتھ کیوں نہیں رکھا یہ بحث بھی فضول ہے کہ سودا کو کبھی خشک بنا لیا جاتا ہے۔ اور کبھی سرد۔ حالانکہ ساری دنیا جانتی ہے کہ سودا کے مزاج میں خشکی اور سردی دونوں کیفیات پائی جاتی ہیں۔ **ایک فطری عمل ہے** یہ بھی متعدد حوالہ جات سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ متعدد مرکب اعضاء میں اعصاب و عضلات ساتھ ساتھ واقع ہیں۔ یہ بھی ان کے آپس میں مربوط و متعلق کی دلیل ہے۔ ویسے بھی ذرا غور کریں تو رطوبت کم ہو جانے کا نام خشکی ہے اور رطوبت بڑھ جانے کا نام تری ہے۔ کبھی تری غالب آ جاتی ہے اور کبھی خشکی غرضیکہ ان دونوں کا ایک دوسرے سے بلاواسطہ تعلق اور ربط ہے۔ جسے کسی بھی طرح غلط ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ مجدد طب قانون فطرت کا ترجمان ہوتا ہے۔ اس کی تحقیقات عنائت ربانی پر مبنی اور موقوف ہوتی ہیں۔ جن کو کوئی بھی جھٹلا نہیں سکتا بلکہ ایسی ناروا و نازیبا کوشش کرنے والا خود ہی ناکام و نامراد جاتا ہے۔

اعتراض نمبر2

خلط سودا کا تعلق عضلات سے نہیں ہے۔

کیونکہ سودا کا عنصر مٹی ہے اس لئے سودا مٹی ہے اس لئے سودا مٹی یا ایک قسم کا چونا یا کیلشیم ہے جو:۔

ہڈیوں رباط او تار کی ساخت میں پایا جاتا ہے جس کو نسیج الحاقی کہتے ہیں اس لئے سودا کا تعلق بنیادی اعضاء کے ساتھ ہے نہ کہ حیاتی اعضاء یعنی عضلات کے ساتھ ہے۔ عضلات کی پیدائش وات یعنی ریح سے ہوئی ہے کیونکہ ریح کا عنصر ہوا ہے اور سودا کا مٹی یہاں پر مغالطہ یہ ہے کہ آپ ریح کو سودا سمجھ لیتے ہیں دونوں کی ماہیت میں فرق ہے ریح ہوا سے پیدا ہوتی ہے اور سودا مٹی سے پیدا ہوتا ہے یاد رکھیں کہ وات ریح ہے سودا نہیں ہے یعنی وات اور ریح ایک ہی چیز ہے لیکن ریح اور سودا ایک ہی چیز نہیں ہے جیسا کہ آپ نے سمجھ لیا ہے۔ دو مختلف اعضاء میں پیدا ہوتی ہیں وات کا مزاج خشک سرد ہے اور سودا کا مزاج سرد خشک ہے یعنی وات میں خشکی غالب ہے اور سودا میں سردی غالب ہے۔

جواب نمبر2

مٹی سودا کا عنصر نہیں ہے بلکہ (مٹی تو) الحاقی مادہ کا عنصر ہے جس سے الحاقی نسیج اور بنیادی ڈھانچہ ہڈیاں وغیرہ کو ترکیب دیا گیا ہے۔ آپ کا یہ کہنا کہ سودا کا تعلق بنیادی اعضاء کے ساتھ ہے نہ کہ حیاتی اعضاء کے ساتھ بقول آپ ہی کے غلط ہے۔ آپ نے تو جملہ اعضاء کو حیاتی اعضاء بنا لیا ہے۔ پھر بنیادی اعضاء کا ذکر چہ معنی وارد۔

اطبائے کرام شروع ہی سے ہوا (ریح) سے سودا کا تعلق قائم کرتے آئے

ہیں۔ یہی مجدد طب نے بھی کیا ہے درج ذیل حوالہ جات جب آپ کے زیر مطالعہ آئیں گے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ حکیم انقلاب ؒ کی تحقیقات میں سودا' ریاح اور وات ایک ہی مادے کی مختلف حالتیں ہیں۔

"جب عضلات میں تیزی ہوتی ہے تو سودا' ریاح اور وات بڑھ جاتے ہیں۔"

(تحقیقات الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۱۷۵)

"نزلہ کی عضلاتی صورت میں سوداویت اور ریاح کی زیادتی"۔

(رجسٹریشن فرنٹ مئی ۱۹۶۴ء صفحہ نمبر ۷)

"جراثیم حلزونیہ عضلاتی ہونے کی وجہ سے غیر طبعی سودا اور ترشی پیدا کرتے ہیں۔"

(رجسٹریشن فرنٹ فروری ۱۹۶۴ صفحہ نمبر ۸)

"عضلاتی انسجہ میں تحریک و تیزی رونما ہو جاتی ہے چاہے وہ جسم کے کسی حصہ میں کیوں نہ ہو وہاں پر ترشی و ریاح اور خشکی کی زیادتی ہو گی جس کا اثر سر سے لے کر پاؤں تک ہو گا۔"

(تحقیقات سوزش و اورام صفحہ نمبر ۱۰۸)

سودا محرک عضلات ہے

(i) "نظریہ مفرد اعضاء کے مطابق عضلاتی تحریک سودا پیدا کرتی ہے۔"

(ii) "رطوبت معدی عضلات کی قوت سے پیدا ہوتی ہے اور اپنی صورت میں اس کے اندر تیزابی اثرات ہوتے ہیں۔ مزاج سوداوی ہوتا ہے۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۱۹۰)

(iii) جب ریاح کی زیادتی ہوتی ہے تو جسم میں سردی کے ساتھ خشکی بڑھ جاتی ہے جس سے جسم میں تیزی اور خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر ۱۵۴)

(iv) خون کے جسم میں جذب ہونے کے بعد جو کیمیاوی طور پر فضلات اکٹھے ہوتے ہیں جو غدد جاذبہ خصوصاً" طحال میں کیمیائی طور پر (کسی نالی سے نہیں) کیونکہ غدد جاذبہ غیر نالی کے غدد ہیں اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ پھر وہاں سے کیمیاوی طور پر عضلات خصوصاً" معدہ کے عضلات پر ترشہ پاتے ہیں جس سے عضلات میں انقباض اور اس میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔"

(تحقیقات حمیات صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹)

(v) یہی صورت جراثیم حلزونیہ کے زہر و علامات پیدا کرتے ہیں جس سے عضلاتی انسجہ میں تیزی و تحریک رونما ہو جاتی ہے چاہے وہ جسم کے کسی حصہ میں کیوں نہ ہوں وہاں پر ترشی، ریاح اور خشکی کی زیادتی ہو گی۔"

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۱۵۴)

(vi) خون جب جسم کی غذا بنتا ہے تو باقی رطوبات غدد جاذبہ کے ذریعے جو طحال کے تحت غدد کی وساطت سے کام کرتے ہیں جذب ہو کر خون میں شامل ہو کر دل (عضلاتی انسجہ) کے فعل کو تیز کرتا ہے۔

(تحقیقات سوزش و اورام)

اب ان حقائق کو حوالہ جات کے ذریعے جان کر بھی کوئی محقق رات کو دن اور دن کو رات قرار دینے کی ضد پر قائم رہے تو اس کی بات کو ہر آدمی غلط اور ضد ہی کا نام دے گا۔

وات آیور ویدک طب کا لفظ ہے جس سے مراد آپ ریح بیان کر رہے ہیں۔ وات کو ایور ویدک میں سودا تسلیم کیا گیا ہے۔ جو کہ ہوا یعنی ریح سے بنتا ہے۔

آپ کے علم کا قبلہ درست کرنے کے لئے آیور ویدک ہری بھاشا کے حوالہ سے تین دوشوں کا ذکر کرتا چلوں۔

(۱) وات ۔ سودا (۲) پت ۔ صفرا (۳) کف ۔ بلغم

آپ نے نہ صرف قانون مفرد اعضاء کا حلیہ بگاڑ دیا بلکہ ایور ویدک کی بنیادیں بھی ہلا کر رکھ دی ہیں۔

واضح ہو کہ ہوا ایک رکن ہے جس کا عربی نام ریح ہے۔ ریح چار ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ ریح خلط نہیں ہے اس کی خلط سودا ہے جو حکیم رکن اور خلط میں تمیز نہیں کر سکتا اسے علم طب کے کس درجے کا فاضل سمجھا جائے۔؟

گویا حکیم صاحب تحقیقات کرتے کرتے چوتھی خلط ہی گم کر بیٹھے ہیں۔ ذرا غور کریں پانی سے خلط بلغم' آگ سے خلط صفرا مٹی سے خلط سودا' ہوا (ریح) سے کونسی خلط بناؤ گے؟ جواب ندارد۔

اوپر کی گئی بحث Discussion اور صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ :۔

(i) بنیادی اعضاء ہڈی' رباط او تار وغیرہ الحاقی مادہ سے بنتے ہیں۔

(ii) سودا کا تعلق عضلات سے ہے اور وہ محرک عضلات ہے۔

(iii) ریح (ہوا) رکن ہے اس سے خلط سودا وجود میں آتی ہے گویا ریح اور سودا کا مزاج ایک ہے۔

(iv) ریح' وات اور سودا ایک ہی مادے کی مختلف حالتیں ہیں۔

(v) گویا یہ کہنا غلط ہے کہ وات ریح ہے سودا نہیں اور یہ کہنا بھی سراسر غلط ہے کہ ریح اور سودا ایک ہی چیز نہیں ہیں۔ اور نہ ہی یہ کہنا درست ہے کہ ریح اور سودا دو مختلف اخلاط ہیں جو دو مختلف اعضاء میں پیدا ہوتی ہیں۔

(vi) الحاقی مادہ کا تعلق بنیادی اعضاء کے ساتھ ہے اور سودا کا تعلق حیاتی اعضاء کے ساتھ ہے۔

نسیج الحاقی فعلی و حیاتی عضو نہیں

۱۔ یہ الحاقی خلیات سے بنتے ہیں۔ اس کو اس طرح سمجھ لیں کہ جسم انسان کی

بنیاد ہڈی و کری، رباط و اوتار پر ہے۔ ان پر اعصابی، عضلاتی اور غدی انسجہ کے علاوہ جو جسم میں بھرتی ہے وہ سب انسجہ الحاقی سے کی ہوتی ہے۔ جہاں تک احساس و حرکت اور اخراج رطوبت کا تعلق ہے اس میں اس قسم کے احساسات نہیں پائے جاتے۔ گویا ان میں زندگی تو ہے مگر انسانی زندگی کے معاملات میں جو دخل اعصاب و عضلات اور غدد کو حاصل ہے وہ انسجہ الحاقی میں نہیں پایا جاتا۔ ماڈرن میڈیکل سائنس نے یہ ثابت کیا ہے کہ انسجہ الحاقی انسانی زندگی اور جسم میں ابتدائی بافت ہے اور جب اس میں نشو و ارتقاء پیدا ہوتا ہے تو یہ دیگر انسجہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جسم کے جس مقام پر نشو و ارتقاء ختم ہو جاتا ہے وہاں الحاقی انسجہ کی کثرت ہو جاتی ہے۔ گویا ان کی کثرت بعض مقامات پر وہاں کی زندگی کا اختتام ہے۔ خون میں ہر قسم کے مادے پائے جاتے ہیں لیکن سب سے زیادہ جو مادہ پایا جاتا ہے وہ انسجہ الحاقی ہوتا ہے۔

(تحقیقات سوزش و اورام صفحہ نمبر ۱۳۸ تا ۱۳۹)

مندرجہ بالا مضمون کا خلاصہ

(i) الحاقی انسجہ سے بنیادی اعضاء ہڈی، کری، رباط اوراوتار وغیرہ بنتے ہیں۔

(ii) الحاقی انسجہ سے جسم کی بھرتی ہوتی ہے۔

(iii) الحاقی انسجہ فعلی اور حیاتی نہیں ہیں۔

(iv) کسی مقام پر الحاقی انسجہ کی کثرت وہاں کی موت ہوتی ہے۔

(v) خون میں جو خلط سب سے زیادہ پائی جاتی ہے وہ الحاقی مادہ ہوتا ہے۔ اب مزید وضاحت کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔

الحاقی نسیج یا خاکی مادہ زیادہ سخت ہو جاتا ہے بڑھاپے میں یہ مادہ اس قدر سخت ہو جاتا ہے کہ اس سے ایک طرف اعضاء لکڑی کی طرح سخت ہو جاتے ہیں۔ جن سے اعضاء کے افعال میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے اس مادے کے بڑھ جانے

سے مجرا وغیرہ میں بھی رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اس طرح انسان پر بڑھاپا غالب آ جاتا ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر ۱۰۵)

یہ حقیقت ہے کہ جگر تغذیہ جسم کا ایک ضروری حصہ ہے اور یہ کئی افعال سرانجام دیتا ہے۔ جب اس پر الحاقی نسیج یا خاکی مادہ اثر انداز ہو جائے یا لپٹ جائے تو اس کے افعال میں یقیناً" خلل واقع ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ ظاہر ہے۔

اسی طرح گردے بھی انتہائی ضروری اعضاء ہیں اور ان کے خلیات کا قدرتی فعل یہ ہے کہ وہ مضر اور فاسد مادے پیشاب کے ذریعے جسم سے خارج کرتے ہیں لیکن ان کے گرد جب نسیج الحاقی اور خاکی مادہ اثر انداز ہوتا ہے تو پھر گردے اپنے افعال صحیح طور پر انجام نہیں دے سکتے جس کی وجہ سے خون میں تیزابی مادوں کی کثرت ہو جاتی ہے اور بڑھاپے کا ظہور ہو جاتا ہے۔

صرف جگر و گردوں تک محدود نہیں بلکہ دل و دماغ کے حجاب اور مخاط میں بھی جب نسیج الحاقی اور خاکی مادہ اپنا اثر کرتے ہیں تو ان کے افعال میں بھی خرابی واقع ہو جاتی ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ ۱۰۷' ۱۰۸)

الحاقی مادہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ہڈی کل ہو یا جزو ان کے نزدیک 'کنیکٹو ٹشوز (نسیج الحاقی) سے تیار ہوتی ہے اس لئے مفرد عضو نسیج ہے ہڈی اس کا لطیف ہے۔

نسیج الحاقی (کنیکٹو ٹشوز) ہڈی' کری' ناخن' رباط' وتر

(تحقیقات و علاج سوزش و اورام صفحہ ۱۹)

مجدد طب نے فرمایا:۔

" ہماری تحقیقات یہ ہیں کہ الحاقی نسیج کے خلیات کی پیدائش موت تک

جاری رہتی ہے۔ یہی خلیات بنیادی ہیں البتہ فعلی خلیات کی پیدائش بند ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر بدن انسان میں حرارت رہے تو بھی ایک طرف الحاقی مادے سے فعلی خلیات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور دوسری یہی حرارت الحاقی نسیج کو سخت نہیں ہونے دیتی۔"

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر۱۰۶)

ڈاکٹر دورونوف کے مطابق نسیج اتصالی (الحاقی) دوسرے منسوجات کے لئے ایک سہارا اور ایک ڈھانچہ کے طور پر ہے۔ تمام اعضاء کے "کارکن یعنی فعلی خلیات کے درمیان نسیج اتصالی کے خلیات موجود ہوتے ہیں جو عضو متعلقہ کی صورت اور ڈھانچہ کے قیام میں مد ہوتے ہیں۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ ۱۰۹)

یہ خاکی مادہ جو خون میں ملا ہوتا ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر۱۰۶)

گویا الحاقی مادہ مٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ خون میں سیال مادہ میں خلط کہلاتا ہے۔
Biology (حیاتیات) میٹرک کے نصاب، میں
(Connective Tissue) (الحاقی مادہ کی تشریح یوں کی گئی ہے۔

"یہ بافتیں دوسری بافتوں اور اعضاء کو سہارا دیتی ہیں اور ایک دوسرے کو ساتھ باندھ رکھتی ہیں مثلاً" چربی ان کے خلیوں کے درمیان کافی جگہ ہوتی ہے جس میں خاص مادہ ہوتا ہے جسے (matrix) کہتے ہیں۔ ان خلیوں ہی سے خارج شدہ ہوتا ہے۔

بعض اوقات یہ مادہ بے حد سخت ہوتا ہے جس کی مثال ہڈیاں ہیں۔ خون اور ہڈیوں کے علاوہ دل کے گرد اور جلد کے نیچے پائی جانے والی چربی اور ٹینڈن Tendon وغیرہ بھی Connective Tissue کی مثالیں ہیں اور ان کا کام خلیوں کو اکٹھا کرنے

کے علاوہ جسم کو سہارا (Support) فراہم کرتا ہے۔

غور کریں کہ سائنس کی بالکل ابتدائی کتب میں کتنی صراحت اور وضاحت کے ساتھ تشریح کر دی گئی ہے۔

"الحاقی انسجہ کو اس لئے بھی بنیادی انسجہ قرار دینا ضروری ہے کیوں کہ یہ دوسرے انسجہ میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔"

کان کھول کر سن لیں انسجہ الحاقی ضرورت کے وقت اعصابی غدی اور عضلاتی انسجہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔"

(تحقیقات حمیات صفحہ ۱۴۰)

"جوانی میں یہ خلیات (الحاقی) ہمیشہ نئے خلیات میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔"

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر ۱۰۵)

قارئین نوٹ کریں کہ صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی وضاحت کے ساتھ الحاقی مادہ (Connective Tissues) کی ساخت، اہمیت، فعل اور حیثیت پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ کے مزید ارشادات درج ہیں۔

"شریانوں میں بھی نسیج الحاقی اور خاکی مادہ پایا جاتا ہے جو وہاں پر سختی اور صلابت اختیار کر لیتا ہے۔"

"ان کی پیدائش لیس دار، ریشہ و ارضی مادہ سے ہوتی ہے۔ جو خاکی مادہ کہلاتا ہے اس کی ترکیب میں کاربونیٹ، فاسفیٹ آف لائم اور دیگر قسم کے نمکوں کے ساتھ جن میں چونے کی خاصیت ہوتی ہے پایا جاتا ہے۔ یہی مادہ جب اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو ہڈی بن جاتا ہے۔ چونکہ یہ مادہ مخلوقات میں بنیاد کا کام دیتا ہے اسی وجہ سے اس کو بنیادی خلیہ کہتے ہیں۔

نسیج الحاقی میں اس قسم کے بنیادی خلیے پائے جاتے ہیں۔ جن کی بناوٹ میں خاکی مادہ جو خون میں ملا ہوتا ہے۔ جسم کے خلیات کے منہ میں پھنس کر رہ جاتا ہے

اور وہیں جسم بن جاتا ہے۔ چونکہ پھر خلیہ میں خون کا گزر نہیں ہو سکتا اس لئے وہ خلیہ بند ہو جاتا ہے۔

(اعادہ شباب صفحہ نمبر۱۰۶)

شریانوں میں بھی نسیج الحاقی اور خاکی مادہ پایا جاتا ہے جو وہاں پر سختی اور صلابت اختیار کر لیتا ہے۔ لیکن اس کا تعلق صرف شریانوں تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ جب شریانوں میں سختی اور صلابت پیدا ہوتی ہے تو اس سے قبل عضلات و غدد کو اپنی گرفت میں کر چکی ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کے اندرونی اعضاء اور منسوجات سخت ہو جاتے ہیں۔

.... یہاں تک کہ جب بوڑھوں پر جراحی کے زیر عمل اس کے اعضاء خصوصاً جگر اور گردوں پر نشتر چلایا جاتا ہے تو ان میں ایسی آواز پیدا ہوتی ہے جیسے لکڑی کو آری سے چیرا جا رہا ہو۔ یہ سب کچھ منسوجات میں خاکی مادہ کی کثرت اور سختی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

صرف جگر اور گردوں تک محدود نہیں بلکہ دل و دماغ کے حجاب و مخاط میں بھی جب نسیج الحاقی اور خاکی مادہ اپنا اثر کرتے ہیں تو ان کے افعال میں خرابی واقع ہو جاتی ہے۔ شرائن و غدد اور عضلات وغیرہ کی صلابت واقعی بڑھاپے کی علامات ہیں۔

(اعادہ شباب صفحہ نمبر۱۰۸)

کیونکہ ڈاکٹر دورو نوف کو اعادہ شباب میں کافی اہمیت حاصل ہے اس سلسلے میں ان کی رائے بطور ثبوت درج ذیل ہے۔

"نسیج اتصالی (الحاقی) دوسرے منسوجات کے لئے ایک سہارا اور ڈھانچہ کے طور پر ہے تمام اعضاء کے کارکن یعنی فعلی خلیات کے درمیان نسیج اتصالی کے خلیات موجود ہوتے ہیں جو عضو متعلقہ کی صورت اور ڈھانچہ کے قیام میں ممد ہوتے ہیں۔

تحریر کردہ حوالہ جات سے الحاقی مادہ Connective Tissues کی حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ یہ الحاقی مادہ ہے جو جسم کی بنیاد ہے اور یہی اس کی اصل میں اہمیت اور حیثیت ہے۔

اعتراض نمبر 3

حیاتی مفرد اعضاء تین نہیں بلکہ چار ہیں۔ یہاں حیاتی عضو سے مراد ایک زندہ عضو ہے جو خود بھی زندہ ہے اور زندگی کے لئے کام کرتا ہے بس اس سے زیادہ کوئی اور مطلب نہیں ہے جیسا کہ پہلے ثابت ہو چکا کہ خلط سودا میں حیات ہے اور اس کا تعلق مٹی سے ہے تو اب یہ تسلیم کرنا ہو گا۔ کہ مٹی میں حیات کیسے پیدا ہوتی ہے فرمان باری تعالیٰ ہے تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو آغاز میں مٹی سے۔ سلالۃ من طین کا مطلب ہے مٹی کا مغز یا گودا جیسا کہ انسان کی ہڈیوں میں پایا جاتا ہے۔ اسی مٹی کے مغز یا مخ طین سے مراد مخاطی مادہ ہے جو پروٹو پلازم (مادۃ الحیات) کی ایک شکل ہے بس یہی مخاطی مادہ حقیقت میں حیاتی مادہ ہے جو ہڈیوں کے گودے غشائے مخاطی تمام غدد جاذبہ اور طحال میں پایا جاتا ہے۔ اس مخاطی مادہ کی ترقی یافتہ صورت سے عضلاتی مادہ قشری مادہ اور عصبی مادہ پیدا ہوتا ہے اور اسی مخاطی مادہ کی تنزلی صورت یعنی ٹھوس اور سخت شکل کا نام الحاقی مادہ ہے جس سے ہڈیاں رباط اور اوتار کی پیدائش ہوتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ چوتھا حیاتی عضو غدد جاذبہ ہے جو طحال کے تحت کام کرتے ہیں۔

جواب نمبر 3

اعتراض نمبر 3 کو غور سے پڑھیں تو یہ باتیں سامنے آتی ہیں۔

۱۔ حیاتی اعضاء تین نہیں بلکہ چار ہیں۔

۲۔ سودا کا تعلق .... مٹی سے ہے۔

۳۔ مخاطی مادے ۔۔ مراد پروٹو پلازم (Protoplasm) ہے۔

۴۔ غشائے مخاطی کا تعلق طحال و غدد جاذبہ سے ہے۔

اب ہم ان چاروں نکات پر ترتیب وار بحث کریں گے تاکہ حقیقت محجوب نہ رہے بلکہ منکشف ہو کر سامنے آ جائے۔

(i) حیاتی مفرد اعضاء کیا ہوتے ہیں اور کتنے ہیں؟ ان پر کوئی جتنی بحث کرتا جائے نتیجہ کے طور پر اسے وہی تسلیم کرنا پڑے گا۔ جس پر جمیع اطباء کرام متفق ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جسم کا کوئی بھی عضو ہڈی سے لے کر سیل تک بھی مردہ نہیں جسم میں جو سیل مرجاتے ہیں جسم جب تک ان کو خارج نہیں کر لیتا اپنی کوشش رکھتا ہے اس کی جگہ نیا سیل (Cell) خود بخود اپنے فطری اصول کے مطابق جنم لیتا رہتا ہے۔

بنیادی اعضاء اور حیاتی اعضاء کو دو اقسام میں تقسیم کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بنیادی اعضاء میں حیات نہیں ہے یا بنیادی اعضاء بے جان ہیں۔ ایسا سمجھ لینا اور پھر اس کو بنیاد بنا کر اس پر بحث کرنا بہت ناقص، ادنیٰ پن اور فن عزیز میں کورے پن کا ثبوت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی مٹی کو بنیاد پر رکھا ہے۔ اور یہی مفہوم بھی ہے اس آیہ کریمہ کا کہ یخرج الحی من المیت کہ ہم مردہ میں سے زندہ کو نکالتے ہیں۔ مردہ مٹی میں نشو و نما کیونکر اور کیسے ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وھو الذی یرسل الریح بشراً بین یدی رحمتہ ط حتی اذا اقلت سحاباً ثقالاً سقنہ لبلد میت فانزلنہ بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات ط کذالک نخرج الموتی لعلکم تذکرون ○ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکداً ○ کذالک نصرف الایت لقوم یشکرون ○

الاعراف ۵۷ تا ۵۸

ترجمہ :۔ اور وہی تو ہے جو اپنی رحمت (مینہ) سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری ۔۔ نا

کر) بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ بھاری بھاری بادلوں کو اٹھا لاتی ہے تو ہم اس کو ایک مری ہوئی بستی (زمین) کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ پھر بادل سے مینہ برساتے ہیں۔ پھر مینہ سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم مردوں کو زندہ کر کے باہر نکالیں گے یہ (آیات) اس لئے بیان کی جاتی ہیں تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ (جو) زمین پاکیزہ ہے اس میں سبزہ بھی پروردگار کے حکم سے (نفیس ہی) نکلتا ہے اور جو خراب ہے۔ اس میں جو کچھ نکلتا ہے ناقص ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم آیتوں کو شکر گزاروں کے لئے پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔

(الاعراف ۵۷ تا ۵۸)

یہاں پر یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ رکن مٹی سے الحاقی مادہ' الحاقی مادہ سے الحاقی بافت اور الحاقی بافتوں سے بنیادی اعضاء' ہڈیاں' رباط اور اوتار بنیادی جسم بناتے ہیں! کیونکہ ان کی بناوٹ بنیادی رکن مٹی سے ہے۔ اس لئے ان کا نام بنیادی اعضاء رکھ دیا گیا ہے اگر اس کو کوئی کہے کہ یہ حیاتی اعضاء نہیں ہیں بے جان ہیں تو اس کی کم فہمی ہو گی۔ البتہ اس بنیادی عنصر مٹی کو زندگی صرف اور صرف پانی' ہوا' آگ جیسے فعلی ارکان نے بخشی ہوئی ہے۔

جب ہم انسان کو طبعی حوالہ سے دیکھتے ہیں تو یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے کہ مٹی کا کردار بنیادی ہے نہ کہ حیاتی۔ جسم مردہ اس وقت ہوتا ہے جب اس میں ہوا' رطوبت اور حرارت نہیں ہوتی۔ حالانکہ اگر مٹی اور الحاقی مادہ کو حیاتی عضو مانا جائے تو پھر انسان مر کیوں جاتا ہے۔؟

یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حرارت اور رطوبت کا خاتمہ زندگی کا خاتمہ ہے اسی بنیادی اصولوں پر بنیادی اعضاء اور حیاتی اعضاء کے نام دے دیئے گئے ہیں۔ اسی لئے آپ کا "حیاتی مفرد اعضاء تین نہیں بلکہ چار ہیں"۔ کو سرخی بنا کر بحث کرنا فن طب میں فہم و فراست سے انحراف اور تہی دست ہونے کی دلیل ہے۔

حیاتی مفرد اعضاء کا تعلق قویٰ اورارواح کے ساتھ ہے۔ طب کی جملہ کتب دیکھ لیں۔ قویٰ بھی تین ہیں۔ اور ارواح بھی تین ہیں جس کے بعد اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں رہتا کہ حیاتی اعضاء صرف تین ہیں کیونکہ اعضائے رئیسہ ہی کا دوسرا نام حیاتی (فعلی اعضاء) ہیں۔ اسی لئے اعضائے رئیسہ بھی تین (دل، دماغ، جگر) ہیں۔

حوالہ جات

"انسانی زندگی میں پانی، ہوا اور آگ کے توازن کو ان کے اعضائے حیات، اعصاب و عضلات و غدد جن کے مراکز دماغ و دل اور جگر اعضائے رئیسہ کنٹرول کرتے ہیں۔"

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر۵۶)

"جسم میں زندگی کا کنٹرول اعضائے رئیسہ دماغ، دل اور جگر پر ہے۔ جن کے افعال ان متعلقہ اعضاء اعصاب و عضلات اور غدد ہیں جن کو ہم اعضائے حیات کا نام دیتے ہیں۔"

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر۵۶، ۵۷)

"اعضائے رئیسہ دل، دماغ، جگر جن پر زندگی کا دارومدار ہے۔"

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر۱۴۰)

اعضاء کے افعال میں صرف حیاتی اعضاء کے افعال ہی کو زیادہ سمجھنے کی ضرورت ہے۔ کیوں کہ ان کی تکمیل فعلی خلیات سے عمل میں آئی ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔

(i) اعصاب جن کا مرکز دماغ ہے۔

(ii) عضلات جن کا مرکز قلب ہے۔

(iii) غدد جن کا مرکز جگر ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر۱۴۱)

انسان کائنات میں ارتقاء کا آخری مظہر ہے۔ اس میں چار نظام نسیجی کام کر رہے ہیں۔ جن میں سے تین فعلی نسیج ہیں اور تینوں کی غذا نسیج الحاقی سے مقرر کی گئی ہے۔ گویا الحاقی مادہ ہی ان کی غذا بنتا ہے اور جب نسیج فعلی کمزور ہوتے ہیں تو وہ نسیج الحاقی کو اپنی غذا نہیں بنا سکتے۔ اس صورت میں خود نسیج الحاقی ان کی جگہ لینا شروع کر دیتا ہے۔ جس سے اول صحت بگڑ جاتی ہے۔ پھر شباب ختم ہو جاتا ہے بڑھاپا آتا ہے اور بالآخر موت واقع ہو جاتی ہے۔"

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر ۱۴۷)

یہ تینوں ہی فعلی خلیات سے تیار ہوتے ہیں ان کی موت ہی صحیح موت ہو سکتی ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر ۱۷۰)

حیاتی اعضاء سے اعصاب جن کا مرکز دماغ ہے۔ عضلات جن کا مرکز دل ہے غدد جن کا مرکز جگر ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر ۴۶)

حیاتی اعضاء:۔

ایسے اعضاء ہیں جن سے انسانی زندگی اور بقا قائم ہے یہ بھی تین ہیں۔

(۱) اعصاب (نروز) جن کا مرکز دماغ ہے۔

(۲) غدد (گلینڈز) جن کا مرکز جگر (Liver) ہے۔

(۳) عضلات (Muscles) جن کا مرکز قلب ہے۔

گویا دل، دماغ اور جگر جو اعضائے رئیسہ ہیں وہی انسان کے حیاتی اعضاء ہیں۔

(تحقیقات نزلہ و زکام صفحہ نمبر ۷۰)

انسانی جسم کے حیاتی اعضاء صرف تین ہیں جن کو ہم اعضائے رئیسہ کہتے ہیں۔

(تحقیقات تین انسانی زہر صفحہ نمبر ۲۳، ۲۴)

(تحقیقات تین انسانی زہر صفحہ نمبر۸۵)

(تحقیقات تین انسانی زہر صفحہ نمبر۱۲۸)

درج بالا حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ حکیم انقلاب مجدد طب صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنی ڈیڑھ درجن کتب میں بار بار لکھا ہے کہ جسم میں چار نسیجی نظام موجود ہیں۔ جن میں سے تین فعلی و حیاتی نسیج ہیں اور چوتھا نسیج الحاقی ہے۔ ملاحظہ کریں۔

جسم میں جو چار اقسام کے انسجہ پائے جاتے ہیں۔ ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

عضلاتی انسجہ MUSCULAR TISSUES

اعصابی انسجہ NERVOUS TISSUES

غدی انسجہ APITHILIAL TISSUES

الحاقی انسجہ CONECTIVE TISSUES

ان میں سے پہلے تین فعلی و حیاتی ہیں کیونکہ ان کے افعال سے ہی زندگی پیدا ہوتی ہے اور قائم رہتی ہے۔ چوتھا عضو الحاقی ہے اس سے بنیادی اعضاء' ہڈی' او تار' رباط بنتے ہیں۔ بس یہی قانون ارکان اربعہ ہیں۔ جو مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کیا ہے اور اس کو قانون ارکان ثلاثہ کا نام دے کر اس پر بحث کرنا اور اس کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہاں تک درست ہے۔

اس کا فیصلہ آپ خود ہی کرلیں!

(ii) دوسری بات کہ سودا کا تعلق مٹی سے ہے اور مٹی میں حیات ہے۔ مٹی میں حیات کیسے پیدا ہوتی ہے کا سوال مٹی کے بے جان ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ مٹی میں حیات پیدا ہونے کو جو ثابت کرنے کے لئے آئت کریمہ بغیر کسی حوالہ کے لکھی گئی ہے وہ بھی غلط ہے۔

غلط :۔ " سلالہ من طین "

درست :۔ ○ من سللۃ من طین ○ (۱۲ المومنون)

اس بارے میں اعتراض نمبر ۲ کے جواب میں حوالہ جات سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ سودا کا تعلق ہوا' ریاح' وات اور ترشی سے ہے اور سودا محرک طحال نہیں بلکہ محرک عضلات ہے۔ حکیم صاحب طب قدیم کے اس خیال کو کہ سودا میں خاکی مادے پائے جاتے ہیں سامنے رکھ کر سودا کا تعلق مٹی سے قائم کر دیتے ہیں حالانکہ مٹی کا تعلق الحاقی مادے سے ہے جس سے بنیادی اعضاء' ہڈی' وتر اور رباط بنتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس سے سارے جسم کی بھرتی ہوتی ہے کیونکہ یہ الحاقی و خاکی مادہ اعضاء میں صلابت کا باعث ہے۔ عضلات کے ذمے کام کرنا' بوجھ اٹھانا اور حرکت کرنا ہے۔ اس لئے قدرت نے اس میں صلابت کے لئے خاکی و الحاقی مادہ کی ملاوٹ فرمائی ہوئی ہے۔ یہ خاکی و الحاقی مادہ اسی لئے سودا میں بھی ملا ہوتا ہے۔ مگر یہ اس بات کی دلیل ہرگز نہیں کہ سودا کا تعلق مٹی سے ہے اور وہ محرک طحال ہے۔ سودا کو تو حکیم رحمت علی راحت نے تخدیر کا کام سونپا ہوا ہے۔ وہ طحال میں تحریک کیسے پیدا کرے گا۔ وہ تو طحال کو سن اور بے حس کر کے رکھ دے گا۔ ثابت ہوا کہ سودا کا تعلق عضلات سے ہے اور وہ محرک عضلات ہے۔ اس کا فعل تخدیر کہنا غلط ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مٹی سے کس مادے یا خلط کا تعلق ہے جواب صرف ایک ہی ہے کہ مٹی کا تعلق الحاقی مادہ سے ہے طبی کتب میں یہ واضح طور پر لکھا ہے کہ خون میں الحاقی مادہ کے محلول پائے جاتے ہیں بلکہ الحاقی مادہ کافی زیادہ مقدار میں خون میں موجود رہتا ہے اس لئے ہم اس کو سودا نہیں کہہ سکتے۔ البتہ الحاقی مادہ اپنی ارتقائی صورتوں میں سودا' صفرا اور بلغم کے متعلقہ انسجہ میں تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ سودا کا مزاج باقی اخلاط کی نسبت الحاقی مادہ کے زیادہ قریب ہے۔ الحاقی مادہ اعضاء میں صلابت پیدا کرتا ہے۔

اعضاء کو سہارا دیتا ہے۔ اعضاء کو مضبوط کرتا ہے۔ اعضائے رئیسہ الحاقی مادہ کو

اپنے خلیات میں تبدیل کرتے رہتے ہیں جسم کا بھاری بھر کم حصہ عضلات پر مبنی ہے اس لئے اس کی خلط سودا میں الحاقی اور خاکی مادہ کی ملاوٹ بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

ویسے تو الحاقی و خاکی مادہ ہر جگہ پایا جاتا ہے نباتات پر غور کریں۔ خواہ بلغمی ہوں یا صفراوی ہوں یا سوداوی ہر قسم کے پودوں میں خاکی مادہ موجود ہوتا ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم دوسری اخلاط کو الحاقی و خاکی مادہ سے تطبیق دے کر مٹی کو بنیادی کی بجائے حیاتی مادہ قرار دے دیں۔ مٹی کی اہمیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اعضاء کی بنیاد کا مقام رکھتی ہے۔ اس کو اپنے مقام سے ہٹا کر اس کی اہمیت و ضرورت کو گھٹایا تو جا سکتا ہے بڑھایا نہیں جا سکتا۔ اب دیکھیں مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے الحاقی مادہ کو کیا مقام دیا ہے۔

حوالہ جات

کنیکٹو ٹشوز (الحاقی انسجہ ان سے جسم انسان کا بنیادی ڈھانچہ تیار ہوتا ہے جس میں ہڈی، کری اور رباط و اوتار اور تمام جسم کی بھرتی ہوتی ہے۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۲۰۵)

بنیادی اعضاء میں ہڈی و رباط اور اوتار بنتے ہیں اس کی اصل الحاقی مادہ (کنیکٹو ٹشوز) ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر ۴۶)

بنیادی اعضاء ایسے اعضاء ہیں جن سے انسانی جسم کا ڈھانچہ تیار ہوتا ہے جن میں تین اعضاء شریک ہیں ہڈیاں، رباط اور اوتار۔

(تحقیقات نزلہ و زکام صفحہ نمبر ۷۰)

پس ثابت ہوا کہ بنیادی اعضاء الحاقی و خاکی مادہ سے بنے ہوئے ہیں نہ کہ سودا سے۔ سودا کا تعلق عضلات سے ہے یہی مجدد طب کی تطبیق ہے۔

(iii) تیسرا پوائنٹ یہ ہے کہ پروٹو پلازم (protoplasm) مخاطی مادہ سے بنتا ہے۔ مخاطی مادہ کو پروٹو پلازم (Protoplasm) مادہ حیات کہنا اور پھر اس کو صرف ایک ہی قسم کی الحاقی انسجہ تک محدود کر دینا غلط ہے اور غیر علمی ہے کیونکہ پروٹوپلازم تو ہر (Basic Unit) یعنی Cell (خلیہ) کا حصہ ہے۔ پروٹو پلازم تو عضلاتی خلیہ میں بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح غدی خلیات میں بھی موجود ہوتا ہے۔ مختلف قسم کے خلیات کے پروٹوپلازم کی ماہیت ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوگی۔

پروٹو پلازم کو مختلف قسم کے خلیات سے منقطع کر کے مخاطی مادہ کی بوتل میں بند کر دینا سراسر حماقت ہے۔ علم و فن طب ہمیں اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ چوتھے نکتے کے مطابق حکیم رحمت علی راحت (Mucous) کو مخاطی مادہ قرار دے رہے ہیں اس کے مطابق مخاطی مادہ ترشی اور سوداوی مادہ قرار پاتا ہے۔

ماہانہ رپورٹ تجدید طب فیصل آباد قانون مفرد اعضاء میں تین اور چار کے مسئلہ کے صفحہ نمبر ۱۵ پر Mucous کو مخاطی مادہ قرار دیتے ہیں پھر لکھتے ہیں (جسم انسان میں سب سے زیادہ مقدار مخاطی مادہ کی ہے۔ اس لئے مخاطی مادہ کا ایک حصہ سخت کر کے اس کو بنیادی مادہ یعنی الحاقی مادہ میں تبدیل کیا گیا ہے۔ جس سے جسم انسان کے بنیادی مفرد اعضاء ہڈیاں، کری، رباط، اور اوتار بنائے گئے ہیں اور باقی مخاطی مادہ سے فعلی مفرد اعضاء ہڈیوں کا گودا، غشائے مخاطی اور تمام بے نالی غدد (غدد جاذبہ) اور ان کا مرکز طحال بنائے گئے ہیں۔

(سمپل آرگینو پیتھی صفحہ نمبر ۸ اگست ۱۹۹۷ء)

طحال سودا اور سردی کا مرکز ہے اس کے فعل کی تیزی سے خون میں سودا اور سردی بڑھ جاتی ہے۔

(سمپل آرگینو پیتھی صفحہ نمبر ۴ اپریل ۱۹۹۷ء)

ثابت ہوا کہ حکیم رحمت علی راحت مخاطی مادہ اور سودا کو ایک ہی قرار دے

رہا ہے اس لئے اس نے مخاطی اعصابی تحریک کو سودا کی تحریک قرار دیا ہے۔ اب حقیقت پر غور کریں کہ اس نے خود ہی متضاد اشیاء کو اکٹھا کر دیا ہے۔ جاننا چاہئے کہ مخاطی مادہ کا مزاج الکلائن ہے ایسڈک یا سوداوی اور ترشی والا نہیں۔

حوالہ جات

(i) رطوبت مخاطیہ سے جو تقریباً" اور قدرے شور ہوتی ہے۔ اس کی سطح تر رہتی ہے۔
(مخزن حکمت صفحہ نمبر ۷۰ جلد اول)

(ii) غدد بلغمیہ (Mucous Glands) صحت اور زندگی میں نہایت ملائم اور چکنی ہوتی ہے۔

(مخزن حکمت صفحہ نمبر ۶۹، ۷۰)

(i) مملسات :۔ چکنا کرنے والی مملس وہ دوائیں ہیں جن سے جلد اور غشائے مخاطی میں چکناہٹ پیدا ہوتی ہے۔ استاد الاطباء حکیم احمد دین نے غشائے مخاطی کے سلسلے میں ترشی کا ذکر کیا ہے لیکن ترشی کا اثر غشائے مخاطی کی بجائے عضلات پر پڑتا ہے۔
ایلوپیتھی سے مخاطی مادہ Mucous کی وضاحت

Explanation of Mucous from Epithelium.

Mucous: It is secreted by epithelium.

مخاطی مادہ اسی تھیلیئم سے بنتا ہے (مخاطی مادہ کی پیدائش اسی تھیلیئم سے ہوتی ہے۔)
(Illustrated Physiology by Mac Naught) اب زرا Mucous کے اجزائے ترکیبی ملاحظہ فرمائیں۔

Water پانی

Musin میوسن

Na+ سوڈیم

Cl- کلورین

بائی کاربونیٹ HCO_3^-

میوکس (مخاطی مادہ) کے اندر بائی کاربونیٹ آئن ہوتے ہیں جو معدہ کی تیزابیت کم کرتے ہیں۔ اسی طرح میوکس کی (Ph) کھاری (Alkaline) ہے جو کہ تیزابیت کو کم کرتی ہے۔

(v) حکیم رحمت علی راحت نے جو پانچواں پوائنٹ Discuss کیا ہے وہ یہ ہے کہ غشائے مخاطی کا تعلق طحال و غدد جاذبہ سے ہے۔ اس سلسلے میں مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات درج ہیں۔

حوالہ جات

پہلا پردہ غدی مخاطی ہے جس کا تعلق جگر (غدد) کے ساتھ ہے۔ جو انسجہ مخاطی (Epithelial Tissues) کا بنا ہوا ہے۔

(علاج بالغذاء صفحہ نمبر ۱۸۷)

غدد اور غشائے مخاطی جن کا مرکز جگر ہے ان کے بگاڑ سے جو زہر پیدا ہوتا ہے اس کا نام سوزاک یا سوزاکی مادہ ہے۔

(تین انسانی زہر صفحہ ۸۵)

اس طرح طب قدیم وہ جگر کے صرف اس حصے کا ذکر کرتی ہے۔ جو غدی و غشائی مادہ (اپی تھیلیل ٹشوز) سے بنا ہوا ہے۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۲۱۷)

غدد اور غشائے مخاطی جن کا مرکز جگر ہے۔

(تین انسانی زہر صفحہ نمبر ۳۸)

یہ زہر غدی انسجہ (اپی تھیلیل ٹشوز) کی پیداوار ہے جس کا مرکز جگر ہے۔

(تین انسانی زہر صفحہ ۱۵۴)

صفرا سے جگر، گردے اور دیگر غدد اور غشائے مخاطی پیدا ہوتے ہیں۔
(تجدید طب صفحہ نمبر ۷)
جہاں پر غدد نہیں پائے جاتے وہاں پر ان کے قائم مقام غشائے مخاطی بنا دی گئی۔

(تجدید طب صفحہ ۱۸)
دل کے اوپر ایک پردہ ہوتا ہے جو نسیج غدی و مخاطی (اسکی تھیلیل ٹشوز) کا بنا ہوا ہے اس طرح دل کا تعلق جگر اور دماغ کے ساتھ قائم ہے۔
(تحقیقات المجربات صفحہ نمبر ۳۸)
یعنی اندر کی طرف عضلات ان کے اوپر غدد یا غشائے مخاطی۔
(تحقیقات المجربات صفحہ نمبر ۳۸)
بالکل اسی طرح جوف شکم میں غدد جگر کا غلبہ ہے اس لئے وہاں پر انسجہ غشائے مخاطی (ایپی تھیلیل ٹشوز) کا غلبہ ہے۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۲۰۸)
جب ہم کسی دوا و غذا یا زہر کے افعال و اثرات جگر و غدد پر معلوم محسوس کرنا چاہتے ہیں تو اس وقت ہمارے سامنے مکمل جگر نہیں بلکہ اس کا وہی حصہ ہونا چاہئے جو اس کا غدی حصہ کہلاتا ہے۔ یعنی جو قشری مادہ سے بنا ہوا ہے۔ اور اسی مادہ سے بنے ہوئے غدد تمام جسم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جن کو ہم غشاء کا نام دیتے ہیں اور مفرد اعضاء کی صورت میں ان کو انسجہ قشری (ایپی تھیلیل ٹشوز کہتے ہیں)۔
(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۲۱۶)
پہلا پردہ غدی و مخاطی ہے جس کا تعلق غدد و جگر کے ساتھ ہے جو انسجہ مخاطی (اسکی تھیلیل ٹشوز) کا بنا ہوا ہے۔

(تحقیقات علم اادویہ صفحہ نمبر ۲۰۸)

غشائے مخاطی کا تعلق جگر و غدد سے ہوتا ہے اور ایپی تھیلیل ٹشوز سے بنی ہوتی ہے۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۳۴)

ان میں اعصاب باہر کی طرف' اس کے نیچے غدد (غشائے مخاطی)۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۱۶۳)

سوزش غدد اور غشائے مخاطی :۔

غشائے مخاطی کی صورت میں سر سے پیر تک کسی مقام کی غشائے مخاطی میں سوزش ہو سکتی ہے۔

(تحقیقات جنسی امراض صفحہ نمبر ۲۴۱)

سوزش کے مقام پر عروق شعریہ بہ تعلق غشائے مخاطی اور غدد خون کی رطوبات (لمف) یا بلغم کی صورت میں اخراج پاتی ہیں۔

(تحقیقات و علاج نزلہ و زکام صفحہ نمبر ۵۲)

دل کا پہلا پردہ غدی مخاطی ہے جس کا تعلق جگر سے ہے جو انسجہ مخاطی (اسپی تھل ٹشوز) کا بنا ہوا ہے۔

(علاج بالغذا صفحہ نمبر ۱۸۳)

جگر ایک غدد ہے جسم کے تمام چھوٹے بڑے غدد اس کے تحت کام کرتے ہیں۔

(علاج بالغذاء صفحہ نمبر ۱۴۰)

جگر ایک غدود ہے اور جسم کے تمام چھوٹے بڑے غدود کا مرکز ہے اس کے افعال ہی کے تحت جسم کے تمام نالی دار غدد کام کرتے ہیں۔ اگرچہ غیر نالی دار غدود بھی اس کے ماتحت ہیں۔

(تحقیقات الادویہ صفحہ نمبر ۲۲۶)

پہلا پردہ غدی مخاطی ہے جس کا تعلق جگر کے ساتھ ہے جو انسجہ مخاطی (اپی تھیل ٹشوز) کا بنا ہوا ہے۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۲۴)

غشائے مخاطی (انسجہ غدی۔ اپی تھیل ٹشوز) کا ہے۔

اندرونی باریک طبق جو آب دار جھلی کا ہوتا ہے دل کے اوپر لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ یہ نسیج قشری (اپی تھیل ٹشوز) کا ہوتا ہے۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۵۹)

غدی مخاطی بافت (Epithelial Tissue)

(رجسٹریشن فرنٹ ستمبر ۱۹۶۸ء صفحہ نمبر ۲)

یہاں بھی غشائے مخاطی سے مراد غدی سوزش ہے۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۶۵)

استاد الاطباء حکیم احمد دین نے غشائے مخاطی کے سلسلہ میں ترشی کا ذکر کیا ہے۔ ترشی کا اثر غشائے مخاطی کی بجائے عضلات پر پڑتا ہے۔ اصل میں ترشی محرک عضلات ہے۔ حکیم رحمت علی راحت نے لکھا ہے کہ "تلی کے مخاطی خلیات جنہیں (Beta Cells) کہا جاتا ہے۔ وہ انسولین تیار کرتے ہیں جو ایک ترش رطوبت ہے۔"

(سمپل آرگینو پیتھی صفحہ نمبر ۲۳ مئی ۱۹۹۷ء)

○ غشائے مخاطی کا تعلق تو جگر و غدد ناقلہ کے ساتھ ہے جو بہت سارے حوالہ جات دے کر ثابت کر دیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ غشائے مخاطی سارے جسم میں تو تھوک اور الکلائن رطوبات پیدا کریں اور لبلبہ میں وہی غشائے مخاطی انسولین ترش سوداوی رطوبت پیدا کر رہے ہوں۔ اس لئے (Beta Cells) کو مخاطی خلیات کہنا سراسر غلط ہے۔ اس مفصل بحث سے ثابت ہوا کہ کل مفرد انسجہ چار ہیں جن میں سے تین حیاتی و فعلی ہیں اور چوتھی نسیج

بنیادی ہے۔ اس طرح ارکان اربعہ کی تقسیم درست ہے۔ فطری ہے۔

غشائے مخاطی کا تعلق طحال (غدد جاذبہ) سے ہرگز نہیں بلکہ جگر (غدد ناقلہ) سے ہے اسی ایک نکتہ پر حکیم رحمت علی راحت کی ساری تحقیقات دم توڑ جاتی ہیں۔

مخاطی اعصابی اور اعصابی مخاطی تعلق غلط ثابت ہو گیا۔ کیونکہ مخاطی رطوبات بلغمی اور کھار ہیں اس لئے مخاطی اعصابی کا ترجمہ بلغمی بلغمی بنتا ہے۔ اسی طرح اعصابی مخاطی کا مطلب بھی بلغمی بلغمی بنتا ہے۔ کیونکہ غشائے مخاطی غدی انسجہ سے بنے ہوئے ہیں تو اس طرح اس کا ترجمہ گرم تر اور تر گرم بنتا ہے جس مزاج کی تحریکات پہلے موجود ہیں غدی اعصابی اور اعصابی غدی۔

اب یہ قطعاً" درست نہ ہو گا کہ مخاطی اعصابی اور اعصابی مخاطی تعلق قائم کیا جائے۔ اس اصول کے تحت مخاطی اعصابی کا مطلب گرم تر ہے اور اعصابی مخاطی کا مطلب تر گرم ہے۔ ان تحریکات کا مزاج سوداوی قرار دینا قطعی طور پر غلط ہے اور ایسا کرنا فن طب کی تباہی و بربادی کے مترادف ہے۔

حیرت تو اس بات پر ہے کہ غدی قشری و غشائے مخاطی جو کہ سب کے سب Epithelial Tissues سے بنے ہوئے ہیں ان کو تحریک دینے سے طحال میں تحریک کیسے چلی جائے گی گویا غشائے مخاطی کی تحریک غدی و قشری تحریک ہو گی غشائے مخاطی کی تحریک کو طحال کی تحریک قرار دینا حرف غلط کی طرح غلط ہے بلکہ غلطان ہے۔

اعتراض نمبر 4

ہر دو غدد کا مرکز جگر نہیں ہے

جیسا کہ حکیم انقلاب ؒ نے اپنے مضمون کیا بڑھاپا قابل علاج ہے میں واضح طور پر لکھا ہے کہ غدد ناقلہ کا مرکز جگر ہے اور غدد جاذبہ کا مرکز طحال ہے۔ ہر دو غدد کی بناوٹ افعال اور ان کے افرازات ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں جس سے ثابت

ہوتا ہے تمام غدد کا مرکز جگر نہیں ہے۔ جیسا کہ قانون مفرد اعضاء میں عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ ماڈرن اناٹومی بھی یہ ثابت کرتی ہے کہ طحال اور غدد جاذبہ کی بناوٹ میں کنیکٹو ٹشوز الحاقی انسجہ سے ہوتی ہے اور جگر اور غدد ناقلہ کی بناوٹ میں ایپی تھیلیل ٹشوز ہوتے ہیں جس سے ہر دو کے مراکز بھی علیحدہ علیحدہ ثابت ہو جاتے ہیں چنانچہ حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں انسان چار اخلاط یا چودہ عناصر سے مرکب ہے اور انسانی خون کی تکمیل جگر میں ہوتی ہے گویا جگر (جو غدد ناقلہ کا مرکز ہے) طحال (جو غدد جاذبہ کا مرکز ہے) کی طرح خون کی تکمیل میں اہم افعال انجام دیتا ہے (ماہنامہ رجسٹریشن فرنٹ ماہ جون 1970ء صفحہ نمبر ۱۰ اسی مضمون میں آپ صفراء کا تعلق جگر سے اور سودا کا تعلق طحال کے ساتھ لکھتے ہیں "خون جسم کی غذا اور قوت اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک اس میں صفراء کی حرارت (غدد ناقلہ کی رطوبت) اور سودا کی قوت (غدد غیر ناقلہ کی رطوبت) شریک نہ ہو۔

(ماہنامہ رجسٹریشن فرنٹ ماہ اگست 1970ء صفحہ ۱۰ غرض اسی مضمون میں بیسیوں جگہ جگر و طحال اور غدد ناقلہ و غدد جاذبہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ مضمون کتابی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے طلب کرنے پر مل سکتا ہے۔

جواب نمبر4

اس نکتہ کے تحت آپ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ غدد ناقلہ کا مرکز جگر اور غدد جاذبہ کا مرکز طحال ہے۔ یہ تو پہلے ہی مصدقہ بات ہے۔ مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی غدد جاذبہ کا مرکز طحال کو مانا ہے۔ جس کی دلیل بھی آپ نے خود ہی دے دی ہے۔

یہ بھی درست ہے کہ ہر دو غدد کی بناوٹ اور ان کے افرازات ایک دوسرے سے مختلف ہیں جس میں جس قدر بھی غدد جاذبہ اور ناقلہ کا جال پھیلا ہوا ہے اپنی اپنی جگہ پر مختلف قسم کی افرازات پیدا کر رہے ہیں۔ مثلاً"

غدد کا نام

1	Pituitary Gland	A)	Anterior Pituitary Hormones.
		i)	Adrenocorticotropin
		ii)	LH.
		iii)	FSH.
		iv)	Thyroid Stimulating Hormone.
		v)	Prolactin.
		vi)	Growth Hormone.
		B)	Posterior Pituitary Hormone.
		i)	Antidiuretic Hormone.
		ii)	Oxytocin.
2	Thyroid Gland	i)	Thyroxine (T_4).
		ii)	Tri-iodothyronine (T_3)
		iii)	Calcitonin.
3	Parathyroid Gland	i)	Parathormone.
4	Pancreas	i)	Insulin.
		ii)	Glucagon.
		iii)	Somatostatin.
5	Adrenal Cartex	i)	Cortisol.
		ii)	Aldosterone.
6	Overies (In Female)	I)	Estrogen.
		ii)	Progesterone.
		iii)	Relaxin.
7	Testes (In Males)	I)	Testosterone.
8	Placenta (In Pregnant Female)	i)	Human Chronic
		ii)	Gonadrotropin Chronic. Human Somato. Mammotropin.

یہ افرازات اور تمام کی تمام رطوبات کی پیدائش تین اعضاء رئیسہ حیاتی و فعلی اعضاء کے تحت پیدا ہوتی ہیں اور اپنے اپنے مقامات پر اپنے اپنے ضروری افعال جاری رکھتی ہیں۔

عضلات میں تحریک ہو تو سوداوی فیکٹریاں ترش اور Acidic رطوبات بنانا اور گرانا شروع کر دیتی ہیں۔ جیسے طحال کی رطوبات اور انسولین وغیرہ۔ اسی طرح اعصاب میں تحریک ہوتی ہے تو اس سے تعلق والی غدد کی فیکٹریاں الکلائن رطوبات گرانا شروع کر دیتی ہیں اور جب غدد میں تحریک ہوتی ہے تو پھر ہر قسم کی صفراوی ہارمون اور حیاتین و وٹامن وغیرہ کی پیدائش شروع ہو جاتی ہے۔ باقی رہے بنیادی اعضاء تو اس کے بارے میں واضح ہے کہ یہ اپنی غذا اعضائے رئیسہ سے لیتے ہیں اسی طرح اعضائے رئیسہ بقدر ضرورت الحاقی انسجه کو اپنی اپنی نسیج میں تبدیل کرتے رہتے ہیں گویا صاف ظاہر ہے کہ جب ہر سہ اعضائے رئیسہ میں سے کسی بھی ایک میں غیر طبعی افعال واقع ہوں گے تو ان سے الحاقی مادہ سے بنے ہوئے بنیادی اعضاء پر ضرور مضر اثرات مرتب ہوں گے جب ان اعضائے رئیسہ کے افعال درست ہو گئے تو اعضائے شریفہ' مروسہ اور غیر مروسہ سب کے افعال درست ہو جائیں گے کیونکہ جسم میں جتنے اعضاء مفرد ہوں یا مرکب ان ہی چاروں قسم کی انسجه غدی' عضلاتی' اعصابی اور الحاقی سے بنے ہوئے ہیں اور الحاقی نسیج کے افعال حیاتی و فعلی انسجه کے ماتحت ہیں۔ مجدد طب نے فرمایا:۔

"جسم میں ہر قسم کی غذا غدد اور غشائے مخاطی کے ذریعے ملتی ہے۔ جسم کے ہر عضو کو جس قسم کی غذا درکار ہوتی ہے۔ اس جگہ کے غدد اپنی بناوٹ سے اس قسم کی غذائیت تیار کر کے اور پختہ کر کے دیتے ہیں۔ مثلاً" جگر میں صفراء تیار ہوتا ہے۔ گردے پیشاب بناتے ہیں۔ عورت کے سینے میں دودھ بنتا ہے اور مرد کے خصیوں میں منی تیار ہوتی ہے وغیرہ ۔ جن مقامات پر غدد نہیں ہیں۔ وہاں غشائے مخاطی ہوتے ہیں

اور وہاں ضرورت کے مطابق رطوبات کا ترشح کرتے ہیں۔ گویا جسم میں کسی مقام پر جس قدر رطوبات ہوتی ہیں۔ وہ غدد اور غشائے مخاطی کے تحت پیدا ہوتی ہیں گویا منہ کے لعاب اور ناک کے نزلہ و زکام سے لے کر پیشاب و پاخانہ و پسینہ جہاں پر بھی رطوبات نظر آتی ہیں وہ سب غدد اور غشائے مخاطی کی پیدا کردہ ہیں۔ ہر غدد اپنی خاص قسم کی رطوبات (سیکریشن) تیار کرتا ہے۔

(تحقیقات المجربات صفحہ نمبر ۳۹ ـ ۴۰)

طحال اگرچہ غدد جاذبہ کا مرکز ہے لیکن اس کو عضو رئیس قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پہلی دلیل تو یہ ہے کہ طحال الحاقی انسجہ سے بنی ہوتی ہے الحاقی انسجہ سے بنا ہوا عضو عضو رئیس نہیں ہو سکتا۔ مجدد طب کا فرمان ہے کہ ـ

جسم میں جب اعصاب میں تیزی ہوتی ہے تو نالی دار غدد کی رطوبات گرتی ہیں اور جب عضلات میں تیزی ہوتی ہے تو غیر نالی دار افرازات خون میں شامل ہوتے ہیں اور بظاہر جسم میں خشکی ہوتی ہے۔

(تحقیقات و علاج جنسی امراض صفحہ نمبر۱۰۶)

اب اس روشنی میں مجدد طب کی تحقیقات پر غور کریں۔ فرمایا:۔

انسانی خون کی تکمیل جگر میں ہوتی ہے گویا جگر بھی (جو غدد ناقلہ) کا مرکز ہے طحال جو (غدد جاذبہ کا مرکز ہے) کی طرح خون کی تکمیل میں اہم افعال انجام دیتا ہے۔"

(رجسٹریشن فرنٹ جون ۱۹۷۰ء)

اب دوسرا حوالہ دیکھیں۔ "خون جسم کی غذا اور قوت اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک کہ اس میں صفراء کی حرارت (غدد ناقلہ کی رطوبات) اور سودا کی قوت (غدد غیر ناقلہ کی رطوبت) شریک نہ ہو۔

(رجسٹریشن فرنٹ اگست ۱۹۷۰ء صفحہ نمبر۱۰)

یہ حوالہ جات حکیم رحمت علی راحت نے طحال (غدد غیر ناقلہ) کو عضو رئیس

ثابت کرنے کے لئے دیئے ہیں۔ اب آپ ذرا رجسٹریشن فرنٹ اگست کے اسی صفحہ پر غور کریں تو صاف واضح ہو جائے گا کہ سوداوی رطوبات جو طحال میں بنتی اور خون کو ملتی ہیں وہ دل و عضلات کی تحریک سے پیدا ہوتی ہیں نہ کہ طحال میں تحریک پیدا کرنے سے۔

"دل کے صحیح عمل کے ساتھ اگر دوران خون جسم میں دوڑتا ہے تو ساتھ غدد غیر ناقلہ جسم کی رطوبت کو جذب و پختہ کر کے خون میں شامل کرتے ہیں۔"

دوسری جگہ فرمایا:۔

"انسان اور خون میں سب سے زیادہ طاقتور خلط طبعی سودا ہے یہ سب غدد غیر ناقلہ (غدد جاذبہ) کا مرکب ہے۔ اس سے جسم اور خون میں سرخی پیدا ہوتی ہے اور اسی سے خون میں گاڑھا پن پیدا ہوتا ہے اسی سے دل کے فعل میں تیزی اور قوت پیدا ہوتی ہے۔"

گویا غدد جاذبہ سوداوی رطوبات تیار کرنے کے لئے عضلاتی تحریک کے محتاج ہیں جب تک عضلات میں تحریک نہیں ہو گی اس وقت تک نہ طبعی سودا کی تعمیر اور تکمیل غدد جاذبہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہ سودا کو خون میں شامل کر سکتے ہیں۔ مگر اتنی طاقت ور خلط کو موجب تخدیر یعنی سن کر دینے والی اعضاء کے احساس و ادراک کو ختم کر دینے والی کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ مجدد طب نے لکھا ہے کہ ۔

"جب عضلات میں تیزی ہوتی ہے تو غیر نالی دار افرازات خون میں شامل ہوتے ہیں۔"

"عضلاتی اعصابی تحریک میں جسم کی تمام بچی ہوئی رطوبات کو طحال (غدد جاذبہ) میں جمع کر دیتی ہے تو عضلاتی غدی تحریک اس کو غدد ناقلہ (طحال) سے خارج کر کے پھر خون میں شامل کر دیتی ہے۔"

(تحقیقات المجربات صفحہ نمبر ۵۳)

ثابت ہوا طحال و غدد جاذبہ عضلاتی تحریک ہی میں سودا پیدا کرتے ہیں اور اس کی مشینی تحریک میں اعضاء پر گراتے ہیں۔ اگر عضلات میں تحریک نہ ہو تو طحال و غدد جاذبہ سودا کی پیدائش اور سپلائی میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ معلوم ہوا کہ طحال و غدد جاذبہ کو عضو رئیس قرار دے کر اس کو حیاتی عضو یا فعلی عضو یا عضو رئیس قرار دینے کی ضرورت نہیں ایسا کرنے سے طب قدیم اور ایورویدک میں خرابی اور بگاڑ پیدا ہونے کے مترادف ہو گا اور قانون مفرد اعضاء مکمل طور پر ختم ہو جائے گا۔ مزید حوالہ جات پیش ہیں۔

"خون تمام جسم کی غذا بننے کے بعد پھر رطوبات غدد جاذبہ کے ذریعے جو طحال کے تحت غدد کی وساطت سے کام کرتے ہیں۔ جذب ہو کر پھر خون میں شامل ہو کر دل (عضلات) کے فعل کو تیز کرتا ہے"۔

(تحقیقات سوزش و اورام صفحہ نمبر ۱۷۳)

" جب خون میں رطوبات بڑھ جائیں تو خون دماغ کی طرف رجوع کرتا ہے جس کی تحریک سے خون انہی رطوبات کو بلغم کی صورت میں جسم پر شبنم گراتا ہے۔ جو جسم میں خرچ ہونے کے بعد بقایا غدد جاذبہ کی مدد سے جو طحال کے تحت کام کرتے ہیں۔ کیمیائی طور پر پھر دل (عضلات) میں گرتی ہے۔ انہی غدد جاذبہ کی رطوبات کو جو ان سے اخراج پاتی ہیں سودا کا نام دیتے ہیں جس میں ترشی اور کاربن غالب آتی ہے۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۱۴۱)

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ غدد جاذبہ ہوں یا غدد ناقلہ وہ جسم الوجود کے تمام مفرد و مرکب اعضاء کے لئے غذا کی تیاری اور سپلائی کی ڈیوٹی پر معمور ہیں۔

اعصاب میں تحریک ہو تو ان سے متعلق غدد ناقلہ بلغمی رطوبات پیدا کرتے ہیں اور گراتے ہیں غدد ناقلہ میں تحریک ہو تو صفراوی رطوبات کی پیدائش شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح عضلات میں تحریک ہو تو ان کے متعلقہ غدد جاذبہ یا غیر ناقلہ سوداوی

رطوبات کی پیدائش اور سپلائی شروع کر دیتے ہیں اور الحاقی نسیج اپنی غذا قوتیں اور حیات کے لئے ان تین اعضائے رئیسہ کے ماتحت ہیں اور دوسری طرف یہی اعضائے رئیسہ الحاقی مادہ کو اپنی غذا میں تبدیل کرتے رہتے ہیں یہی اعضائے رئیسہ اور بنیادی و الحاقی و خاکی اعضاء کا باہمی ربط و تعلق ہے۔

مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

انسان میں چار نظام نسیج کام کر رہے ہیں جن میں سے تین فعلی نسیج ہیں اور تینوں کی غذا نسیج الحاقی سے مقرر کی گئی ہے گویا الحاقی یا خاکی مادہ ہی ان کی غذا بنتا ہے اور جب نسیج فعلی کمزور ہو جاتے ہیں تو نسیج الحاقی ان کی جگہ لینا شروع کر دیتا ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر ۱۴۹)

انسجہ الحاقی چونکہ بنیادی اعضاء بناتے ہیں اس لئے ان اعضاء کے افعال حیاتی اعضاء کے تحت ہیں۔

(تحقیقات المجربات صفحہ نمبر ۳۸ - ۳۹)

جگر کے افعال ہی کے تحت جسم کے تمام نالی دار غدد کام کرتے ہیں اگرچہ غیر نالی دار غدد (غدد جاذبہ) بھی اس کے ماتحت ہیں لیکن غیر نالی دار غدود کے افعال، نالی دار غدود کے بالکل برعکس ہیں۔ یا ان کے افعال کے بعد مشینی طور پر عمل کرتے ہیں تو غیر نالی دار غدود ان کو جذب کرتے ہیں۔ سب سے بڑا غیر نالی دار غدود طحال ہے اس لئے طب قدیم نے اس کو اعضائے رئیسہ کے بعد اعضائے شریفہ میں شمار کیا ہے۔ اور چوتھی خلط سودا کی اصلاح اور تعمیر کا تعلق اس کے ساتھ قائم کر دیا ہے۔

(تحقیقات علاج بالغذاء صفحہ نمبر ۱۴۱)

(i) گویا غدد ناقلہ اور غدد جاذبہ باہمی عمل اور رد عمل کے تحت اپنے اپنے افعال سرانجام دیتے ہیں۔ عمل کا سہرا غدد ناقلہ و جگر کے سر ہے اس لئے عضو رئیس ہونا

اسی کے شایان شان ہے۔

(ii) اگر خلط سودا کی اصلاح اور تعمیر طحال کے عضو رئیس ہونے کی دلیل ہوتا تو مجدد طب اس کو ضرور عضو رئیس قرار دیتے۔

(iii) طحال کیونکہ الحاقی خلیات سے بنی ہوتی ہے اس لئے اس کو الحاقی خلیات سے بننے والے بنیادی اعضاء ہی کے ساتھ رکھنا بہتر ہے۔

الغرض یہ غدد ناقلہ اور جاذبہ دونوں اپنے اپنے عوامل سے بطور غذائی فیکٹریاں کام انجام دے رہی ہیں کسی بھی قسم کا پراڈکٹ تیار کرنے والی فیکٹری میں مختلف مفرد عناصر پیدا کرنے والے پرزوں سے بنائے گئے جوہر جب باہم ملا کر ایک مرکب مفید تیار کریں تو اگرچہ وہ پرزے مختلف نوعیت کے ہوں لیکن ان کا تعلق فیکٹری ہی سے ہو گا۔ کسی پرزے کو علیحدہ کرنا مناسب نہ ہو گا یہی حال آپ غدد جاذبہ کے ساتھ لاگو کر رہے ہیں۔

اسی طرح حکم رساں اعصاب اور خبر رساں اعصاب میں ایک دماغ کے احکامات اعضاء تک پہنچاتے ہیں اور دوسرے اعضاء کی خبریں دماغ کی طرف لاتے ہیں اسی طرح ارادی و غیر ارادی عضلات کی مثال ہے۔ ان سب کے کام اور ڈیوٹیاں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اب پتہ صفراء کا سٹور ہے تو اس کا تعلق جگر سے قائم ہے اور طحال سودا کا سٹور ہے۔ مگر سودا محرک عضلات ہے۔

قارئین! عضو رئیس کے بارے میں مختصر وضاحت پیش خدمت ہے جس سے آپ پر واضح ہو جائے گا کہ طحال عضو رئیس نہیں ہے۔

اعضائے رئیسہ کی تعریف میں شیخ الرئیس بو علی سینا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"اعضائے رئیسہ وہ ہیں جو قوتوں کے مبادی (سرچشمہ) ہیں" یعنی قوتیں انہی سے پیدا ہوتی ہیں اور بقائے شخص کے لئے ان کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے بقائے شخص کے لئے اعضائے رئیسہ میں:۔

1:۔ قلب جو قوت حیوانیہ کا مبداء اور سرچشمہ ہے۔

2:۔ دماغ جو قوت حس اور حرکت کا مبداء اور سرچشمہ ہے اور۔

3:۔ جگر جو قوت تغذیہ کا مبداء اور سرچشمہ ہے۔

اب اگر طحال کو عضو رئیس مانا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ طحال کونسی قوت کا مبداء اور سرچشمہ ہے۔؟ یہاں پر مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ اس سوال پر حکیم رحمت علی راحت کی طرف سے جواب ملا کہ قوتیں بھی چار ہیں۔

۱۔ جاذبہ ۲۔ ماسکہ ۳۔ ہاضمہ ۴۔ دافعہ۔

کیا یہ افسوس کا مقام نہیں جو محقق قوت طبعی کی سب اقسام میں قوت کے خدام' جاذبہ' ماسکہ' ہاضمہ اور دافعہ کو اعضائے رئیسہ کے قوٰی قرار دے رہا ہے اس نے کیا تحقیقات کرنی ہیں۔؟

قوتیں صرف تین تسلیم کی گئی ہیں جن کا تعلق تین اعضائے رئیسہ سے ہے۔ طحال کونسی قوت کا مبداء اور سرچشمہ ہے طبی دنیا میں ایسی کسی قوت کا ذکر نہیں۔ اسی طرح جدید طب میں بھی تین قوتیں تسلیم کی جاتی ہیں۔

1:-ANIMAL FOURCE

2:-MENTAL FOURCE

3:- PHYSICAL FOURCE

اسی طرح کائنات کی قوتوں میں حرکت' حرارت اور رطوبت ہیں۔ جن کو ماڈرن سائنس میں Fource ' Power اور Energy کہتے ہیں۔

اسی طرح ارواح تین ہیں۔

۱۔ روح طبعی جو جگر سے بذریعہ غدد تمام بدن میں پہنچتی ہے۔

۲۔ روح حیوانی جو قلب سے بذریعہ شرائین تمام بدن میں پہنچتی ہے۔

۳۔ روح نفسانی جو دماغ سے پٹھوں کے ذریعے اعضاء کے انتہائی حصوں تک پہنچتی

ہے۔

اب چوتھی روح کونسی ہے؟ جو طحال سے اعضاء تک پہنچتی ہے طب میں اول سے لے کر آج تک اس کا کہیں کوئی معمولی سا ذکر بھی نہیں ملتا۔

افعال بھی صرف تین ہیں۔

۱۔ تحریک ۲۔ تحلیل ۳۔ تسکین۔

عضو کے فعل میں تیزی آ جائے تو اس کا نام تحریک ہے۔ عضو کے فعل میں سستی نمودار ہو جائے تو تسکین ہے عضو کے فعل میں ضعف پیدا ہو جائے تو اس کا نام تحلیل ہے۔

چوتھے فعل کا کوئی وجود نہیں۔ مگر یہاں بھی چوتھا فعل تخدیر بنا لیا گیا ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ اب اگر ہم تخدیر کا ابتدائی درجہ حرارت لیں تو وہ بھی منفی ہو گا منفی درجہ حرارت موت نہیں تو اور کیا ہے۔؟

ذرا اس بات پر بھی غور کریں جب ایک عضو میں تحریک ہو گی۔ باقی اعضاء میں تحلیل تسکین اور تخدیر ہو گی جب فعل تخدیر قلب یا جگر میں واقع ہو گا قلب میں تو تخدیر سے حرکت قلب بند ہو جائے گی اور حرکت قلب کے بند ہو جانے کا نام موت ہے۔ اسی طرح جب جگر میں تخدیر ہو گی تو حرارت جگر بجھ جائے گی جس کا انجام بھی بالآخر موت پر منتج ہو گا۔ تخدیر سے تو ابطال افعال کا کام لیا جاتا ہے۔

تخدیر تو سرجری و جراحت کے لئے پیدا کی جاتی ہے تاکہ اس عضو کے افعال روک کر اس کی چیر پھاڑ کی جا سکے اس میں کوئی شک نہیں کہ تخدیر سے رطوبات منجمد ہو جاتی ہیں عضو کے افعال رک جاتے ہیں۔

فعل تو ہے ہی سکون سے حرکت میں آنے کا نام مگر آپ تخدیر کو فعل قرار دے رہے ہیں جو کہ فعل کے بالکل برعکس ہے۔ جب تخدیر ابطال افعال ہے تو ابطال افعال ہی کا نام موت ہے۔ حکیم رحمت علی راحت صاحب جواب دیتے ہیں کہ انتہائی

تحلیل بھی موت ہے۔

طبعی تحلیل تو جسم الوجود کے لئے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ جس طرح طبعی تحلیل کے لئے جسم الوجود کا درجہ حرارت 98.6 فارن ہائیٹ تسلیم کیا گیا ہے۔ اسی طرح طبعی تخدیر کی وضاحت کریں اس میں درجہ حرارت کیا ہو گا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ درجہ حرارت جب تک منفی حد تک نہ پہنچ جائے اس وقت تک تخدیر کے پیدا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ گویا تخدیر کی کوئی طبی حیثیت نہیں ہے جس سے کوئی فعل سرزد ہو اگر تخدیر کا مقام طحال کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کی رطوبات منجمند رہیں گی۔

اسی لئے طحال و غدد جاذبہ مترشح رطوبات کو جذب کر کے دل کی طرف ہرگز روانہ نہیں کر سکیں گی کیونکہ تخدیر میں تخمیر کا عمل رک جاتا ہے اور نہ ہی معدہ پر اپنی رطوبت کو گرا کر باعث بھوک بن سکیں گی۔ ثابت ہوا تخدیر کوئی فعل نہیں ہے بلکہ یہ تو عضو کے فعل کو باطل کرنے والی ہے۔ اسی طرح چوتھا کوئی عضو رئیس نہیں ہے طحال الحاقی انسجہ سے بنی ہے اور الحاقی انسجہ کے افعال حیاتی اعضائے رئیسہ کے تحت عمل میں آتے رہتے ہیں۔

اعتراض نمبر 5

حکیم رحمت علی راحت کے پانچویں اعتراض کا اگر تجزیہ کیا جائے تو یہ دو نقاط سامنے آتے ہیں (۱) مزاج مفرد کا تصور غلط نہیں ہے (۲) ارکان میں کیفیات ہمیشہ مفرد صورت میں پائی جاتی ہیں آیئے ہر دو نقاط کا رد ملاحظہ فرمائیں۔

مزاج مفرد کا تصور غلط نہیں ہے۔

مزاج مفرد کو غلط ثابت کرنے کے لئے اگر یہ دلیل دی جاتی ہے کہ سوائے باری تعالٰی کے دنیا کی کوئی شے بھی مفرد نہیں ہے۔ اس سے تو آپ کے نظریہ مفرد اعضاء کی بھی نفی ہو جاتی ہے۔ آپ اپنا نظریہ مفرد اعضاء کی بجائے مرکب اعضاء پر

کیوں نہیں قائم کر لیتے کیونکہ آپ کی اس دلیل سے تو مفرد کا وجود ہی ثابت نہیں ہوتا آپ ایک بدیہی حقیقت سے انکار کر رہے ہیں۔ جب مفرد کا وجود ہی پہلے ثابت نہ ہو تو اس سے مرکب کیسے پیدا ہو گا۔ کیونکہ مفرد کا وجود ہمیشہ مرکب سے پہلے ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح کی ایک دلیل یہ بھی دی جاتی ہے کہ کیفیات مفرد نہیں ہوتیں بلکہ ہمیشہ مرکب صورت میں پائی جاتی ہیں پس جب پہلے کیفیات مفرد نہ ہوں تو ان سے مزاج کیسے پیدا ہو گا۔ پھر اگر کیفیات کی بساطت سے انکار کیاجائے تو ارکان کی بساطت کا ثبوت کیسے دیا جا سکتا ہے۔ بس ارکان میں کیفیات ہمیشہ مفرد صورت میں ہی پائی جاتی ہیں کیونکہ مزاج ارکان سے پہلے نہیں بلکہ بعد میں پیدا ہوتا ہے جب چاروں ارکان باہم ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ان کی چاروں متضاد کیفیات باہم ایک دوسرے میں اثر کرتی ہیں تو اس سے ایک کیفیت متوسط پیدا ہوتی ہے جس کا نام مزاج ہے جس میں ایک کیفیت فعلی اور دوسری انفعالی ہوتی ہے جیسے (۱) گرم خشک (۲) گرم تر (۳) سرد تر (۴) سرد خشک وغیرہ۔

جواب نمبر 5

مزاج مفرد کا تصور

مزاج مفرد کا تصور غلط ہی ہے۔ آپ نے مزاج کے لفظ پر غور نہیں کیا اس کے معنی ہی مجموعہ کے ہیں اور مجموعہ کو مفرد کہنا سراسر خلاف قانون ہے۔ زیادہ تفصیل سے اس کے معانی پر غور کیا جائے تو اسے ہم آمیزش، امتزاج، اختلاط وغیرہ کے معنی بھی دے سکتے ہیں۔اب مزاج کو مفرد سمجھنا اور اسے صرف ایک کیفیت گرم، سرد، یا تر وغیرہ سے بیان کرنا قطعی طور پر غلط ہے۔

مزاج کی تعریف پر غور کریں ارکان کے امتزاج میں فعل و انفعال، اثر و

متاثر اور کسرو انکسار کے بعد جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کا نام مزاج ہے اس امتزاج میں چاروں کیفیات کا مساوی ہونا ضروری نہیں۔

اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ مزاج مفرد ہے یا مرکب؟

اسی طرح مجدد طب ؒ کی کیفیات کے بارے میں بھی رائے ملاحظہ ہو!

"دنیا میں کوئی کیفیت مفرد نہیں ہوتی یعنی صرف گرم یا سرد یا صرف تر یا خشک۔ بلکہ گرم تر یا گرم خشک اور سرد تر یا سرد خشک' دو دو کیفیات کو اکٹھا بیان کیا جاتا ہے۔ ان کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ پہلی کیفیت مشینی ہوتی ہے۔ اور دوسری کیفیت کیمیاوی ہوتی ہے۔

(تحقیقات سوزش و اورام صفحہ نمبر ۱۸۰ ۔ ۱۸۱)

"کیفیات جو اخلاط کی طرح چار ہیں اور ہماری زبان میں گرم سرد تر اور خشک ہیں کبھی مفرد صورت میں نہیں پائی جاتیں۔ ہمیشہ مرکب صورت میں کارفرما ہیں۔ یعنی گرم تر' گرم خشک' سرد تر اور سرد خشک ان کی ان مرکب صورتوں ہی میں اخلاط کی صورتیں بنتی ہیں۔ اور یہی ان کے مزاج کہلاتے ہیں یعنی خون میں گرم تر کیفیات پائی جاتی ہیں یہی اس کا مزاج ہے۔ اسی طرح بلغم کا سرد تر ہے۔ صفرا کا مزاج گرم خشک اور سودا کا سرد خشک مزاج تسلیم کیا گیا ہے' گویا ہر مفرد عضو میں دو دو کیفیات ہی پائی جاتی ہیں اور ہر وقت دو ہی کام کرتی ہیں۔

(تحقیقات المجربات صفحہ نمبر ۳۴ ۔ ۳۵)

حرارت ایک مستقل رکن ہے مگر وہ تنہا نہیں پایا جاتا کبھی ہوا کے ساتھ ملا ہوتا ہے اور کبھی پانی کے ساتھ ترکیب پا لیتا ہے اور کبھی ارضی مادوں کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

(تحقیقات حمیات صفحہ نمبر ۴۵)

مختلف عناصر کے ملنے سے جو شئے بنے اسے مفرد کہنا کہاں تک درست ہے؟

تمام مفردات کا مزاج ہمیشہ مرکب کیفیات میں بیان کیا جاتا ہے گرم تر' خشک سرد وغیرہ۔
ہر زندہ شئے نر اور مادہ (Male and Female) سے مرکب ہے۔

کیفیات مفردہ کو واقعی تسلیم کیا گیا ہے لیکن وہ غیر مرئی ہیں جن کا تعلق آفاق سے ہے۔ اسی طرح یہ ارکان مٹی' ہوا' پانی اور آگ بسیط تسلیم کئے جاتے ہیں مگر جن ارکان سے ہمارا واسطہ ہے وہ اب بہت سے عوامل سے گزر کر بسیط نہیں رہے یہی وجہ ہے کہ فرنگی سائنس مادے میں الجھ کر رہ گئی ہے۔ وہ ان بسیط کیفیات اور بسیط ارکان کو دیکھنے سے قاصر ہے۔ بساطت میں لطافت ہوتی ہے اور لطافت کی روحانی طاقتیں ہی عارف ہوا کرتی ہیں۔ جب کوئی بھی شئے عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتی ہے تو آفاق و زمین و فضاء سے متاثر ہو کر اپنی بساطت قائم نہیں رکھ سکتی۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا جن اشیاء سے تعلق ہے وہ کیسی ہیں کوئی بھی شئے صرف گرم' سرد وغیرہ نہیں ہے۔ اس لئے تمام ادویہ' اغذیہ اور اعضاء کا مزاج مفرد نہیں بلکہ مرکب صورت میں پایا جاتا ہے ارکان کا مزاج ہمیشہ مرکب صورت میں ہی بیان کیا جاتا ہے گرم خشک گرم تر وغیرہ۔

اب آپ اپنی طرف سے لکھی گئی تعریف پر غور کریں!

"جب چاروں ارکان باہم ایک دوسرے سے ملتے ہیں تو ان چاروں کی متضاد کیفیات باہم ایک دوسرے پر اثر کرتی ہیں تو اس سے ایک کیفیت متوسط پیدا ہوتی ہے جس کا نام مزاج ہے جس میں ایک کیفیت فعلی اور دوسری انفعالی ہوتی ہے جیسے گرم خشک' گرم تر' سرد تر' سرد خشک وغیرہ۔"

یہاں پر ایک مزاج گرم اور خشکی دو کیفیات سے مرکب ہے پھر اس کو مفرد کہنا کہاں کی دانائی ہے؟ آپ اسے اب مرکب کہتے جائیں یا مفرد مگر عملی طور پر ارکان' مزاج' اخلاط' مرض اور تندرستی میں کیفیات کی مرکب صورت ہی کار فرما ہوتی ہے۔ آگ رکن ہے۔ ہم اس کو گرم خشک کہتے ہیں۔ پانی کو تر سرد اور مٹی کو سرد خشک

وغیرہ۔

اسی طرح موسم بھی مرکب کیفیات کے مظہر ہیں گرم خشک اور گرم تر وغیرہ۔ امراض میں بھی مرکب کیفیات اور علاج میں بھی مرکب کیفیات اسی طرح ادویہ خواہ مفرد ہی کیوں نہ ہوں مرکب کیفیات رکھتی ہیں۔ اغذیہ بھی مرکب کیفیات کی حامل ہیں۔

اب آپ اس موضوع پر جتنی چاہیں بحث کر لیں مگر ہمارا واسطہ تو مرکب کیفیات ہی سے پڑے گا اس پر مزید بحث وقت کے ضیاع کا باعث ہو گا۔ ہم مفرد کیفیات کے منکر نہیں مگر کیفیات جب باہمی عمل سے مادہ کی صورت اختیار کرتی ہیں تو مرکب ہی ہوتی ہیں۔ دنیا کی کسی مادی شے کا مزاج مفرد نہیں۔ ارکان تک کا مزاج بھی مرکب کیفیات کا حامل ہے۔

آپ اپنا فارما کوپیا گرم' سرد' تر اور خشک مفرد کیفیات پر بنا کر تو دکھائیں!

اعتراض نمبر 6

مفرد اعضاء کا تعلق اعصابی عضلاتی' عضلاتی اعصابی کیفیاتی و مزاجی طور پر غلط ہے۔

قانون فطرت ہے کہ گرمی کبھی سردی کے ساتھ اور تری کبھی خشکی کے ساتھ اکٹھی نہیں رہ سکتی۔ یعنی دنیا میں کوئی ایسا مزاج پیدا نہیں ہو سکتا جو گرم سرد یا سرد گرم اور تر خشک اور خشک تر ہو۔ اس قانون کے تحت اعصابی عضلاتی تر خشک اور عضلاتی اعصابی خشک تر بنتا ہے جو اصولاً" غلط ہے کیونکہ اعصاب کا مزاج بنیادی طور پر تر۔ عضلات کا خشک اور غدد کا گرم تسلیم کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعصابی غدی' تر گرم غدی اعصابی گرم تر ' غدی عضلاتی گرم خشک اور عضلاتی غدی کو خشک گرم کہا جاتا ہے۔ اس اصول کے تحت اعصابی عضلاتی تر خشک بنتا ہے تر سرد نہیں اگر تر سرد

کو اعصابی عضلاتی لکھیں تو پھر سرد تر کو عضلاتی اعصابی لکھنا ہو گا۔ اس کے بعد سرد خشک کو بھی عضلاتی اعصابی اور خشک سرد کو بھی عضلاتی اعصابی لکھنا ہو گا۔ کیا سرد تر۔ سرد خشک اور خشک سرد میں کیفیاتی اور مزاجی طور پر کوئی فرق نہیں ہے غور کریں کہ قانون مفرد اعضاء میں اعصاب کا تعلق ڈائریکٹ عضلات کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ اعصاب اور عضلات کے درمیان میں غدد ہیں جن کا ایک طرف گرمی کے ساتھ اور دوسری طرف سردی کے ساتھ قائم ہے جس کو مندرجہ ذیل شکل کی مدد سے آسانی کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے۔

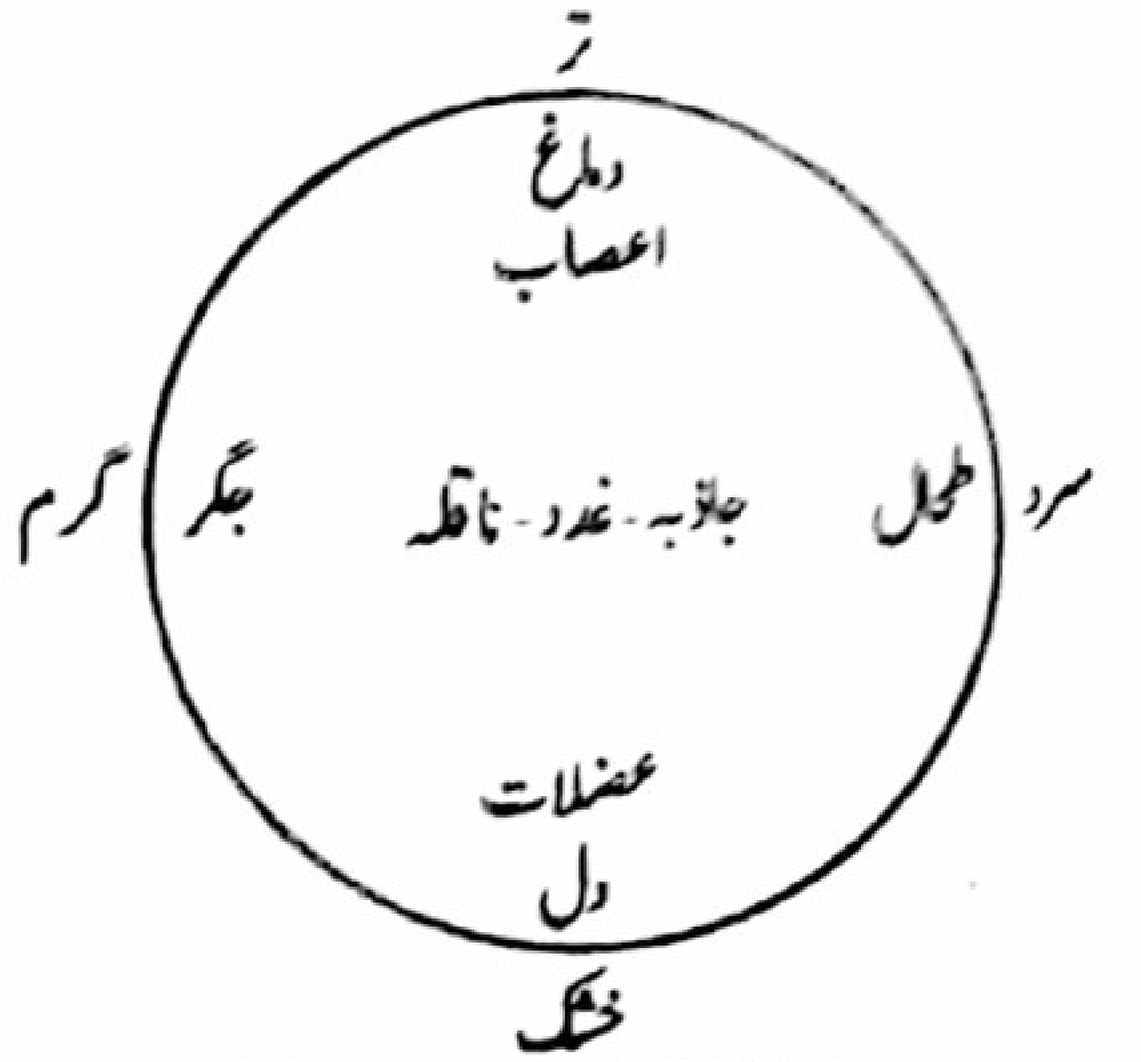

جواب نمبر 6

اعصابی عضلاتی اور عضلاتی اعصابی

کس قدر افسوس کی بات ہے کہ مجدد طب کی طرف ایک ایسی بات کو منسوب کیا جا رہا ہے کہ انہوں نے تری کو خشکی کے ساتھ اکٹھا کر دیا ہے۔ اسی طرح گرمی اور سردی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ایسی غلطی تو فن کا کوئی مبتدی بھی نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ ایک مجدد طب جس نے اپنے دور کی تمام دنیائے طب سے اپنی طبی قابلیت کا لوہا منوایا ہو جس کی طبی بصیرت کے سامنے جدید سائنس کی آنکھیں بھی چندھیا گئی ہوں جس نے طبی دنیا کے سامنے فطری طریقہ علاج پیش کیا ہو ایسے ماہر فن اور محقق کی طرف

ایسی باتیں منسوب کرنا کہ انہوں نے طحال کو بائیں طرف سے اٹھا کر دائیں طرف جگر کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ مثلاً" غدی عضلاتی (غدد جاذبہ) جو جگر کی کیمیائی تحریک ہے' جس میں صفرا پیدا ہوتا ہے۔ گویا اب صفرا کو غدد جاذبہ پیدا کریں گے یا دوسرے لفظوں میں صفرا غدد جاذبہ اور طحال کے اندر پیدا ہو گا۔ یہ باتیں مجدد طب کی کسی بھی کتاب میں دکھا دی جائیں۔ بندہ نے تو کہیں نہیں پڑھیں۔ یہ خود ساختہ اور من گھڑت تاویلات ہیں اور مجدد طب پر ایک الزام کے سوا کچھ نہیں۔

جیسا کہ بعض الہامی کتب میں علمائے گرامی نے تحریف و تصریف کرتے کرتے انکی ہیت اور صورت یکسر بدل دی کہ آج سوائے قرآن پاک کے کوئی الہامی کتاب اصل صورت میں پا لینا ناممکنات میں سے ہے۔ بعینہٖ مجھے اس بات کا سخت خدشہ اور خطرہ ہے کہ مجدد طب نے برس ہا برس کے شب و روز کی محنت شاقہ سے جو تحقیق و تجدید سے قانون مفرد اعضاء کا گوہر نایاب تلاش کر کے دنیائے طب کو پیش کیا تھا۔ اسے بھی اپنی کم فہمی کی بنا پر کئے گئے اضافات و ترمیمات سے کہیں اس کی صورت ہی مسخ نہ ہو جائے۔ گویا مخالفین تو مجدد طب کے کسی چیلنج کا جواب نہ دے سکے لیکن مقلدین ' معتقدین اور شاگردان رشید ہی نے بلا جواز تنقید و ترمیمات سے ابہام پیدا کر دیا ہے۔ گویا جو کام غیروں کو کرنے کی جرات نہ ہو سکی وہ اپنوں نے کر دکھایا۔

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کی روح یقیناً" ان بزعم خویش محققین کو کہہ رہی ہو گی۔

جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھیں دھڑکنیں
ان کو زباں ملی تو ہمیں پر برس پڑے

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکاروں کو میں یہ مخلصانہ اور برادرانہ مشورہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے ہادی اور رہبر پر صدق دل سے ایمان لاتے ہوئے ان کی تعلیمات و نظریات کو بعینہٖ تسلیم کر لیں۔ ابھی تک کچھ ضیاع نہیں ہوا۔ وقت ہمیں پکار رہا ہے کہ سنبھل جائیں زیادہ دور جا کر واپس لوٹنے میں بڑی تکلیف ہو گی۔

البتہ یہ درست ہے کہ تحقیقات کے دروازے کبھی بند نہیں ہوا کرتے ہمیں قانون مفرد اعضاء پر مزید تحقیقات و تجربات و مشاہدات کو جاری رکھنا چاہئے اگر کسی مقام پر کوئی سقم نظر آئے تو باہم مل کر اس کا کوئی حل نکالنا چاہئے کسی فرد واحد کی رائے اور یک طرفہ فیصلہ غلط بھی ہو سکتا ہے اور اس طرح یہ فن کے ساتھ ناانصافی ہو گی۔

کسی عمدہ ترین فن کو ذاتیات کی بھینٹ چڑھانے سے گریز کیا جائے!

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے تو تحقیقات علم الامراض والعلامات کے صفحہ 166 پر واضح طور پر لکھا ہے کہ جگر دائیں طرف اور طحال اور لبلبہ بائیں طرف ہوتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حیاتی و فعلی 6 مرکب تحاریک قائم کی ہیں۔ ان تحاریک میں صرف الفاظ کے معنی پر مزاج قائم نہیں کیا بلکہ ان دونوں متعلقہ اعضاء کی کیفیات کے فعل و انفعال، اثر و متاثر، کسر و انکسار سے جو کیفیت معرض وجود میں آتی ہے۔ وہی اس کا مزاج قائم کر دیا ہے۔ اعصابی عضلاتی تحریک کا مزاج مجدد طب نے تر سرد مقرر کر دیا ہے۔ ان دونوں اعضاء کے تعلق میں اعصاب کو مقدم حیثیت حاصل ہے اور عضلات کو موخر۔

○ اس لئے اعصاب کی تری سردی اور عضلات کی خشکی سردی کی جملہ چار کیفیات میں فعل و انفعال اور اثر و متاثر سے جو کیفیت پیدا ہو گی۔ یقینی طور پر تر سرد ہو گی۔ مجموعی مزاج میں تری کا سردی اور خشکی پر غالب رہنا فطری عمل ہے اور اصولی بھی کیونکہ فعلی کو انفعالی پر غلبہ حاصل ہوتا ہے اسی اصول اور حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے اعصابی عضلاتی کا مزاج تر سرد مقرر فرما دیا ہے جو فی الحقیقت درست ہے یہ بھی ایک قانون فطرت ہے کہ دنیا کی تمام قوتیں مل کر بھی حقیقت کو جھٹلانا چاہیں تو بالآخر ناکام ہوں گی اور ندامت کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔

اعصابی عضلاتی کی تشریح میں مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ اعصاب کا

عضلات سے صرف کیمیائی تعلق ہے ورنہ یہ تحریک خالص اعصابی (سردی تری) کی تحریک ہے۔ عضلات کا تعلق صرف اس کے کیمیاوی تعلق کی وجہ سے ہے یعنی جب کیمیاوی تحریک اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے تو مشینی تحریک میں بدل جاتی ہے۔ یہ مشینی تحریک سردی کی شدت سے رطوبات کے جم جانے سے خشکی میں تبدیل ہو کر عضلات کو تحریک دے دیتی ہے اس طرح اعصابی عضلاتی تحریک بدل کر عضلاتی اعصابی بن جاتی ہے جس طرح سردی تری کا تعلق سردی خشکی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اعصابی عضلاتی تحریک عضلاتی اعصابی میں بدل جاتی ہے پس یہی باہمی تعلق ہے۔

(تحقیقات الامراض والعلامات صفحہ ۱۴۳)

اسی طرح عضلاتی اعصابی تحریک کا معاملہ بھی واضح ہے۔ عضلاتی خشک سرد اور اعصابی تر سرد کیفیات کے فعل و انفعال اثر و متاثر کسر و انکسار سے جو مجموعی مزاج پیدا ہو گا وہ خشک سرد ہی ہو گا۔ کیونکہ یہاں پر فعلی حیثیت عضلات کو حاصل ہے اور انفعالی صورت اعصاب کو حاصل ہے تری سردی جب انتہا کو پہنچتی ہے تو خشکی سردی میں بدل جاتی ہے عضلات کی خشکی اور اعصاب کی سردی کی وجہ سے عضلات اور اعصاب میں ربط قائم رہے گا۔ جبکہ خشکی کی انتہا ابتدائے حرارت ہے اور عضلات کی تیزی سے بھی حرارت کی پیدائش شروع ہو جائے گی۔ پھر عضلاتی اعصابی بدل کر عضلاتی غدی صورت اختیار کر لے گی۔ اس طرح (Systomatic) خود کار فطری عمل جاری و ساری رہے گا۔

اسی طرح ثابت ہوا کہ عضلاتی اعصابی تحریک میں مجموعی مزاج صرف دو کیفیات پر مبنی ہو گا۔ عضلات کی خشکی غالب رہے گی اور اعصاب کی سردی باقی رہ جائے گی یہ کہنا کہ "اعصاب کا تعلق ڈائریکٹ عضلات سے قائم نہیں ہو سکتا کیونکہ درمیان میں غدد ہیں۔" سراسر غلط اور ظنی ہے جملہ اعضاء کا آپس میں ہمہ اوقات گہرا تعلق قائم رہتا ہے اس میں کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے۔

اعصاب عضلات کو حرکت کے لئے حکم ڈائریکٹ صادر کرتے ہیں اور دوسرے قسم کے اعصاب عضلات کی خبریں ڈائریکٹ دماغ کو مہیا کرتے ہیں۔ پھر یہ کہنا کہ اعصاب و عضلات کا تعلق قائم نہیں کیا جا سکتا کم علمی پر مبنی ہے۔

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے سردی کو دو تحریکات میں رکھا ہے۔ مٹی سے بنیادی ڈھانچہ تیار کیا ہے۔ اب یہ ضد کرتے رہنا کہ "مجدد طب نے سردی اور مٹی کو نکال باہر کیا ہے" کہاں کا انصاف ہے۔ میں نہ مانوں والی بات ہے۔

ملاحظہ ہوں چھ تحاریک اپنے اپنے مزاج کے ساتھ۔

۱۔	اعصابی عضلاتی تحریک	تر سرد مزاج
۲۔	عضلاتی اعصابی تحریک	خشک سرد مزاج
۳۔	عضلاتی غدی تحریک	خشک گرم مزاج
۴۔	غدی عضلاتی تحریک	گرم خشک مزاج
۵۔	غدی اعصابی تحریک	گرم تر مزاج
۶۔	اعصابی غدی تحریک	تر گرم مزاج

محقق و مجدد فن کی تحقیقات کو اپنی خواہشات کے مطابق توڑ مروڑ کر پیش کرنا فن کی کوئی خدمت نہیں۔

تحقیقات کے لئے منصوبہ بندی کی جاتی ہے اس کی اہمیت و ضرورت کی وضاحت کی جاتی ہے۔ سابقہ تحقیقات کا رویو لیا جاتا ہے۔ پھر مطلوبہ تحقیقات کو مفروضہ کی شکل دے کر اس پر عملی تجربات کئے جاتے ہیں۔ تجربات سے اخذ کردہ نتائج کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے بار بار کے تجربات سے مفروضہ کو پرکھا جاتا ہے سالہا سال کے مشاہدات کے بعد اگر نتائج مثبت ہوں تو وہ مفروضہ تھیوری کی صورت اختیار کر لیتا ہے کیونکہ حقائق اپنے آپ کو دہراتے رہتے ہیں اپنے ان مشاہدات کو سابقہ محققین کے مشاہدات سے تطبیق دے کر مہر تصدیق ثبت کرنا بھی ضروری ہوا کرتا ہے۔ منفی نتائج سے مفروضہ

غلط ثابت ہو جاتا ہے اس قسم کی تحقیقات لوہے کے چنے چبانے کے مترادف ہیں۔ ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم فہم و فراست میں کورے' خیالی کھچڑی پکا کر فن کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ فن ہمیں معاف نہیں کریگا۔ ہماری مثال تو اس اندھے جیسی ہے جس نے کسی سے پوچھا کہ کھیر کیسی ہوتی ہے۔ تو جواب ملا کہ سفید۔ اندھا بولا کہ سفید کیسی؟ جواب دیا بگلے جیسی۔ اندھا پھر بولا۔ بگلا کیسا ہوتا ہے؟ تو بتانے والے نے ہاتھ کو اوپر کی طرف اٹھا کر بگلا کے مشابہ بناتے ہوئے کہا کہ ایسا ہوتا ہے۔ اندھا اس کے بازو کو ٹٹول کر بولا کہ یہ کھیر تو بہت ٹیڑھی ہے۔

یہی معاملہ عضلاتی اعصابی اور اعصابی عضلاتی تحاریک کا لفظی ترجمہ کرنے والوں کا ہے۔ ظاہر تو سب کو نظر آیا کرتا ہے مگر باطن کا حال اصحاب بصیرت ہی کو معلوم ہوتا ہے اگر کوئی سفید رنگ کو سات رنگوں کا مجموعہ ماننے سے انکار کردے کہ یہ تو صاف سفید نظر آ رہا ہے۔ تو یہ اس کی کم علمی ہو گی۔

ایک طرف تو آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ متضاد کیفیات باہم ایک دوسرے میں اثر کرتی ہیں تو اس سے ایک کیفیت متوسط پیدا ہوتی ہے جس کا نام مزاج ہے جس میں ایک فعلی اور دوسری انفعالی ہوتی ہے جیسے گرم خشک اور گرم تر سرد تر اور سرد خشک وغیرہ۔

اور دوسری طرف آپ کہہ رہے ہیں کہ اعصابی عضلاتی اور عضلاتی اعصابی مزاج قائم کرنا قانون فطرت کے خلاف ہے یہاں پر بھی وہی عمل ہو گا متضاد کیفیات کے باہم ایک دوسرے پر اثر کرنے سے ایک متوسط کیفیت پیدا ہو گی۔ ان ہر دو تحاریک کی متضاد کیفیات جب باہم ایک دوسرے میں اثر کریں گی تو اصولی طور پر اعصابی عضلاتی کی جو متوسط کیفیت تر سرد ہو گی اور عضلاتی اعصابی کی خشک سرد ہو گی۔

اسی قانون فطرت کے مطابق مجدد طب نے ان تحاریک کی متوسط بننے والی کیفیات تر سرد اور خشک سرد مقرر کی ہیں۔ کیا یہ قانون فطرت آپ کی مرضی کے ماتحت

ہے کہ اسے کبھی ادھر لے جائیں اور کبھی ادھر کبھی الفاظ کا ترجمہ کر کے لکیر کے فقیر بن جاتے ہو اور جہاں اپنا مطلب بر نہ آتا ہو وہاں متوسط کیفیت کا سہارا لے کر کام نکالتے ہو۔

اس حال پر افسوس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

تحقیقات حقائق کو پرکھنے کا نام ہے آپ کا اعصابی عضلاتی کا ترجمہ تر خشک اور عضلاتی اعصابی خشک تر کرنے کی مثال بالکل اس شخص جیسی ہے جو سڑک کے ایک کنارے پر کھڑا دوسرے کنارے کے کھمبوں کو دیکھ کر یہ دعوی کر دے۔ پہلا کھمبا سب سے بڑا ہے اور پھر بتدریج کھمبے چھوٹے سے چھوٹے ہوتے جا رہے ہیں۔ ظاہری طور پر دیکھنے والے کو واقعی ایسا ہی محسوس ہوتا ہے مگر حقیقت میں یہ غلط ہے اس راز سے واقف ہی جانتا ہے کہ یہ سب برابر ہیں انکا چھوٹے بڑے نظر آنا نظر ہی کا فریب ہے۔

دوسری مثال یہ دی جا سکتی ہے کہ اگر کوئی مینار پاکستان کے نیچے کھڑا ہو کر دیکھے تو مینار کے اوپر والے افراد اس کو پست قد بونے نظر آئیں گے حالانکہ وہ پست قد نہیں ہیں۔ یہ بھی صرف نظر ہی کا فریب ہے۔ اسی طرح جو کسی فن کے اسرار و رموز سے آشنا نہیں ہوتے ان کا الفاظ کے بندھنوں میں الجھ کر بھٹک جانا کوئی عجب بات نہیں۔

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازیگر کھلا

مجدد طب کو اللہ تعالٰی نے قانون فطرت سے آگاہی بخشی ہوئی تھی۔ انہوں نے روشن ضمیری سے فن عزیز کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہو کر گوہر نایاب تلاش کیا اور دنیائے طب کی خدمت میں پیش کر دیا ایسا کرنا ہر کس و نا کس کا کام نہیں۔

آپ قانون مفرد اعضاء کو توڑ مروڑ کر پیش کر رہے ہیں۔ ایسے محقق کے

بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ جسم الوجود میں ہونے والی کیمیاوی تبدیلیوں سے ناواقف ہے۔

اعصابی عضلاتی اور عضلاتی اعصابی تحاریک کی تشریح تو آپ نے پڑھ لی ذرا غور تو کریں کہ جسم الوجود میں علاج کی خاطر سردی کی ضرورت صرف دو صورتوں میں پیش آ سکتی ہے یا تو سردی کے ساتھ خشکی ہو یا سردی کے ساتھ تری ہو۔ دونوں صورتوں میں مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے تحاریک میں بڑے حسن و خوبی سے سمو دی ہیں مگر آپ نے لفظی ترکیب سے دھوکا کھا کر اس کو بہت طول دے کر معاملہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔

آپ نے ۲ تحاریک کو ۴ تحاریک میں پھیلا دیا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی طالب علم 2+2+2+2=8 کے چکر میں پھنسا ہوا ہو۔ استاد اسے بتائے کہ بیٹا آسان طریقہ تو یہ ہے کہ 2x4=8 سے حل کر لیں۔ مگر شاگرد نادان استاد کی موجودگی میں سر ہلاتا رہے درست ہے جناب مگر جب استاد محترم موجود نہ ہو تو پھر کہنا شروع کر دے کہ استاد نے عدد 2 کو جو کہ چار بار آنا چاہئے صرف ایک بار لکھا ہے۔ استاد محترم نے 2 کو نکال باہر کیا ہے۔ تو پھر ایسے شاگرد کے فکر کی بجلیاں اس کے اپنے ہی خرمن علم کو جلا کر رکھ دیں گی۔

اعصابی عضلاتی اور عضلاتی اعصابی تحاریک فطری اصول کے تحت عمل میں لائی جاتی ہیں بندہ خود انہی اصولوں کے تحت ایک مدت سے کامیاب علاج کر رہا ہے۔

آپ میرے پاس اعصابی مخاطی مریض تشخیص کر کے بھیج دیں بندہ اس کا علاج عضلاتی اعصابی ادویہ و اغذیہ سے کرے گا بلکہ اعصابی عضلاتی تحریک کی مزمن صورتوں میں علاج عضلاتی غدی ادویہ اور اغذیہ سے بھی عملی طور پر کیا گیا اور کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ آپ نے اعصابی مخاطی سے لے کر عضلاتی مخاطی تک کی تحاریک کی جو سر سے لے کر پاؤں تک علامات تحقیق کی ہیں اور ان کے علاج کے لئے جو فارماکوپیا میں

اعصابی مخاطی مخاطی اعصابی اور مخاطی عضلاتی اور عضلاتی مخاطی محرک سے لے کر مسہلات اور اکسیرات' تریاقات اور مقویات کے جو نسخے ترتیب دیئے ہیں وہ بھی سامنے لائیں تاکہ ان کو پرکھ کر بھی حق و باطل میں تمیز پیدا کی جاسکے۔

تر سرد کو سرد تر' سرد تر کو سرد خشک اور سرد خشک کو خشک سرد کے گدھی گیڑے میں ڈال دیا ہے۔ سردی تو جسم کے لئے نہ ہی حیاتی فعل انجام دیتی ہے اور نہ ہی اسے حیاتی عنصر ثابت کیا جا سکتا ہے جس کی تفصیل میں انشاء اللہ بہت طویل دلائل پیش کئے جائیں گے سردی کو تو اس وقت پیدا کیا جاتا ہے جب حرارت اعتدال سے بڑھ جائے تاکہ حرارت کو قابو میں رکھا جا سکے آپ تو سردی سے بھی بڑھ کر عمل تخدیر کو جگر اور قلب تک میں بھی پیدا کر رہے ہیں تخدیر کی ابتدائی کیفیت تو کم از کم منفی درجہ حرارت سے شروع ہوتی ہے جگر و قلب میں درجہ حرارت نفی کی حد تک پہنچنا (الاماں والحفیظ)

جمیع اطبائے کرام

متفق ہیں کہ زندگی کا دارومدار حرارت عزیزیہ اور رطوبت عزیزیہ پر مبنی اور موقوف ہے یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں اگر ان دونوں میں سے ایک بھی کلیتہ" ختم ہو جائے تو دوسری خود بخود بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے دنیا جانتی ہے کہ حرارت عزیزیہ اور رطوبت عزیزیہ کے ختم ہو جانے سے زندگی کا چراغ بجھ جایا کرتا ہے۔

اب اگر کوئی نام نہاد محض الفاظ کے چکر میں لکیر کا فقیر بن جائے اصلیت تک پہنچنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے قرآن کریم سے بھی ہدایت پانے کی بجائے بھٹک جانا مسلمہ حقیقت ہے۔ یضل بہ کثیرا" و یہدی بہ کثیرا"

(سورۃ البقرہ ۔۲۶)

میرے خیال میں آپ کے لئے بہتر یہی ہے کہ آپ اپنی اس غلط فہمی سے کنارہ کش ہو کر اپنی غلطی کو تسلیم کر کے مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات کے سامنے سر

تسلیم ختم کر دیں۔ کیونکہ غلطی کو مان لینا غلطی کا عمدہ کفارہ ہوا کرتا ہے اور یہ اخلاقی جرات (Moral Courage) کی بہترین صورت ہے۔

یہ کہنا کہ متضاد کیفیات اکٹھی نہیں ہو سکتیں کم علمی اور جہالت پر مبنی ہے کیونکہ مزاج تو بنتا ہی چار متضاد کیفیات کے امتزاج سے ہے اسی طرح انسانی جسم الوجود متضاد کیفیات سے مرکب ہے پھر ہم کیوں کر کہہ سکتے ہیں کہ متضاد کیفیات کو باہم ملایا نہیں جا سکتا یا ان کا تعلق آپس میں قائم نہیں کیا جا سکتا۔ متضاد کیفیات کے ہی ملنے سے مادہ معرض وجود میں آتا ہے متضاد کیفیات کے باہم فعل و انفعال کسر و انکسار اور اثر و متاثر ہی سے مختلف اشیاء تخلیق پاتی ہیں۔

تاہم کیوں نہ حکیم رحمت علی راحت کے زیر بحث اعتراض نمبر 6 کا جواب مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات ہی سے من و عن اہل علم و فن کی خدمت میں پیش کیا جائے تاکہ وہ فیصلہ کر سکیں کہ مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فن اور فلسفہ طب کے خلاف اٹھائے گئے نکات اور کئے گئے اعتراضات کہاں تک درست ہیں۔ لہٰذا سطور ذیل میں مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے الفاظ میں ان کی اپنی کتب سے صفحات تک کے حوالہ جات کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

الف :۔ مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ "تحقیقات سوزش و اورام کے صفحہ نمبر ۱۳۶ پر اعصاب' غدد اور عضلات کے تعلق کے بارے لکھتے ہیں کہ :۔

"جب اعضاء مرکب ہوتے ہیں جیسے جلد' عروق تو ان میں مختلف قسم کی بافتیں آپس میں مل کر ساخت بناتی ہیں۔ یا جہاں جہاں اعضاء آپس میں متعلق ہوتے ہیں تو پھر یہ بافتیں ایک دوسری بافتوں کے اندر تک چلی جاتی ہیں۔ جیسے جگر میں نظر آتا ہے۔"

یہ تینوں بافتیں باہم گہرا تعلق رکھتی ہیں۔ ایک دوسرے سے جڑی اور ملی ہوتی ہیں ان کے بارے میں یہ کہنا کہ اعصاب اور عضلات کا تعلق قائم نہیں ہو سکتا

منافع الاعضاء کے علم سے تہی دست ہونے کی دلیل ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"جگر پر پہلا پردہ اعصابی اور دوسرا عضلاتی ہے۔"

(تحقیقات علاج بالغذاء صفحہ نمبر ۱۸۳)

مزید فرمایا کہ :۔

"دماغ پر پہلا پردہ غدی مخاطی جس کا تعلق غدد اور جگر کے ساتھ ہے جو انسجہ مخاطی (Epithilial Tissues) سے بنا ہوا ہے۔ دوسرا پردہ عضلاتی ہے جس کا تعلق دل کے ساتھ ہے"۔

(تحقیقات علاج بالغذا صفحہ نمبر ۱۸۳)

"دل پر پہلا پردہ غدی مخاطی اور دوسرا پردہ اعصابی ہے۔"

(تحقیقات علاج بالغذاء صفحہ نمبر ۱۸۳)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :۔ چاروں انسجہ کی ساخت اور بافت کچھ اس طرح بنی ہوئی ہے کہ ایک دوسرے میں داخل ہو کر مرکب اعضاء بناتے ہیں۔

(رجسٹریشن فرنٹ ۔ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ نمبر۱)

ب:۔ اب دیکھیں اعضاء کے باہمی تعلق کو قدرت نے کس احسن اور سہل انداز میں سمجھا دیا ہے۔ اعضائے رئیسہ قلب' دماغ اور جگر میں پردوں کی ترکیب کو بدل دیا ہے جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ ان انسجہ کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ جگر پر درمیان میں اعصابی پردہ اور اس کے ساتھ عضلاتی پردہ نصب فرما کر اعصاب اور عضلات کے تعلق کا نمونہ دے دیا۔ اب اگر کوئی کہے کہ اعصاب اور عضلات اکٹھے نہیں ہو سکتے ان کا تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔ غلط بات ہے۔

اب ذرا مزید ان انسجہ کا تعلق دیکھیں!

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"قلب عضلاتی انسجہ کا بنا ہوا ہے اس پر دو غلاف ہیں۔ پہلا غلاف جو قلب پر لپٹا ہوا ہے وہ غشائے مخاطی (انسجہ غدی Epithelial Tissues) کا بنا ہوا ہے۔ اس کے اوپر دوسرا غلاف اعصابی نسیج Nervous Tissue کا ہے۔ پہلے غلاف کا تعلق جگر سے ہے۔ جس سے غذا اور حرارت کی صورت میں ملتی رہتی ہے۔ اور دوسرے غلاف کا تعلق دماغ سے ہے۔ جہاں تحریکات رطوبات کی صورت میں پہنچتی رہتی ہیں۔ یہ بات یاد رکھیں کہ غلاف صرف قلب کے اوپر ہی نہیں لپٹے ہوئے بلکہ قلب کی ہر گہرائی تک چلے گئے ہیں گویا قلب اگرچہ نسیج عضلاتی کا بنا ہوا ہے۔ لیکن اس کی ساخت اور بافت میں عصبی (دماغ) اور غدی یعنی جگری انسجہ گندھے ہوئے ہیں۔ جس کے ساتھ ان کی خلاؤں کو الحاقی ساخت نے پر کیا ہوا ہے۔ قرآن کریم میں بھی دو پردوں کا ذکر ہے۔ ایک "غلف" ہے جو کہ بیرونی پردہ ہے جس کا تعلق اعصاب اور دماغ سے اور دوسرا "اکنہ" جو کہ اندرونی پردہ ہے جس کا تعلق غدد اور جگر کے ساتھ ہے۔

(تحقیقات سوزش و اورام صفحہ نمبر۱۴ ـ ۱۵)

اب بتائیں کہ اعصابی عضلاتی اور عضلاتی اعصابی کا تعلق کیوں قائم نہیں ہو سکتا۔ یہ تعلق تو قدرت نے خود قائم کیا ہوا ہے۔ اس کی مخالفت فطرت کی مخالفت ہے۔ جس سے اجتناب اور توبہ ضروری ہے۔

اب ملاحظہ ہو مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات کے مطابق مفرد اعضاء کی ترکیب:۔

"ترکیب کے معنی ہیں باہم جڑنا' جب اعضاء باہم مل کر یک جان بنتے ہیں تو گویا باہم جڑتے ہیں تو ان کے جڑنے کی تین صورتیں ہیں اول دونوں قسم کے انسجہ اپنی اپنی جگہ تکمیل پا کر باہم جڑے ہوتے ہیں۔ شرائین اوردہ اور جلد میں عضلاتی اعصابی اور غدی ریشے باہم جڑے ہوتے ہیں۔ اور خورد بین سے بھی الگ الگ دیکھے جا سکتے ہیں۔

دوسرے مختلف انسجہ کے کیمیاوی مرکب سے انسجہ باہم جڑے ہوتے ہیں جیسے چربی اور ہڈی کے اندر گودے وغیرہ۔

تیسرے مختلف انسجہ باہم ایک دوسرے کے اندر چلے گئے ہوں جیسے اعضائے رئیسہ دل، دماغ اور جگر نظر آتے ہیں۔

(رجسٹریشن فرنٹ مئی ۱۹۶۴ء صفحہ نمبر ۶، تحقیقات سوزش و اورام صفحہ نمبر ۱۳۱، ۱۳۰)

مختلف اعضاء کے جڑنے کو یکجان ہو جانے سے تشبیہ دی ہے۔ باہم ایک دوسرے کے اندر چلے گئے ہوں۔ یہ آپس میں گندھے اور کپڑے کے تانے بانے (تانے پیٹے) کی بنتی کی طرح ہوتے ہیں۔

کیا ابھی اس میں کوئی شک باقی ہے کہ اعصاب اور عضلات کے درمیان غدد ہیں اس لئے ان کا آپس میں تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔

حکیم رحمت علی راحت سمپل آرگینو پیتھی مارچ 1997ء کے صفحہ نمبر ۱۴ پر لکھتا ہے "بالقراس (Penereas) ایک دوغلہ غدد ہے جس کا ایک حصہ قشری ہے جس کا تعلق جگر سے پہلے اور دوسرا حصہ مخاطی ہے۔ جس کا تعلق طحال سے ہے گویا بالقراس کی ساخت میں دو قسم کے خلیات پائے جاتے ہیں۔"

ذرا سوچیں جگر کا مزاج گرم ہے اور طحال کا مزاج سرد ہے۔ یہ ایک ہی عضو میں متضاد کیفیات کیسے اکٹھی ہو گئیں۔ اگر یہ درست ہے تو پھر اعصابی عضلاتی اور عضلاتی اعصابی تعلقات کیوں درست نہیں۔ گویا مجدد طب نے فطرت کی ترجمانی کی ہے۔

اعصاب و عضلات کا تعلق

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان :۔

"اعصاب (دماغ) کا تعلق ایک طرف عضلات (دل) سے ہے۔ اور دوسری طرف جگر و غدد سے ہے۔ بالکل ایسے ہی غدد (جگر) کا تعلق ایک طرف عضلات (دل)

کے ساتھ ہے اور دوسری طرف اعصاب (دماغ) سے ہے۔

(رجسٹریشن فرنٹ اکتوبر نومبر ۱۹۶۸ء صفحہ نمبر ۱۸۰)

کان کا سوراخ جو نظر آتا ہے ایک جھلی پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس جھلی کو کان کا ڈھول کہتے ہیں۔ اس ڈھول کے تین پردے ہوتے ہیں۔ بیرونی اعصابی پردہ' درمیانی عضلاتی پردہ اور اندرونی غشائے مخاطی یعنی غدی پردہ ہوتا ہے۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۹)

مزید دیکھیں کہ:۔

اعصاب کا مزاج	تر سرد
عضلات کا مزاج	خشک سرد

اب دونوں مفرد اعضاء میں سردی باہم مشترک ہے لہٰذا ان کا باہمی تعلق اصول و قانون و کلیات کے عین مطابق ہے۔ اس میں اعتراض والی کوئی بات نہیں بلکہ اعصابی عضلاتی اور عضلاتی اعصابی کا تعلق کیفیاتی اور مزاجی طور پر درست ہے۔

مزید حوالہ جات:۔

اعصابی عضلاتی کی رطوبات خشک ہو جاتی ہیں تو تحریک عضلاتی اعصابی ہو جاتی ہے۔

(تحقیقات الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۱۱۵)

بلغم کی سردی تری سودا کی سردی خشکی کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۱۴۱)

عضلاتی اعصابی تحریک (سردی' خشکی 'سودا) کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں یہ ورم سوداوی اور ریحی ہوتے ہیں۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۱۶۹)

یاد رکھنا چاہئے کہ سودا (سردی خشکی) کا علاج خون (گرمی تری) نہیں ہے جیسا

کہ جمہور اطباء کا اتفاق ہے بلکہ اس کا علاج خشکی گرمی (صفرا) ہے جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ دونوں کیفیات بیک وقت نہیں بدلنی چاہئیں۔ دوسرے یہ غلط ہے کہ صفراء اور خون جل کر سودا بنتے ہیں البتہ بلغم سردی کی زیادتی سے خشک ہو کر سودا ئی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۱۷۵)

سرسام سوداوی عضلاتی اعصابی ہے۔ سودا کا مزاج انتہائی سرد خشک تسلیم کیا گیا ہے جس سے قوام گاڑھا' انتہائی لیسدار' مائل بہ خشکی' رنگ سفید مائل' ذائقہ کبھی پھیکا مائل بہ ترشی ہوتا ہے۔ کبھی مکمل ترش ہوتا ہے۔ جوں جوں اس میں شدت بڑھتی جائے گی۔ سیاہی' ترشی اور خشکی بڑھتی جاتی ہے۔

(تحقیقات سوزش و اورام صفحہ نمبر ۱۴)

عضلات کی دو تحریکیں ہیں۔ ایک عضلاتی اعصابی (سرد خشک) اور دوسری عضلاتی غدی (خشک گرم) ہے۔ دونوں تحریکیں رطوبات خشک کرتی ہیں اور ان میں خمیر پیدا کر کے ان کو تیزابیت اور ریاح میں تبدیل کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ جب پہلی تحریک ہوتی ہے تو اس وقت غدد جاذبہ جو طحال کے تحت کام کرتے ہیں۔ وہ تمام اس رطوبت کو جو بلغم کی صورت میں جسم سے خارج ہونے کے بعد بچ جاتی ہے۔ جذب کر لیتے ہیں اور دوسرے تحریک غدد جاذبہ کیمیاوی طور پر اس رطوبت کو جسم میں شامل کر دیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح جگر اپنے ایک فعل میں خون سے صفراء کو جدا کرتا ہے اور دوسرے فعل میں اس صفراء کو آنتوں میں خارج کرتا ہے۔

یہی رطوبت جو کیمیاوی طور پر غدد جاذبہ (طحال) میں اکٹھی ہوتی ہے۔ پھر وہاں سے اخراج پاتی ہے یہی خالص سودا ہے۔ یہ ذائقہ میں ترش قوام میں گاڑھا اور رنگت میں سیاہی مائل ہوتا ہے۔ نہ اس میں خون کی سرخی ہوتی ہے اور نہ اس میں بلغم کی لطافت اور سفیدی ہوتی ہے۔ کیمیاوی طور پر اس میں فیرم اور پوٹاشیم ختم ہو جاتے ہیں

اور کیلشیم کے اجزاء پیدا ہو جاتے ہیں۔ جسم میں شامل ہو کر یہ اخلاط کو غلیظ' دل کو تیز اور عضلات میں انقباض پیدا کر دیتا ہے۔

(تحقیقات المجربات صفحہ نمبر ۵۲)

عضلاتی اعصابی کیفیاتی مزاج سرد خشک اور خلط سودا کی زیادتی جسم میں سیاہی اور ریاح غالب ہوتی ہے۔ رطوبت خشک ہونا شروع ہو جاتی ہے اور ریاح بڑھ جاتے ہیں اور خلطی طور پر خون میں سودا کی زیادتی ہوتی ہے۔ اس تحریک میں پھیپھڑے' قلب' معدہ و خون کی عروق شریک ہیں۔ ان اعضاء کا تعلق عضلات کے باہم مشترک ہونے کی وجہ سے ہے اسی طرح بھی سمجھ لیں کہ قلب عضو رئیس' پھیپھڑے اور معدہ اس کے معاون اور خون کی عروق اس کی خادم ہیں۔

(تحقیقات الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۶۴)

عضلاتی اعصابی یہ عضوی طور پر کیمیاوی تحریک ہوتی ہے۔ جن کی کیفیات سرد خشک اور خلطی طور پر سودا کا اثر ہوتا ہے۔ سرد خشک اور خلطی حیثیت سے سوداوی و ریاحی امراض سب اس میں آ جاتی ہیں۔

(تحقیقات الامراض صفحہ نمبر ۲۴۶)

اعصاب و عضلات کا تعلق

اعصاب صرف حس کے لئے ہیں ان میں حرکت نہیں ہوتی۔ البتہ ان کا تعلق عضلات کے ساتھ ضرور ہوتا ہے۔ جو حرکت کے اعضاء ہیں۔ جب اعصاب میں کوئی حس اثر انداز ہوتی ہے تو وہ ضرورت کے مطابق عضلات میں حرکت پیدا کر دیتی ہے۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۲۴۰)

عضلات کا تعلق اعصاب کے ساتھ ہے۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۸۸)

اعصاب کا تعلق عضلات اور غدد کے ساتھ ہے۔ دماغ و اعصاب اپنے اپنے

افعال کے لحاظ سے احساس و ادراک اور نفسیاتی قوتوں کے اعضاء ہیں۔ اس احساس و ادراک اور نفسیاتی قوتوں سے عضلات اور غدد میں ایسی تحریکیں ہوتی ہیں جن سے ان کے افعال میں عملی صورت اور کمی و بیشی ضروری ہوتی ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر ۴۵)

عضلات جن کا مرکز قلب ہے اور عضلاتی انسجہ سے بنا ہوا ہے جسم میں ہر قسم کی حرکات جو اعصاب کی طرف سے حاصل ہوتی ہیں عمل کرتا ہے۔

(تحقیقات المجربات صفحہ نمبر ۳۹)

عضلات کا تعلق اعصاب کے ساتھ ہے گویا تینوں مفرد اعضاء آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح متعلق ہیں جیسے کیفیات باہم متعلق ہیں۔

(تحقیقات الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۸۸)

مفرد اعضاء کے تعلق کی چھ صورتیں

مفرد اعضاء حیاتی تین ہیں۔

(۱) اعصابی غدی (۲) اعصابی عضلاتی (۳) عضلاتی اعصابی (۴) عضلاتی غدی (۵) غدی عضلاتی (۶) غدی اعصابی۔

خلاصہ بحث

اعصابی عضلاتی اور عضلاتی اعصابی کی تحاریک میں اعصاب اور عضلات کا تعلق کیفیاتی اور مزاجی طور پر بالکل درست ہے۔ اعصاب کا مزاج تر سرد اور عضلات کا مزاج خشک سرد ہے دونوں اعضاء میں سردی مشترک ہے۔ اس لئے دونوں کا تعلق قائم کرنا ایک فطری عمل ہے۔ یہ بھی متعدد حوالہ جات سے ثابت کیاجا چکا ہے کہ متعدد مرکب اعضاء میں اعصاب و عضلات ساتھ ساتھ واقع ہیں۔ یہ بھی ان کے آپس میں مربوط و متعلق کی دلیل ہے۔ ویسے بھی ذرا غور کریں تو رطوبت کم ہو جانے کا نام خشکی

ہے اور رطوبت بڑھ جانے کا نام تری ہے۔ کبھی تری غالب آ جاتی ہے اور کبھی خشکی غرضیکہ ان دونوں کا ایک دوسرے سے بلاواسطہ تعلق اور ربط ہے جسے کسی بھی طرح غلط ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ مجدد طب قانون فطرت کا ترجمان ہوتا ہے۔ اس کی تحقیقات عنائت ربانی پر مبنی اور موقوف ہوتی ہیں۔ جن کو کوئی بھی جھٹلا نہیں سکتا۔ بلکہ ایسی ناروا و نازیبا کوشش کرنے والا خود ہی ناکام و نامراد جاتا ہے۔

اعتراض نمبر 7

غدد ناقلہ اور غدد جاذبہ کا مسئلہ بھی غلط رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔

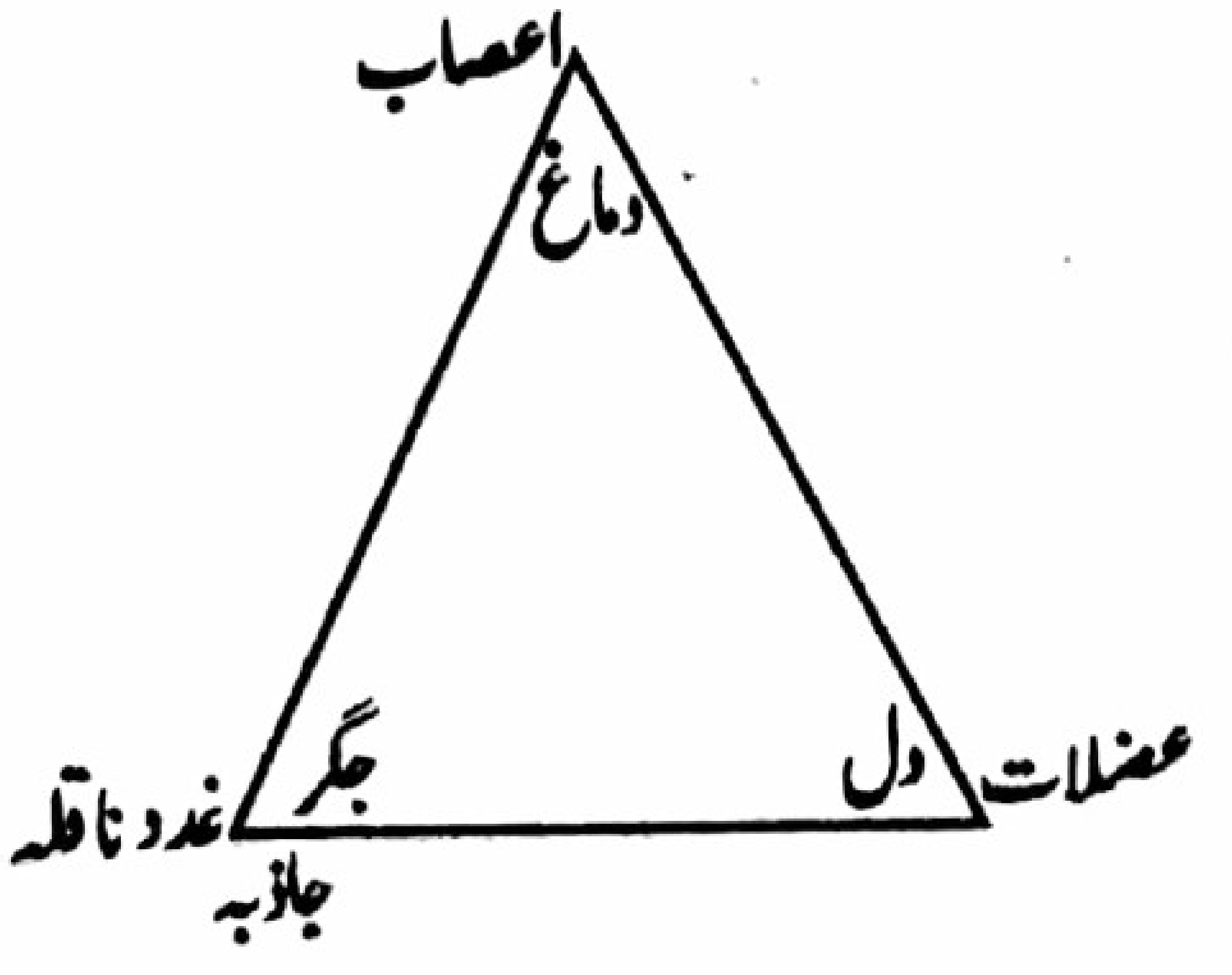

جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہے دونوں کو ایک ہی مرکز پر اکٹھا کر کے ہر دو کا مرکز جگر کو تسلیم کیا گیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہر دو کا مرکز جگر نہیں ہے۔

جیسا کہ حکیم انقلاب جناب صابر ملتانی مدظلہ اپنے مضمون کیا بڑھاپا قابل علاج ہے میں صاف طور پر لکھتے ہیں کہ غدد ناقلہ کا مرکز جگر ہے اور غدد جاذبہ کا مرکز طحال ہے غدد ناقلہ (جگر) میں صفراء پیدا ہوتا ہے اور غدد جاذبہ طحال میں (سودا) پیدا ہوتا ہے۔ صفراء کا تعلق گرمی سے ہے اور سودا کا تعلق سردی سے ہے ظاہر ہے کہ گرمی اور سردی ایک ہی مقام پر اکٹھا نہیں ہو سکتیں۔

یہ تو اس نظریہ کی ایجاد کرنے والوں کا کمال ہے کہ انہوں نے سردی اور گرمی کو ایک ہی جگہ اکٹھا کر دیا ہے اور طحال کو بائیں طرف سے اٹھا کر دائیں طرف جگر کے ساتھ باندھ دیا جس سے کئی ایک خرابیاں لازم آتی ہیں مثلاً"۔ (۱) غدی عضلاتی (غدد جاذبہ) جو جگر کی کیمیاوی تحریک ہے جس میں صفراء پیدا ہوتا ہے گویا اب صفراء کو غدد جاذبہ پیدا کریں گے یا دوسرے لفظوں میں صفراء غدد جاذبہ اور طحال کے اندر پیدا ہو گا۔ جو کسی بھی کیمیائی تجزیہ سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ صفراء طحال غدد جاذبہ کے اندر موجود ہوتا ہے کیونکہ طحال اور غدد جاذبہ کا مزاج سرد خشک ہے جو خلط سودا مزاج ہے ان کا مزاج گرم خشک نہیں ہے کہ صفراء جو ایک گرم خشک خلط ہے اس کو پیدا کریں یہ مزاج خود ساختہ ہے حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۲) غدد ناقلہ اور غدد جاذبہ میں بھی گڑ بڑ ہو گئی ہے حکیم انقلاب جناب صابر ملتانی غدد ناقلہ اور غدد جاذبہ کے افعال کے متعلق فرماتے ہیں کہ اعصاب کی تحریک میں غدد ناقلہ اپنی رطوبات کا اخراج کرتے ہیں (بوجہ تحلیل) اور غدد جاذبہ اپنے اندر روکتے ہیں (بوجہ تخدیر) اور جب اپنی رطوبات کا اخراج کرتے ہیں - (بوجہ تحلیل) اور غدد ناقلہ اپنی رطوبات کو روکتے ہیں (بوجہ تخدیر) اور اب اس جدید تکونی نظریہ کے مطابق جب اعصاب میں تحریک ہو گی تو ہر دو غدد میں تحلیل سے ان کی رطوبات کا اخراج ہو گا اور جب عضلات میں تحریک ہو گی تو ہر دو غدد میں تسکین ہو گی جس سے ان کی رطوبات کا اخراج بند ہو گا جو حکیم انقلاب کے قول کے مطابق نہیں ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ جسم میں ترشی اور کھار کے دو بڑے کارخانے ہیں جن کا اب اتحاد ہو گیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ غدد ناقلہ میں جو رطوبت پیدا ہوتی ہے وہ کھار ہوتی ہے اور غدد جاذبہ میں جو رطوبت پیدا ہوتی ہے وہ ترش ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اعصاب میں تحریک پیدا ہوتی ہے تو غدد ناقلہ میں تحلیل سے ان کی کھاری رطوبات کا اخراج ہوتا ہے جس سے جسم میں کھار کی زیادتی پیدا ہو جاتی ہے اس طرح جب

عضلات میں تحریک ہوتی ہے تو غدد جاذبہ میں تحلیل سے ان کی ترش رطوبات کا اخراج ہوتا ہے۔ جس سے جسم میں ترشی بڑھ جاتی ہے اور اب اس جدید نظریہ کے مطابق جب اعصاب میں تحریک ہو گی تو ہر دو غدد میں تحلیل سے بیک وقت کھار اور ترشی کا اخراج ہو گا۔ جو قابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ جسم میں بیک وقت ترشی اور کھار کا غلبہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ترشی اور کھار دو مختلف چیزیں ہیں۔ ترشی سودا ہے اور صفراء کھار ہے۔ جو دو مختلف اعضاء میں پیدا ہوتی ہیں۔ صفرا جگر (غدد ناقلہ) میں پیدا ہوتا ہے۔ اور سودا طحال اور غدد جاذبہ میں پیدا ہوتا ہے اس مسئلہ کو بالکل صاف اور واضح کرنے کے لئے میں یہاں حکیم انقلاب جناب صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ قول فیصل نقل کرتا ہوں جس سے یہ مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حکیم انقلاب جناب صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ دوران خون اور نظریہ مفرد اعضاء کے تحت لکھتے ہیں کہ نظریہ مفرد اعضاء کے تحت دوران خون دل عضلاتی انسجہ سے جسم میں دھکیلا جاتا ہے پھر شریانوں کی وساطت سے جگر (غدی انسجہ) سے گزرتا ہوا دماغ (اعصابی انسجہ) پر گرتا ہے اور تمام جسم کی غذا بننے کے بعد پھر باقی رطوبات غدد جاذبہ کے ذریعے جو طحال کے ماتحت کام کرتے ہیں جذب ہو کر پھر خون میں شامل ہو کر دل عضلات کے فعل کو تیز کرتا ہے۔ یہاں پر سمجھنے والی بات وہ حقیقت ہے جو طب قدیم نے ہزاروں سال قبل لکھی ہے کہ دوران خون جب تک جگر (غدد ناقلہ) سے نہ گذرے وہ جسم میں نہیں پھیلتا یا ترشح نہیں پاتا اسی طرح ترشح پانے کے بعد جب بقایا رطوبات طحال (غدد جاذبہ میں جذب ہو کر کیمیاوی طور پر تبدیلی حاصل نہ کر لیں یعنی ان میں کھاری پن ترشی میں تبدیل نہ ہو وہ دل (عضلات) پر نہیں گرتیں اور ان کو تیز نہیں کر سکتیں صرف سمجھانے کے لئے دل و جگر اور دماغ و طحال کے اعضاء کے نام لکھے گئے ہیں۔ ورنہ جسم میں ہر جگہ عضلات و غدد ناقلہ و اعصاب اور غدد جاذبہ اپنے اپنے علاقہ اور حدود میں وہی کام انجام دے رہے ہیں جو ان کے اعضائے رئیسہ ادا کر رہے ہیں خون اور دوران خون کی ان

چار تبدیلیوں کو طب قدیم میں خون و صفراء اور بلغم و سودا کے امتیازی نام دیئے ہیں۔ جہاں جہاں یہ کیمیاوی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ انہی جگہوں کو ان کا مقام قرار دے دیا ہے خون کا مقام دل صفراء کا مقام جگر بلغم کا مقام دماغ اور سودا کا مقام طحال لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ باقی جسم میں یہ تبدیلیاں نہیں ہوتیں بلکہ ہر جگہ جسم میں انسجہ (ٹشوز) دل جگر اور دماغ و طحال کے کام انجام دے رہے ہیں دلیل و تصدیق اور ثبوت کے طور پر ہم ان اعضاء کا مزاج پیش کر سکتے ہیں جہاں وہ رطوبات کیمیاوی تبدیلیاں حاصل کرتی ہیں دونوں کی کیفیاتی و خلطی اور کیمیاوی مزاجوں میں ذرا بھر بھی کوئی فرق نہیں ہے کیا اس قول فیصل کے بعد اب بھی کوئی گنجائش باقی رہ گئی ہے۔

(تحقیقات الامراض و علامات صفحہ نمبر ۸۰ ـ ۸۱)

دوران خون کی مندرجہ بالا صورت کو جو بالکل صحیح صورت ہے مندرجہ ذیل نقشہ کی مدد سے سمجھا جا سکتا ہے۔

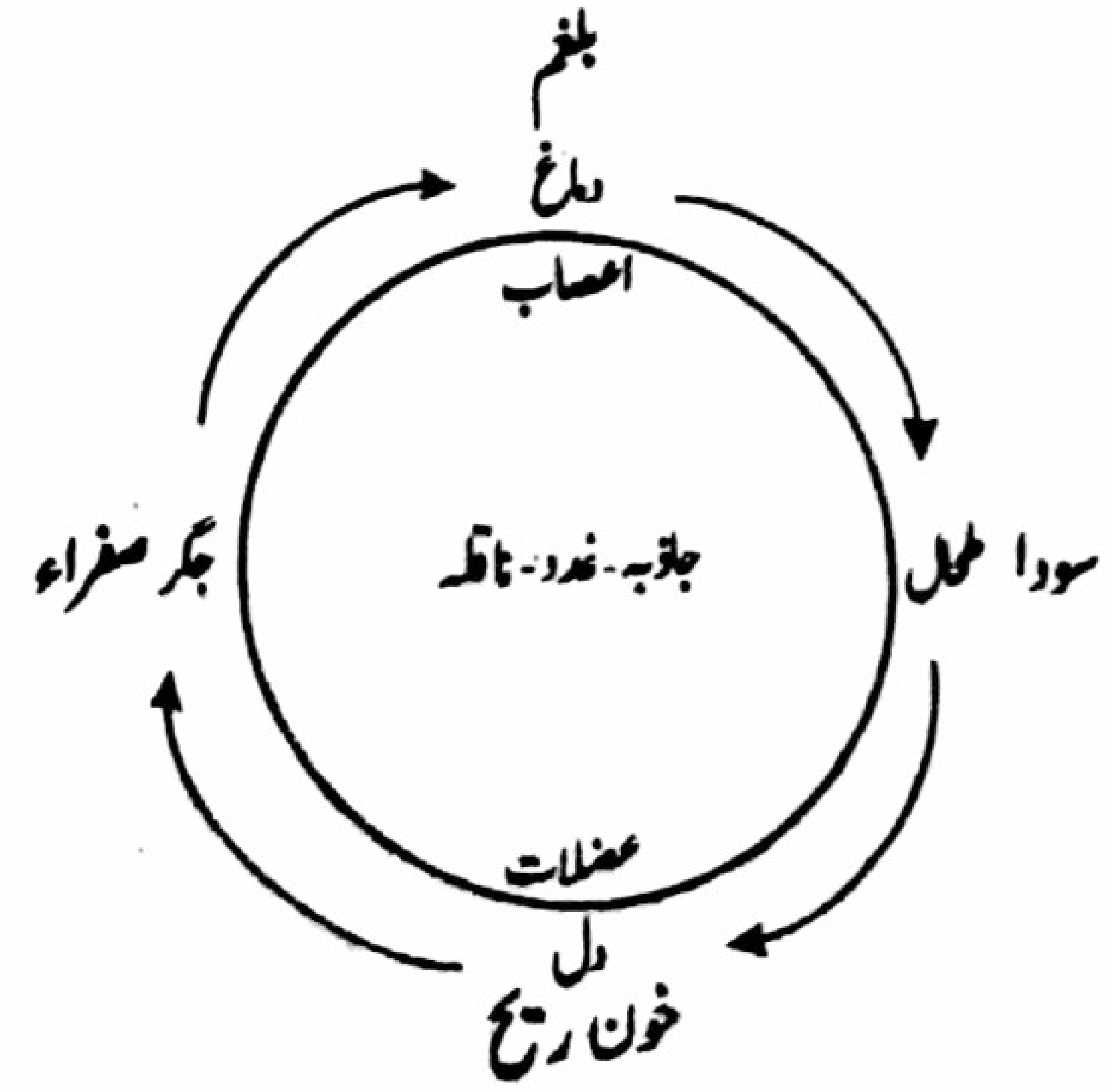

جواب نمبر 7

غدد ــــــــــــ جاذبہ و ناقلہ

بندہ نے مجدد طب کی جملہ تصانیف پڑھی ہیں ان میں یہ باتیں ہرگز نہیں لکھی گئیں مثلاً" یہ کہ گرمی، سردی اور تری خشکی وغیرہ کو اکٹھا کر دیا گیا ہو۔ کیا کوئی زندہ دل ماہر فن سوچ سکتا ہے؟ جس کو دنیا مجدد طب مانتی ہو جس کی تحقیقات نے دنیائے طب میں ایک تہلکہ مچا دیا ہو۔ جو ایک دنیا کے سب سے بہتر فطری طریقہ تشخیص و علاج کا بانی ہو وہ ایسی غلطی کر سکتا ہے جیسا کہ فن کی مبتدی سے بھی توقع نہیں کی جا سکتی۔ یہ نقشہ بھی آپ کا من گھڑت ہے اور منسوب آپ استاد محترم کی طرف کر رہے ہیں اپنے محسن و مربی استاد محترم جس نے اپنی ایک کتاب بھی آپ کے نام معنون کی ہو پر یہ الزام تراشیاں اور بہتان زیب نہیں دیتے ہیں۔

اپنے استاد پر یوں طنز کرنا کہ " یہ تو نظریہ کی ایجاد کرنے والوں کا کمال ہے کہ انہوں نے سردی اور گرمی کو ایک ہی جگہ اکٹھا کر دیا ہے اور طحال کو بائیں طرف سے اٹھا کر دائیں طرف جگر کے ساتھ باندھ دیا ہے"۔ یہ کہاں کی سچائی ہے اور ناکردہ بات کو بین الاقوامی محقق کی طرف منسوب کر دینا یقیناً" اللہ کو بھی ناپسند ہو گا اور آداب فرزندی کے بھی خلاف ہے۔

یہ سب باتیں سراسر غلط اور جھوٹ کا پلندا ہیں آپ کے لئے سلامتی اسی میں ہے کہ آپ اپنے الفاظ واپس لے کر اپنا دامن اعتراض تسلیم سے بھر لیں۔

جگر میں تخدیر سے جگر کے افعال باطل ہو کر حرارت بجھ جائے گی۔ جبکہ حرارت ہی زندگی ہے یہ سارا جھگڑا طحال کو عضو رئیس بنا کر خود کو دھوکا دینے والی بات ہے۔ طحال الحاقی مادہ سے بنی ہے اس کو بنیادی اعضاء کے ساتھ ہی رکھنا چاہئے تھا۔ جس طرح بنیادی اعضاء ہر سہ حیاتی و فعلی اعضاء کو آپس میں ملاتے اور اٹھاتے ہیں

تینوں فعلی اعضاء سے معاونت کرتے ہیں۔ طحال کو عضو مروسہ کا نام دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ بھی ہرسہ اعضائے رئیسہ سے تعاون کرتی نظر آتی ہے۔ اس کی دونوں کیفیات خشکی سردی پر غور کیا جائے تو بھی اس کی کیفیت ہرسہ اعضائے رئیسہ میں پائی جاتی ہے اور مشترک کیفیت ہے۔

عضلات کی خشکی طحال کی خشکی سے اور غدد کی گرمی میں سے بھی خشکی، طحال کی خشکی سے اور اعصاب کی تری سردی میں سے سردی، طحال کی سردی سے مشترک ہے۔ اس کی خشکی سردی دوسرے حیاتی اعضاء کی ایک نہ ایک کیفیت سے ضرور مشترک ہے۔ اس لئے ہمیں کونسی چیز اس کی ہرسہ اعضائے رئیسہ سے معاونت تسلیم کرنے سے روک رہی ہے۔ یا ہم فہم و فراست سے خالی ہیں یا پھر ضدی ہیں۔

ذرا غور کریں

فطرت خود ہی صفرا کی گرمی خشکی کو خون کی گرمی تری سے بدلتی رہتی ہے اور خون کی گرمی تری بلغم کی سردی تری میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بلغم کی سردی تری سودا کی خشکی کی طرف منتقل ہو جاتی ہے آخر میں سودا کی خشکی کا خاتمہ صفرا کی گرمی خشکی سے ہوتا ہے۔

(تحقیقات الامراض والعلامات صفحہ (۱۴۱، ۱۴۲)

کسی طبیب صادق کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے تشخیص و علاج سے شناسائی حاصل کر لینا اور اس شناسائی سے استفادہ کرتے ہوئے مطب کھول لینا اور بات ہے۔ لیکن علم و فن علاج کے اسرار و رموز پر عبور حاصل کرنا اور بات ہے۔ ایک وقت تھا کہ حکمت و طب نبوت سے مربوط و منسلک تھی۔ گویا یہ کسبی نہیں وہبی علم تھا۔ انبیائے کرام کے علاوہ اولیائے کرام کو ودیعت ہوتا رہا بلکہ اب بھی ایسا دیکھا جا رہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے مقربین جہاں روحانی عوارض دور کر کے روح کو جلا بخشنے کا فیض پہنچاتے ہیں۔ وہاں امراض جسمانی کا علاج بھی فرماتے ہیں۔ کیونکہ وہ "کشف الورید" کی

نعمت عظمیٰ سے مالا مال ہوتے ہیں۔ گویا علم الابدان سے ہر کس و ناکس کو سرفراز نہیں فرمایا جاتا۔ کہتے ہیں کہ ولائت و دانش کی حدیں آپس میں ملتی ہیں۔ حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف معالج تھے بلکہ محقق و مجدد طب بھی تھے۔ ان کی تحقیقات پر طنز کرنا اور انگلی اٹھانا تو بہت بڑی بات ہے ترمیم و تنقید کی جرأت بھی ہمارے لئے تحیر کی بات ہے۔ ان (مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ) کے نظریات و قوانین میں کسی جزوی ترمیم و تبدل کی بات ہوتی تو اور معاملہ تھا لیکن یہاں تو ان کے تحقیق کردہ قانون ـــــ قانون مفرد اعضاء کی اساس ہی نہیں ہلائی جا رہی بلکہ ڈھا دینے کی کوشش کی جاری ہے۔ اس ساتویں اعتراض ہی کو لیجیئے۔

حکیم رحمت علی راحت کے ساتویں اعتراض کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں۔

"غدد جاذبہ اپنے اندر رطوبات کو روکتے ہیں بوجہ تخدیر اور جب عضلات میں تحریک ہوتی ہے تو اس وقت غدد جاذبہ اپنی رطوبات کا اخراج کرتے ہیں بوجہ تحلیل اور غدد ناقلہ اپنی رطوبات کو روکتے ہیں بوجہ تخدیر"

"جب عضلات میں تحریک ہوتی ہے تو غدد جاذبہ میں تحلیل سے ان کی ترش رطوبات کا اخراج ہوتا ہے جس سے جسم میں ترشی بڑھ جاتی ہے۔"

لیکن یہ اقوال بھی مجدد طب کی تحقیقات کے مطابق نہیں حکیم رحمت علی راحت کے اپنے خیالات ہیں جو حقائق پر مبنی نہیں ہیں۔

مختلف تحاریک میں غدد جاذبہ کی حالت

عضلات میں تحریک سے اعصاب میں تحلیل ہوتی ہے نہ کہ غدد جاذبہ میں تحلیل سے عضو پھیلتا ہے مگر عظم طحال تو اعصابی یا غدی تحریک میں ہوتا ہے۔

"غدد میں تحریک اور اعصاب میں تسکین ہوتی ہے۔ اس لئے بلغم رقیق اور لیسدار ہوتا ہے جو کبھی اخراج پاتا ہے۔ اور کبھی رک جاتا ہے۔ البتہ اس دق سل میں

غدد جاذبہ پھول جاتے ہیں کیونکہ ایک طرف اعصاب پر رطوبت زیادہ ہوتی ہے اور غدد میں تحریک ہوتی ہے وہ جذب کرتے ہیں دوسری طرف عضلات میں تحلیل سے ضعف پیدا ہوتا ہے۔ جس سے وہ غدد جاذبہ کی رطوبت کو کیمیاوی طور پر خارج نہیں کر سکتے جس سے غدد جاذبہ پھول جاتے ہیں۔"

(تحقیقات حمیات صفحہ نمبر ۲۴۸)

عظم طحال اور ضعف کی صورت میں جسم میں تیزابیت بہت کم ہو جاتی ہے اور خون میں سرخی کی بجائے رطوبات بہت بڑھ جاتی ہیں جسم پھول جاتا ہے اور خون کی پیدائش رک جاتی ہے اس صورت میں سب سے بڑا نقصان جو ہوتا ہے وہ عضلات کا پھول جانا ہے۔ ساتھ ہی قلب پھولنا شروع ہو جاتا ہے۔

(تحقیقات الجریات صفحہ نمبر ۱۵۲)

ف :۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ سارا عمل اعصابی تحریک میں واقع ہوتا ہے۔ ثابت ہوا کہ عظم طحال اعصابی اور غدی دو تحریکوں میں ہوتا ہے۔ عضلاتی تحریک میں عظم طحال ممکن نہیں تو پھر یہ کیونکر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ عضلاتی تحریک میں طحال و غدد جاذبہ میں تحلیل ہوتی ہے کیونکہ کسی عضو کا پھول جانا اور پھیل جانا بالترتیب تسکین اور تحلیل سے ہوتا ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ عضلات میں تحریک سے غدد ناقلہ (جگر) میں تخدیر ہوتی ہے سراسر غلط ہے کیونکہ عضلات میں تحریک سے غدد ناقلہ و جگر میں تسکین ہوتی ہے اور یہ کہ عضو اپنی رطوبات کو روکتا ہے بوجہ تسکین نہ کہ بوجہ تخدیر اور تخدیر کوئی جدا عمل نہیں بلکہ تسکین بڑھتے بڑھتے تخدیر کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور عضو مسکن ہی میں تخدیر واقع ہوا کرتی ہے نہ کہ ایک عضو میں تسکین ہے تو کسی دوسرے عضو میں تخدیر۔ تخدیر کا منافع الاعضاء سے کوئی واسطہ و تعلق نہیں۔ اس کا تعلق تو علم الامراض (Pathology) سے ہے۔ اب مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں۔

اس کے بارے میں مجدد طب کے مزید فرمودات پر غور کریں۔

"جب اعصاب میں تیزی ہوتی ہے تو نالی دار غدود کی رطوبات گرتی ہیں اور جب عضلات میں تیزی ہوتی ہے تو غیر نالی دار افرازات خون میں شامل ہوتے ہیں اور بظاہر جسم میں خشکی ہو جاتی ہے۔

(تحقیقات جنسی امراض صفحہ نمبر ۱۰۶)

عضلاتی اعصابی تحریک جسم کی تمام بچی ہوئی رطوبت کو طحال (غدد جاذبہ) میں جمع کر دیتی ہے۔ اور عضلاتی غدی تحریک اس کو غدد جاذبہ (طحال) سے خارج کر کے پھر خون میں شامل کر دیتی ہے۔ اس وقت ترشی میں اس قدر شدت پیدا ہو جاتی ہے کہ اس میں ہلکی تلخی پیدا ہو جاتی ہے تو یہ اثر تیزاب گندھک میں صاف نظر آتا ہے۔ یاد رکھیں کہ سرکہ سرد خشک قسم کی ترشی ہے اور اس کے مقابل میں تیزاب گندھک گرم خشک قسم کی ترشی ہے۔ ان دونوں قسم کی ترشیوں کے فرق سے دونوں تحریکوں کے فرق کا علم ہو جاتا ہے۔

(تحقیقات المجربات صفحہ نمبر ۵۳)

ثابت ہوا کہ غدد جاذبہ و طحال اپنی افرازات کو عضلاتی تحریک میں جذب اور خارج کرتے ہیں اس لئے اس کو عضو رئیس قرار دے کر اس کی محرک خلط کی تلاش کرنا پانی کو رڑک کر مکھن نکالنے کی ناکام کوشش کے مترادف ہو گا۔

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا:۔

"تمام غدد کے افعال کے متعلق یہ سمجھ لیں کہ وہ اعصاب کی تیزی سے ترشح کرتے ہیں اور عضلات کی تیزی سے رطوبات کو روکتے ہیں۔ لیکن غدد جاذبہ اس کے خلاف کام کرتے ہیں۔ وہ اعصاب کی تیزی سے رطوبات کو روکتے ہیں۔ اور عضلات کی تیزی سے رطوبات کو گراتے ہیں۔ اس لئے ہر قسم کے غدد میں دونوں قسم کے نظام پائے جاتے ہیں اور وہ باری باری کام کرتے ہیں اس لئے جب کسی ایک کا فعل رک

جاتا ہے تو دوسرے پر بھی اثر پڑتا ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر جگر اور طحال کے امراض مشترکہ ہیں۔ مثلاً" جب عظم طحال ہوتا ہے تو عظم جگر بھی ہوتا ہے۔

(تحقیقات حمیات صفحہ نمبر۱۳۹)

ف:۔ اعصابی تحریک میں عظم طحال بھی ہوتا ہے اور عظم جگر بھی۔

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ' تحقیقات و علاج نزلہ و زکام کے صفحہ نمبر ۱۳ پر فرماتے ہیں کہ "اگر عضلات میں تحریک ہو گی تو اعصاب میں تحلیل اور غدد میں تسکین ہو گی نتیجتہ" جسم میں ریاح کی زیادتی ہو گی"۔

چاروں انسجہ اور ان کے افعال کا باہمی اشتراک

جسم انسان میں چار قسم کے انسجہ پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ ان کی شکلیں مختلف' ان کے افعال مختلف اور ان کی اغذیہ مختلف ہیں۔ مگر ان چاروں کا باہم تعلق ضرور ہے۔

۱۔ انسجہ اعصابی نروز ٹشوز

۲۔ انسجہ عضلاتی مسکولر ٹشوز

۳۔ انسجہ الحاقی کنیکٹوز ٹشوز

۴۔ انسجہ غشائی و غدی اپی تھیلیل ٹشوز

ان چاروں انسجہ کی ساخت اور بافت کچھ اس طرح بنی ہوئی ہے کہ تمام انسجہ ایک دوسرے میں داخل ہو کر مرکب اعضاء بناتے ہیں۔ لیکن ان کی ساخت و بافت اور افعال اعمال میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ مثلاً" معدہ و امعاء و شش و مثانہ جو مرکب اعضاء ہیں یعنی ان کی ترکیب میں چاروں شریک ہیں۔ جب ان میں سے کسی نسیج میں تحریک و سوزش کا عمل ہوتا ہے تو اس کا اثر نہ صرف جسم کے اعصاب میں ہو گا۔ بلکہ دماغ میں بھی ہو گا۔ جو اس کا مرکز ہے۔ اور دماغ میں تحریک ہو تو اس کا اثر تمام جسم کے اعصاب پر ہوتا ہے۔ گویا ایک ہی قسم کے انسجہ مفرد اعضاء

ہونے کی وجہ سے دماغ کی تحریک و سوزش اور عمل کا اثر اعصاب پر اور اعصاب میں یہی تین صورتیں پیدا ہوں تو ان کا اثر دماغ پر ہوتا ہے۔ یہی صورت عضلات اور غدد کی بھی ہے۔ جن کے مراکز دل اور جگر ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی نسیج (مفرد عضو) کی تحریک و سوزش اور عمل سے وہاں کی کیمیائی رطوبات کا اخراج ہو گا۔ اگرچہ ان کی رطوبات میں کیمیاوی طور پر کتنا ہی اختلاف ہو یعنی جب جگر سے صفراء کا اخراج ہو گا۔ بالکل اسی وقت گردوں اور دیگر غدد سے رطوبات کا ترشح ہو گا۔

ف:۔ رطوبات کا اختلاف ان کے غدد کو عضو رئیس قرار دینے کی دلیل بے معنی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ جگر کا صفراء اخراج پا کر جس قسم کے اعضاء پر اثر انداز ہو گا۔ بالکل اسی طرح گردوں اور دیگر غدد کی رطوبات کا اخراج بھی جسم میں انہی قسم کے اعضاء پر اثر انداز ہوں گے۔ جگر و طحال کے درمیان' معدہ و طحال کے درمیان جگر و کلیتن کے مابین جو منافذ مانے جاتے ہیں وہ اسی قسم کے ہیں یعنی ان کے انسجہ اور اعمال کا اشتراک ہے۔ مثلاً" جگر و غدد جب اپنی رطوبات کا جسم پر اخراج کرتے ہیں۔ تو غدد جاذبہ جن کا مرکز طحال ہے ان رطوبات کو جذب کرتے ہیں۔ یہی ان کا باہمی اشتراک ہے یہی ان کے منافذ ہیں۔ اسی طرح معدہ اور طحال کا تعلق ہے۔ جب طحال اور غدد جاذبہ ترشح شدہ باقی رطوبات کو جذب کر لیتے ہیں وہ پہلے اس رطوبت میں کیمیاوی نفج سے ترشی (ایسڈیٹی) میں تبدیل ہو جاتی ہے پھر یہ پختہ ترشی عروق جاذبہ کے ذریعے قلب میں داخل ہوتی ہے۔ جہاں وہ نہ صرف دل کے عضلات کو تحریک دے کر انقباض پیدا کرتی ہے۔ بلکہ تمام جسم کے عضلات میں تحریک پیدا کر دیتی ہے۔ اور چونکہ معدہ کا زیادہ حصہ عضلاتی ہے اس لئے وہ زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ یہی وہ منافذ ہیں جن سے انکا اشتراک قائم ہے۔ طب کے قانون میں سودا کا مرکز طحال ہے بس ذہن نشین کریں کہ اسی راستہ سے طحال کا سودا معدہ پر گر کر بھوک لگاتا ہے۔ یہ

ہے نظریہ مفرد اعضاء کا کمال جو طب کے ایک ایک قانون کو صحیح ثابت کر رہا ہے۔
(رجسٹریشن فرنٹ فروری ۱۹۷۰ء صفحہ نمبر ۱ تا ۲)

ف: مندرجہ بالا بحث بھی واضح کر دیتی ہے کہ طحال سودا کا مقام ہے۔ وہاں پر صرف اس میں کیمیائی عمل ہوتا ہے۔ مگر یہ محرک عضلات ہے۔ نہ کہ مخدر طحال اور نہ ہی جسم میں باعث تخدیر ہے۔

لمف اس رطوبت کا نام ہے جو تغذیہ و تسنیم اور معدہ کی تحلیل سے بچ جاتی ہے۔ اور اس میں حرارت نام کو نہیں رہتی۔ لمف میں کھاری پن غالب ہوتا ہے۔ اس کا نام لمف اس لئے رکھا گیا ہے کہ جب یہ جسم کی ضرورت سے بچ جاتی ہے تو Lymphetic Glandes غدد جاذبہ جذب کرتے پھر درستی کر کے خون میں ملا دیتے ہیں۔

پہلے بھی بار بار واضح کر دیا گیا ہے کہ غدد کے ذمے جسم کے تمام اعضاء کی غذا کی تیاری اور سپلائی ہے اور نظام انہضام بھی مختلف اقسام کے غدد پر ہے۔ جسم الوجود میں صرف دو ہی اقسام کے غدد نہیں ان کی اور بھی کئی اقسام ہیں۔ ان مختلف اقسام اور مختلف افرازات کی وجہ سے ان کے علیحدہ علیحدہ اعضائے رئیسہ ہی کے تحت آ جاتے ہیں جو کہ دماغ جگر اور قلب ہیں۔ ان غدد کی بناوٹ ہی قدرت نے اس ترکیب سے کی ہے کہ کہیں ان سے بذریعہ خمیر ترشی کی پیدائش اور اس کی سپلائی یعنی سوداوی خلط کی تعمیر و تکمیل کا کام لیا گیا ہے۔ کہیں ان سے الکلائن رطوبات کی پیدائش سپلائی یعنی بلغمی خلط کی تعمیر و تکمیل ان کے ذمے لگا دی گئی ہے۔

صفراء کو تو ان کے ساتھ خاص طور پر مخصوص کر دیا گیا ہے تاکہ غدد نظام انہضام کا فریضہ حسن و خوبی کے ساتھ انجام دے سکیں۔ یہ تمام غدد عمل اور رد عمل کے تحت اپنے اپنے جوہر تیار کرتے رہتے ہیں۔

آخر میں ملاحظہ ہو حکیم رحمت علی راحت کی طرف سے مجدد کا قول جس کو اس

قول فیصل قرار دیا ہے۔

نظریہ مفرد اعضاء کے تحت دوران خون دل (عضلاتی انسجہ) سے جسم میں دھکیلا جاتا ہے۔ پھر شریانوں کی وساطت سے جگر (غدی انسجہ) سے گرتا ہوا دماغ (اعصابی انسجہ) پر گرتا ہے۔ تمام جسم کی غذا بننے کے بعد پھر باقی رطوبات غدد جاذبہ کے ذریعے جو طحال کے تحت کام کرتے ہیں۔ جذب ہو کر پھر خون میں شامل ہو کر دل کے فعل کو تیز کرتا ہے۔ یہاں سمجھنے والی بات وہ حقیقت ہے جو طب قدیم نے ہزاروں سال قبل لکھی ہے۔ کہ دوران خون جب تک غدد (جگر) سے نہ گزرے وہ جسم میں نہیں پھیلتا یا ترشح نہیں پاتا اسی طرح ترشہ پانے کے بعد جب تک باقیا رطوبات طحال (غدد جاذبہ) میں جذب ہو کر کیمیائی طور پر تبدیلی حاصل نہ کرلیں۔ یعنی ان کا کھاری پن ترشی میں تبدیل نہ ہو وہ دل (عضلات) پر نہیں گرتا اور ان کو تیز نہیں کر سکتیں۔ صرف سمجھانے کے لئے دل و جگر اور دماغ و طحال کے اعضاء کے نام لکھے گئے ہیں۔ ورنہ جسم میں ہر جگہ عضلات و غدد و اعصاب و غدد جاذبہ اپنے اپنے علاقے میں اور حدود میں وہی کام انجام دے رہے ہیں جو اعضائے رئیسہ ادا کر رہے ہیں۔ خون اوز دوران خون کی ان چار تبدیلیوں کو طب قدیم میں خون صفراء اور بلغم سودا کے امتیازی نام دیئے گئے ہیں۔ جہاں جہاں پر کیمیائی تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ انہی جگہوں کو ان کے مقام قرار دے دیا ہے۔ خون کا مقام دل' صفراء کا مقام جگر' بلغم کا مقام دماغ اور سودا کا مقام طحال۔ لیکن اس کے معنی یہ نہیں کہ باقی جسم میں تبدیلیاں نہیں ہوتیں۔ بلکہ ہر جگہ جسم میں تمام انسجہ دل' جگر' دماغ اور طحال کے کام انجام دے رہے ہیں۔ دلیل و تصدیق و ثبوت کے طور پر ہم ان اعضاء کا مزاج پیش کر سکتے ہیں۔ جہاں پر ہر دو رطوبات کیمیاوی تبدیلیاں حاصل کرتی ہیں۔ دونوں کی کیفیاتی و خلطی اور کیمیاوی مزاجوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(تحقیقات الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۹۴' ۹۵)

(تحقیقات علاج بالغذاء صفحہ نمبر ۷۴' ۷۵)

مجدد طب حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ

کے اس قول کو حکیم رحمت علی راحت نے قول فیصل قرار دیا ہے اب ذرا اس قول فیصل پر غور کریں۔ جس کے سیاق و سباق کو سرے سے غائب کر کے چار اعضائے رئیسہ کو ثابت کیا ہے۔ اب اسی صفحہ نمبر ۹۴ پر مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کے اس جملہ پر بھی غور کریں۔

"اعضائے رئیسہ دل' دماغ' اور جگر ہیں"

"امراض کی صورت میں تینوں اقسام کے حیاتی انسجہ متاثر ہوتے ہیں۔"

"ہر عضو کی زیادہ سے زیادہ تین صورتیں ہو سکتی ہیں تحریک' تحلیل اور تسکین۔"

اب ذرا غور کریں مجدد طب سے مندرجہ بالا مضمون سے اگر چار اعضائے رئیسہ ثابت ہوتے تو مجدد طب اسی صفحہ پر یہ کیوں فرماتے کہ اعضائے رئیسہ تین ہیں۔ دوسری بات اگر اس قول فیصل سے حیاتی مفرد اعضاء چار ثابت ہوتے تو مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کبھی اسی صفحہ پر یہ نہ فرماتے کہ حیاتی مفرد اعضاء صرف تین ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی چوتھا فعل بھی اس سے ثابت کرنا مراد ہوتا تو مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ اسی صفحہ پر یہ نہ فرماتے صرف تین صورتوں میں تحریک' تحلیل اور تسکین۔

ثابت ہوا مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے نہ طحال عضو رئیس ثابت ہوتا ہے اور نہ ہی چوتھا کوئی حیاتی و فعلی عضو ثابت ہوتا ہے۔

اب اس قول پر غور کریں!

"جسم کی غذا بننے کے بعد باقی رطوبات غدد جاذبہ کے ذریعے جو طحال کے ماتحت

کام کرتے ہیں جذب ہو کر دل کے فعل کو تیز کرتا ہے۔"

جب تک بقایا رطوبات طحال (غدد جاذبہ) میں جذب ہو کر کیمیاوی طور پر تبدیلی نہ حاصل کر لیں یعنی ان کا کھاری پن ترشی میں تبدیل نہ ہو۔ وہ دل (عضلات) پر نہیں گرتیں اور ان کو تیز نہیں کر سکتیں ان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔

(۱) کھاری رطوبات کو غدد جاذبہ (طحال) جذب کرکے ترشی میں تبدیل کرتے ہیں۔

(۲) ترش رطوبات قلب (عضلات) پر گر کر ان کو تیز کرتی ہیں۔

ثابت ہوا کہ

غدد جاذبہ اور طحال کی ڈیوٹی تغذیہ جسم کے بعد بچی ہوئی کھاری رطوبات کو اپنے خمیری کیمیاوی عمل سے ترشی میں تبدیل کر کے عضلات اور خون کو سپلائی کرنا ہے۔ اس میں طحال کو عضو رئیس قرار دینے والی کوئی بات نہیں۔

سودا کا فعل تخدیر نہیں اور نہ ہی سودا مخدر طحال ہے۔ سودا محرک عضلات ہے۔ یہ تو ہے حکیم رحمت علی راحت کی طرف سے حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات میں سے چن کر اپنی تحقیقات کو منوانے کے لئے قول فیصل مگر اس کو بار بار پڑھیں اس میں کہیں نہیں لکھا کہ :۔

طحال عضو رئیس ہے یا سودا محرک طحال ہے

سودا کا فعل تخدیر ہے حیاتی و فعلی عضو طحال ہے۔ مگر اسی صفحہ پر واضح طور پر لکھا ہے اعضائے رئیسہ دل دماغ اور جگر ہیں۔

حیاتی اعضاء تین ہیں ---------۔ افعال کی صرف تین صورتیں ہیں۔

اس کے علاوہ اس کتاب میں کئی جگہ پر مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے تین اعضائے رئیسہ اور تین افعال کا ذکر کیا ہے۔ تخدیر اور خمیر دو متضاد عمل ہیں ہر آدمی جانتا ہے کہ فریج و فریزر میں خمیر کا عمل رک جاتا ہے اور یہ اس مضمون پہ حرف آخر ہے!۔

اعتراض نمبر 8

دوران خون کا مسئلہ بھی تکونی نظریہ سے بالکل الٹ ہو گیا ہے۔

مندرجہ ذیل شکل پر غور کریں۔

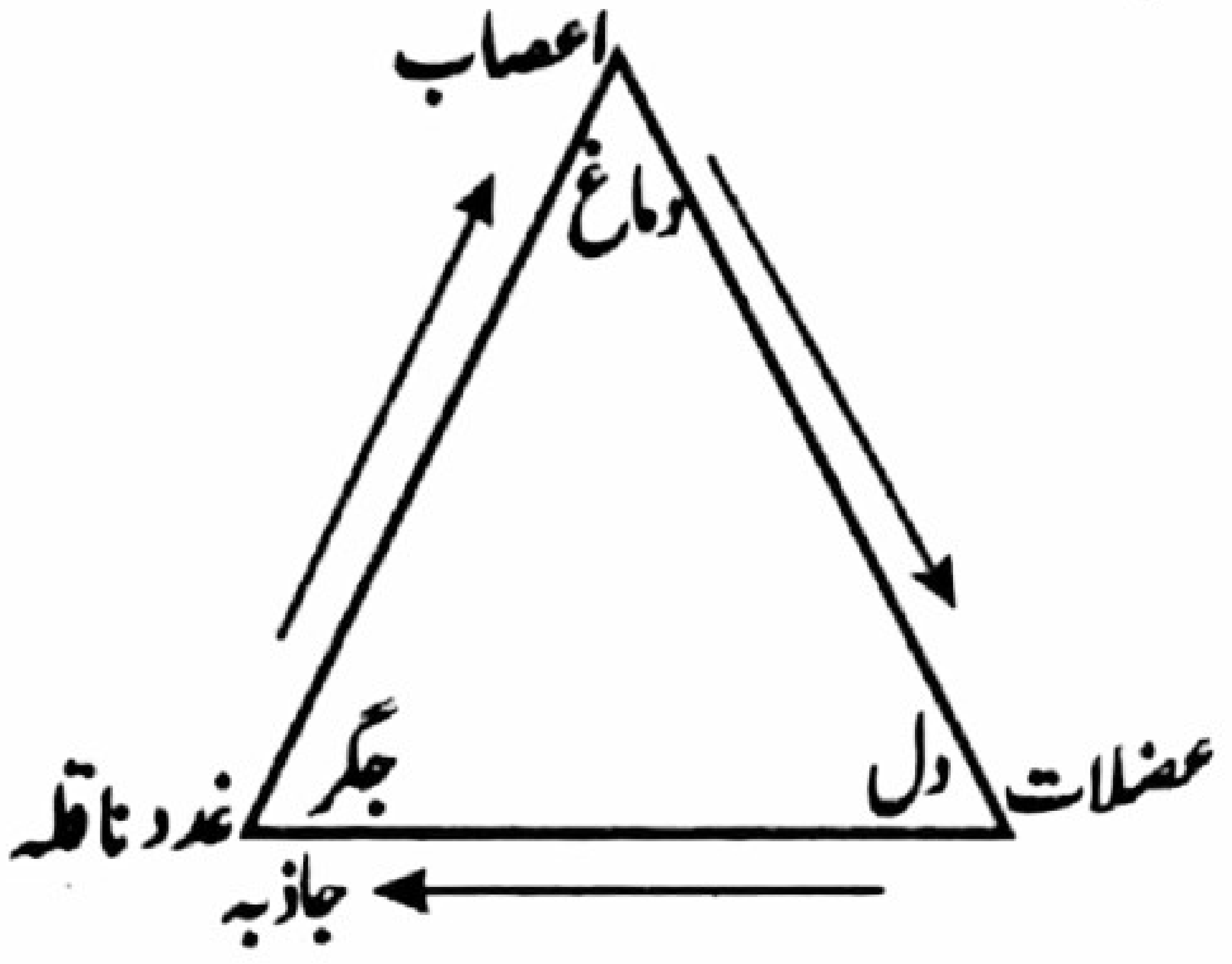

(ا) اس نظریہ کے مطابق یہ کتنا بڑا انقلاب ہے کہ اس میں نسیج الحاق (بنیادی اعضاء) اور اس کا دوران خون سرے سے ہی غائب ہے اس بیچاری سے سوتیلی ماں کا سا سلوک کیوں؟ کیا اس کا قصور صرف یہ ہے کہ یہ حیاتی عضو نہیں ہے اس لئے اس کو قوت حیات کی ضرورت ہی نہیں ہے یا جسم میں اس کا کوئی مقام نہیں ہے (۲) سابقہ نظریہ میں خون غدد جاذبہ (طحال) سے دل کی طرف آتا ہے اور اب اس نظریہ سے خون دل سے غدد جاذبہ (طحال) کی طرف جاتا ہے یعنی بالکل الٹ' پہلے نظریہ میں اگر غدد جاذبہ کھاری رطوبات کو اعصاب (دماغ) کی طرف سے جذب کر کے ان میں ترشی پیدا کر کے دل کی طرف گراتے تھے تو اب وہ دل کی طرف کھار کو جذب کریں گے یا ترشی کو یا وہ ترشی پیدا کریں گے یا کھار۔ (۳) اگر سابقہ نظریہ میں غدد جاذبہ کا کام یہ تھا کہ وہ اپنی ترشی کو دل کی طرف گرائیں اب اس نظریہ میں دل نے اپنی ترشی کو ان کی طرف پھینکنا شروع کر دیا ہے یا یوں سمجھ لیں کہ پہلے نظریہ میں غدد جاذبہ آگے کی طرف دل کو رطوبات پھینکتے تھے۔ اور اب وہی کام پیچھے کی طرف سے کریں گے

عجیب بات ہے اور غور کرنے کا مقام ہے کہ خون غدد جاذبہ سے واپس دل کی طرف لوٹا ہے یا دل سے غدد جاذبہ کی طرف جذب ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ بھی چار کو تین میں ضم کرنے سے ہی پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ چار کے مطابق چار قسم کے حیاتی اعضاء تسلیم کرنے پڑتے تھے۔ اس لئے دونوں کو اکٹھا کر کے تین کا مسئلہ بنا لیا ہے۔ جو قانون فطرت کے خلاف ہے۔

جواب نمبر 8

آغاز ہی کافی غلط انداز سے کیا گیا ہے کہ "دوران خون کا مسئلہ بھی تکونی نظریہ سے بالکل الٹ ہو گیا ہے"۔ حالانکہ مجدد طب ﷺ نے نہ اس کو تین کا نظریہ قرار دیا اور نہ ہی چار کا اور نہ ہی اس کو تکونی نظریہ کا نام دیا۔ مجدد طب ﷺ نے تو جس نظریہ کو تحقیق کیا اس کا نام نظریہ مفرد اعضاء رکھ کر دنیائے طب کو پیش کر دیا۔ کوئی تکون بنا کر، کوئی مستطیل اور کوئی دائرہ بنا کر اس کو خود سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ فرق تو اس چیز سے پڑتا ہے کہ کوئی تین اعضائے رئیسہ کو چھوڑ کر چار اعضائے رئیسہ بنا لے یا تین افعال سے تجاویز کر کے چوتھا فعل تخدیر کو قرار دے۔ اسی طرح نباتی روح اور نباتی قوت کے غیر علمی اور غیر سائنسی اضافے کرتا پھرے۔ ایسا کرنے والا یقیناً" مجدد طب کے نظریے سے منحرف گردانا جائے گا۔

یہ تکونی شکل اور دائروی شکل مجدد نے تو کہیں نہیں بنائی کیا ان شکلوں کے کاغذ پر بنانے سے دوران خون دل کی طرف سے طحال کی طرف بہنا شروع کر دے گا۔ اگر کوئی غدد ناقلہ اور غدد جاذبہ کو غدد کی دو اقسام کے طور پر ایک جگہ لکھ دیتا ہے تو اس سے دوران خون بھی بدل جائے گا۔ جب تنقید کے لئے کچھ نہ ملا تو رحمت علی راحت نے اس قسم کی اختراعات کو موضوع بحث بنا لیا۔ سابقہ نظریہ اور اب کا نظریہ تو

وہی ہے جس کو مجدد طب نے متعارف کروایا۔ اور اس پر کم و بیش ۲۰ کتب موجود ہیں ہم آپ کو نہ کسی سابقہ نظریہ اور نہ ہی کسی اب کے نظریے کی طرف بلاتے ہیں بلکہ مجدد طب کے نظریہ پر کاربند ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس مقام پر مجدد طب کا یہ ارشاد نقل کرتا ہوں۔

دوران خون میں اعضائے رئیسہ اور طحال کا باہمی اشتراک

جاننا چاہئے کہ اعضائے رئیسہ تین ہیں۔ دل، دماغ اور جگر۔ جس طرح دماغ اپنے افعال کو عضلات کے ذریعے ظاہر کرتا ہے اسی طرح کی صورت جگر کی ہے جو اپنے افعال کو غدد کے ذریعے ظاہر کرتا ہے۔ اعضائے رئیسہ کے عملی اشتراک کی صورت یہ ہے کہ دماغ و اعصاب میں تحریک و تیزی یا سوزش پیدا ہوتی ہے تو وہاں پر بلغم اور رطوبات پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہیں جس کا کیمیائی مزاج کھار (الکلی) ہوتا ہے اور ذائقہ شیریں ہوتا ہے جب اس کی ضروری رطوبات جسم میں جذب ہو جاتی ہیں تو اس کا ذائقہ پھیکا ہو جاتا ہے پھر یہ رطوبات غدد جاذبہ سے جذب ہو کر وہاں ان میں خمیر پیدا ہو کر ترشی پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر عروق جاذبہ کے ذریعے دل کے اندر خون میں شامل ہو جاتا ہے وہاں دل و عضلات میں تحریک و تیزی یا سوزش پیدا کر دیتا ہے جس سے خون میں غلظت اور سرخی پیدا ہو جاتی ہے جس کا کیمیائی مزاج ترش ہوتا ہے۔ ذائقہ میں تلخی پھر خون شریانوں میں دوڑتا ہوا عروق شعریہ تک پہنچ کر ان کے سروں پر جو غدود ہیں وہاں پر رک کر پختگی حاصل کرتا ہے۔ اس وقت جگر و غدد میں تحریک و تیزی یا سوزش ہوتی ہے وہاں پر صفراء پیدا ہو جاتا ہے جس کا کیمیائی مزاج نمکین اور ذائقہ چرپرا ہوتا ہے جس سے تمام جسم میں حرارت پیدا ہوتی ہے پھر غدد سے رطوبت ترشح پا کر اپنا دوران خون قائم رکھتی ہے اس طرح اعضائے رئیسہ کے افعال کا عملی اشتراک قائم رہتا ہے۔

(رجسٹریشن فرنٹ اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ نمبر ۲۱)

اب یہاں کتنی وضاحت کے ساتھ مفرد اعضاء میں دوران خون اعضائے رئیسہ اور ان کے محرکات کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس سے کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ یہ ماہنامہ رجسٹریشن فرنٹ ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا اس میں بھی غدد جاذبہ کا ذکر موجود ہے اگر طحال بھی عضو رئیس ہوتا تو مجدد طب اس کو بھی عضو رئیس قرار دیتے۔ مگر انہوں نے صاف لکھا ہے کہ اعضائے رئیسہ تین ہیں۔ سودا اور ترشی تیار تو غدد جاذبہ میں ہوتی ہے مگر یہ مخدر نہیں بلکہ یہ تو محرک عضلات و قلب ہے۔

ایک بات اور بھی ہے جو کہ انتہائی قابل غور ہے کہ مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ عمومی طور پر غدد کا مرکز جگر ہی کو قرار دیتے ہیں۔ غدد ناقلہ عمل ہے تو غدد جاذبہ اس کا رد عمل ہے جس طرح عضلات کی دو اقسام ہیں ارادی اور غیر ارادی۔ اسی طرح اعصاب کی بھی دو اقسام ہیں۔ (۱) خبر رساں اعصاب (۲) حکم رساں اعصاب۔ اگر کوئی کہے کہ اعصاب خواہ کتنے ہی قسم کے ہوں ان کا مادہ تو ایک ہی ہے اسی طرح عضلات کی جملہ اقسام کا مادہ بھی ایک ہے مگر غدد ناقلہ اور غدد جاذبہ کا مادہ مختلف ہے غور کرنے والی بات یہ ہے کہ الحاقی مادہ سے بنیادی اعضاء بنائے گئے ہیں اگر انہی الحاقی خلیات سے طحال و غدد جاذبہ بنتے ہیں۔ تو پھر ان کا اور بنیادی اعضاء کا مادہ بھی ایک ہے۔ ثابت ہوا کہ طحال کسی بھی انداز میں عضو رئیس ثابت نہیں ہو سکتا۔

طحال و غدد جاذبہ کا کام تو مترشح خون میں سے بچی ہوئی رطوبات کو جذب کر کے ان میں خمیر پیدا کرنا اور پھر ان کو ترشی میں بدل کر خون میں شامل کر دینا ہے۔ جس سے عضلات و قلب میں تحریک پیدا ہوتی ہے۔ یہ بالکل اس طرح ہے جس طرح پھیپھڑے خون سے کاربن کو نکال کر اس میں آکسیجن شامل کر کے پھر دل کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ جس طرح اس کیمیائی عمل کی وجہ سے پھیپھڑوں کو عضو رئیس قرار نہیں دیا جاتا۔ اسی طرح تغذیہ جسم کے بعد بچی ہوئی رطوبات کو جذب کر کے ان میں خمیر پیدا کرنا اور پھر دل و عضلات کو سپلائی (Supply) کر دینے کا کیمیائی عمل طحال

کے عضو رئیس ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا۔

ساری تحریر کا حاصل یہ ہوا کہ:۔

کسی عضو میں دوران خون کو بنیاد بنا کر اس کو رئیس قرار دینا بھی درست نہیں ہے کیونکہ دوران خون تو جسم کے ہر خلیہ (CELL) کی طرف بھی جاتا ہے دوران خون کے دوسرے دو انداز دورہ صغیر اور دورہ کبیر پر غور کیا جائے تو دورہ کبیر میں خون دل سے تمام جسم کی طرف اور پھر جسم سے دل کی طرف لوٹ آتا ہے اس بنیاد پر ہم کس کو عضو رئیس قرار دیں گے۔

دورہ صغیر میں خون دل سے پھیپھڑوں کی طرف پھر پھیپھڑوں سے قلب کی طرف آتا ہے۔ پھیپھڑوں میں خون سے کاربن ڈائی آکسائیڈ CO_2 کا اخراج اور آکسیجن کا انجذاب ہوتا ہے۔ جب پھیپھڑوں میں خون پر اس قدر اہم تبدیلی عمل میں آتی ہے تو پھر آپ پھیپھڑوں کو عضو رئیس کیوں قرار نہیں دے لیتے۔

اسی طرح دوران خون گردوں کی طرف بھی جاتا ہے اور خون کے کثیر فضلات گردوں ہی کے ذریعے اخراج پاتے ہیں۔ اسی لئے گردوں کو انسانی جسم میں (CHEMIST) کیمیاگر قرار دیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی گردوں کو عضو رئیس تسلیم نہیں کیا گیا۔

خون تو شریانوں میں بھی تیزی سے دوڑ رہا ہے۔ پھر تو شریانیں بھی عضو رئیس غرضیکہ خون تو جلد کی طرف بھی جاتا ہے تو پھر وہ بھی عضو رئیس ثابت ہوا کہ دوران خون کو بنیاد بنا کر کسی عضو کو عضو رئیس قرار دینا درست نہیں۔ اس طرح تو بنیادی اور فعلی اعضاء کا تصور ہی ختم ہو جاتا ہے۔

اعتراض نمبر9

مفرد اعضاء کے افعال تین نہیں بلکہ چار ہیں

حکیم انقلاب جناب صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے مفرد اعضاء کے ساتھ کیفیات و مزاج اور اخلاط کو تطبیق دے کر ثابت کیا ہے کہ مفرد اعضاء کے افعال کیفیات و مزاج اور اخلاط کے اثرات کے بغیر عمل میں نہیں آ سکتے (تحقیقات علاج بالغذا صفحہ 62)

کیفیات چار ہیں:۔

(۱) خشکی سے تحریک
(۲) گرمی سے تحلیل
(۳) تری سے تسکین
(۴) سردی سے تحذیر

چونکہ خشکی کی ضد تری ہے اس لئے تحریک کی ضد تسکین ہے
گرمی کی ضد سردی ہے اس لئے تحلیل کی ضد تحذیر ہے

تو جیسے یہ چاروں کیفیات باہم ایک دوسرے کی ضد میں پائی جاتی ہیں بعینہ ان کے یہ چاروں افعال بھی ایک دوسرے کے بالضد اور بالمقابل پائے جاتے ہیں۔

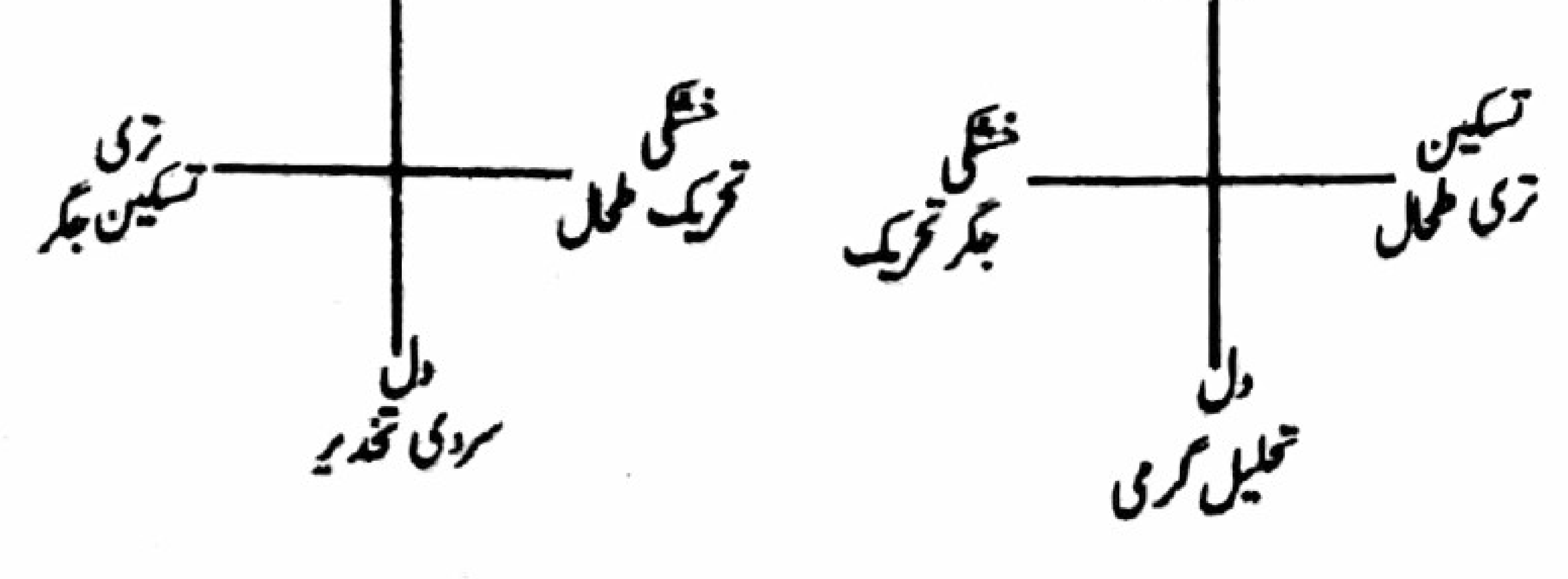

مفرد اعضاء کے افعال میں یہاں ایک بڑا سقم ہے جو شائد آپ کی نظر سے نہ گزرا ہو میری نظر سے دیکھئے۔

خشکی کی ضد تری ہے اور تری کی ضد خشکی ہے

اس لئے تحریک کی ضد تسکین ہے اور تسکین کی ضد تحریک ہے

جسم انسان میں ان چار مفرد اعضاء کے مراکز پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ دماغ کے بالمقابل دل ہے اور جگر کے بالمقابل طحال ہے۔ غور کریں کہ چاروں کیفیات بالمقابل واقع ہیں۔

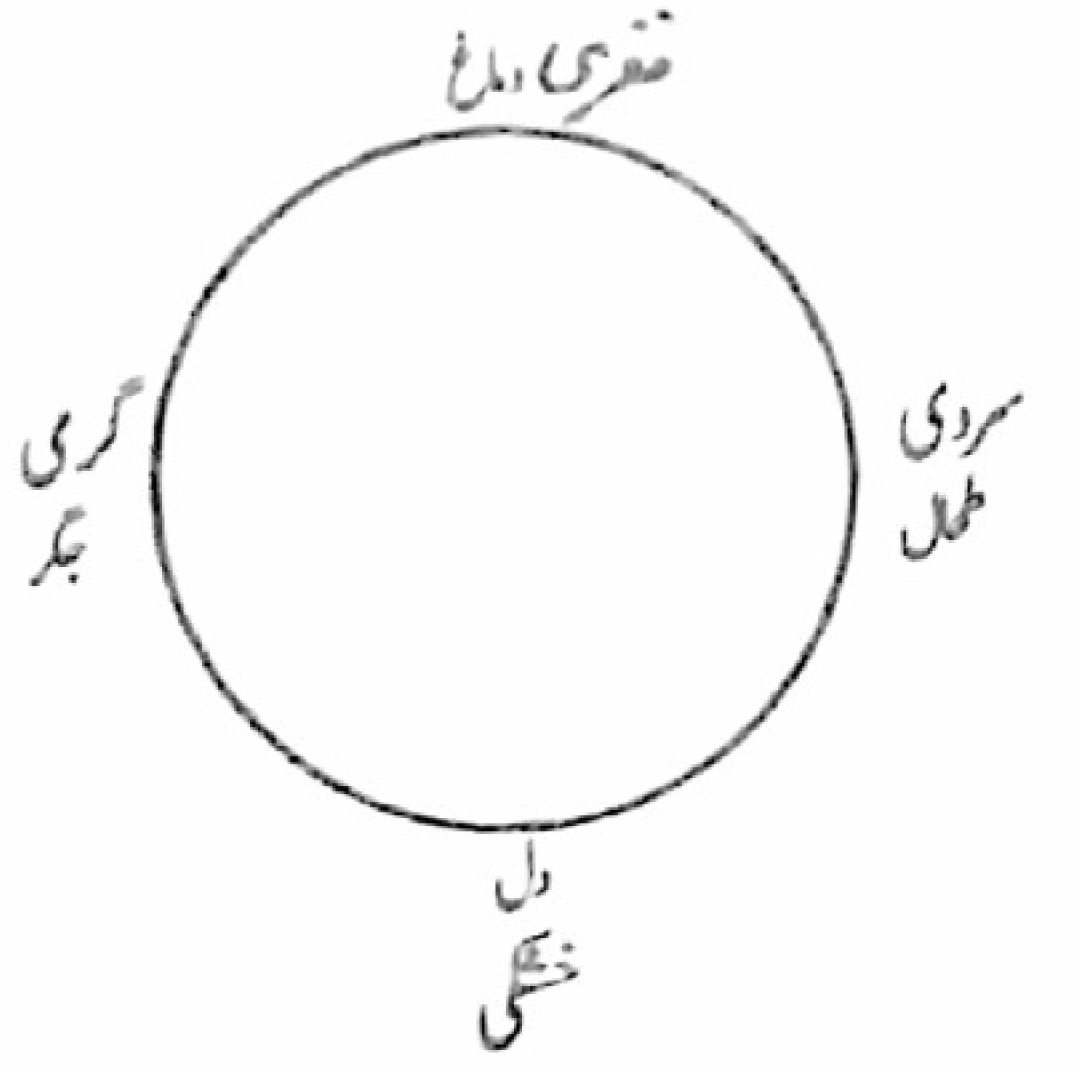

اس لئے یہ چاروں اعضاء ایک دوسرے کے بالضد اور بالمقابل ہیں اس لئے جب دماغ میں تحریک (خشکی) ہو گی تو دل میں تری سے تسکین ہو گی۔ جو مسلمہ بات ہے اس سے آپ کو بھی کوئی انکار نہیں لیکن جب دل میں خشکی سے تحریک ہو گی تو دماغ میں تری سے تسکین ہو گی نہ کہ تحلیل کیونکہ تحریک کی ضد تسکین ہے یا خشکی کی ضد تری ہے۔ خشکی کی ضد گرمی نہیں ہے کہ آپ عضلات کی تحریک میں اعصاب میں تحلیل تسلیم کرتے ہیں یعنی عضلات کی تحریک میں اعصاب میں تحلیل نہیں بلکہ تسکین ہو گی۔ یہ صرف تین اعضاء اور تین کیفیات کو تسلیم کرنے سے ہوا ہے اس پر غور کرنا نہایت ضروری ہے۔

دیکھیے اعصاب میں خشکی سے تحریک ہوتی ہے تو دل میں تری سے تسکین ہوتی ہے بالکل اسی طرح جب عضلات میں خشکی سے تحریک ہو گی تو دماغ میں تری سے تسکین ہو گی کیونکہ یہ کیفیات ہمیشہ بالضد اور بالمقابل اعضاء میں پائی جاتی ہیں۔

ان چاروں اعضاء میں چاروں کیفیات کو تبدیل کر کے دیکھ لیں ہر صورت میں خشکی کے بالمقابل تری اور گرمی کے بالمقابل سردی ہی پائی جائے گی۔

جواب نمبر 9

مفرد اعضاء کے افعال ------------ تین یا چار

تری، خشکی، گرمی، سردی پر سابقہ نکات میں وضاحت ہو چکی ہے۔ مفرد کیفیات کو بنیاد بنا کر بحث کرنا سراسر حماقت ہے۔ جبکہ تشخیص و علاج میں مرکب کیفیات ہی جلوہ گر نظر آتی ہیں۔

مردے کی یہی تو ایک پہچان ہے کہ حرارت ختم ہو کر جسم سرد ہو جاتا ہے اور رطوبات کا فلو (بہاؤ) بھی رک جاتا ہے۔ بڑھاپا بھی اپنے اندر عضلاتی اعصابی تحریک کرتا ہے۔ اور اسی خشکی سردی کی انتہا موت ہے۔

بارگاہ نبوی علیہ السلام سے رہنمائی حاصل کریں تو ہمیں یہ حدیث کافی ہے۔

اصل کل داٰء البردہ (ابن عساکر)

ہر بیماری کی اصل جسمانی ٹھنڈک ہے۔

تحریک غدی ہو یا عضلاتی یا اعصابی۔

مزمن صورتوں میں ان سب میں حرارت گھٹ جایا کرتی ہے۔ تحلیل جب انجام کو پہنچتی ہے تو رطوبات میں بدل جاتی ہیں۔ اور رطوبات انتہا کو پہنچ کر سردی میں بدل جاتی ہے۔ موت کسی بھی تحریک سے ہو موت کی ماہیت میں خشکی اور سردی ہی کار فرما نظر آتی ہے۔ آپ نہ جانے قلب و جگر میں بھی تخدیر پیدا کر کے کیا کرنا چاہتے

ہیں۔

مجدد طب نے واضح طور پر تین افعال کو اپنایا ہے۔ مجدد طب کی تحقیقات کا گلا مروڑ کر اپنی من گھڑت تاویلات سے تحقیقات کا ڈھونگ رچانا کسی بھی طرح درست نہیں۔

اس اعتراض میں مجدد طب کا جو فرمان نقل کیا ہے اس کتاب کے ہی صفحہ نمبر ۶۵ پر لکھا ہے کہ حیاتی اعضاء کے غیر طبعی افعال صرف تین ہیں۔
عضو میں تیزی ریاح کی وجہ سے۔
عضو کے فعل میں سستی نمودار ہو جائے تو ہم اس کو تسکین کا نام دیتے ہیں۔
عضو کے فعل میں ضعف پیدا ہو جائے تو اس کو تحلیل کی صورت قرار دیتے ہیں۔ اور صفحہ نمبر ۶۹ پر لکھا ہے کہ "چوتھی صورت کوئی نہ ہو گی"۔

اب ذرا غور کریں کہ مفرد اعضاء کی کیفیات کی بات ہو رہی ہے تو غیر مرئی مفرد کیفیات پر حکم کس طرح لگا سکتے ہیں کیفیات باہمی فعل و انفعال' کسرو انکسار اور اثر و متاثر کے عمل سے بستہ ہو کر جب ارکان کی صورت اختیار کرتی ہیں تو پھر ارکان کا مزاج مفرد نہیں رہتا۔ مبادیات طب اور کلیات قانون فی الطب کی جتنی کتب دیکھ لیں سب میں ارکان کا مزاج مرکب ہی لکھا ہوا ہے۔ جیسے مٹی کا سرد خشک' پانی کا سرد تر وغیرہ۔

انہی ارکان سے اخلاط کا وجود عمل میں آتا ہے جن کا مزاج بھی ہمیشہ مرکب ہی ہوتا ہے جیسے کہ بلغم کا مزاج سرد تر اور صفراء کا مزاج گرم خشک وغیرہ اب اس سے اگلی سٹیج پر اخلاط جب بستہ ہوتی ہیں تو مفرد اعضاء کا روپ دھار لیتی ہیں۔ مفرد اعضاء میں بھی مرکب کیفیات پائی جاتی ہیں۔ جیسے:۔
اعصاب کا مزاج تر سرد
عضلات کا مزاج خشک سرد

غدد کا مزاج گرم خشک

الحاقی اعضاء کا مزاج سرد خشک

اب یہاں غور کریں مجدد طب نے قانون مفرد اعضاء کی بنیاد مفرد اعضاء پر رکھی ہے۔ یہاں پر ہمارا واسطہ مفرد اعضاء اور ان کے مزاج کے ساتھ ہو گا نہ کہ تین (Steps) پیچھے کی طرف جا کر ہم مفرد کیفیات پر بحث شروع کر دیں۔ یہاں پر تو مفرد اعضاء اور ان کے مزاج کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے افعال اور مزاج کے بگڑنے کا نام مرض ہو گا۔ اور ان ہی مفرد اعضاء کے افعال اور مزاج درست کرنے سے امراض و علامات درست ہو جائیں گی۔ اب مجدد طب نے ایک مفرد عضو کو بنیادی قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کے افعال حیاتی و فعلی اعضائے رئیسہ کے ماتحت ہیں۔

حوالہ :۔

مجدد طب نے فرمایا :۔

"انسجہ الحاقی چونکہ بنیادی اعضاء بناتے ہیں اس لئے ان اعضاء کے افعال حیاتی اعضاء کے تحت ہیں جو تین ہیں۔"

(تحقیقات الجربات صفحہ نمبر ۳۸ تا ۳۹)

اب یہ ثابت ہو گیا کہ بنیادی اعضاء الحاقی مادہ سے بنتے ہیں اور الحاقی مادہ کا تعلق مٹی سے ہے۔ باقی تین قسم کے انسجہ مفرد اعضاء رہ جاتے ہیں۔ جن کو مجدد طب نے حیاتی و فعلی قرار دیا ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ اعصابی انسجہ جن کا تعلق عضو رئیس دماغ سے ہے۔

۲۔ عضلاتی انسجہ جن کا عضو رئیس قلب کے ساتھ تعلق ہے۔

۳۔ غدی انسجہ جن کا عضو رئیس جگر کے ساتھ تعلق ہے۔

ان تینوں حیاتی اعضاء کا آپس میں ایک دوسرے سے اس طرح تعلق ہے جیسے کہ کیفیات باہمی متعلق ہیں۔

مفرد اعضاء کا باہمی تعلق

مفرد اعضاء کا باہمی تعلق بھی ہے۔ اس تعلق سے جسم انسانی میں تحریکات ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ مثلاً" جب غدد میں تحریک ہوتی ہے تو اس امر کو ضرور جاننا پڑے گا کہ اس تحریک کا تعلق عضلات کے ساتھ ہے یا اعصاب کے ساتھ ہے کیونکہ مزاجاً" بھی کوئی کیفیت مفرد نہیں ہوا کرتی۔ جیسے تین اعضائے رئیسہ (دماغ، دل، اور جگر کے باہمی تعلق سے چھ تحریکیں قائم کی ہیں جو کہ فطری، اصولی اور قانون کا درجہ رکھتی ہیں۔

مفرد اعضاء کے تعلق کی چھ تحریکیں

مفرد حیاتی اعضاء تین ہیں لیکن ان کے باہمی تعلق سے چھ صورتیں بن جاتی ہیں۔

(۱) اعصابی عضلاتی   (۲) عضلاتی اعصابی
(۳) عضلاتی غدی   (۴) غدی عضلاتی
(۵) غدی اعصابی   (۶) اعصابی غدی   cm Tab

اعصابی عضلاتی اور عضلاتی اعصابی تحریک کے مزاجوں پر حکیم رحمت علی راحت نے اعتراض کیا ہے جس کا جواب اعتراض نمبر6 میں پوری وضاحت سے دے دیا گیا ہے۔

۔ اعصابی عضلاتی کا مزاج سرد تر ہے۔

۔ عضلاتی اعصابی کا مزاج خشک سرد ہے۔

اب سردی کا وجود صرف ان دو صورتوں میں ہی پایا جا سکتا ہے۔

سردی کے ساتھ یا تو تری ہو گی اور یا خشکی۔ ان دونوں کیفیات کے ساتھ سردی ان دونوں تحریکوں میں موجود ہے۔

پھر کوئی یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ سردی کو نکال باہر کیا ہے۔ صرف اتنا کیا ہے

کہ بنیادی اعضاء کو بنیاد ہی میں رکھا ہے۔ اس سے ان کی اہمیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ ہر شے اپنے مقام پر ہی سجا اور جچا کرتی ہے۔ چاروں کیفیات کا ضد میں پائے جانے کو اس مقام پر بحث میں لانا سیاق و سباق سے دور چلے جانے والی بات ہے۔ مفرد اعضاء میں تو کیفیات ہی مرکب پائی جاتی ہیں اس لئے یہاں پر مفرد کیفیات پر بحث فضول ہو گی۔ بات اعضاء پر ہو رہی ہے جو مرکب کیفیات کے حامل ہیں۔ جھگڑا مفرد کیفیات کا چھیڑ دیا ہے۔ جو کہ سراسر غلط ہے اس کی مثال اس طرح ہے کہ جب پانی کے خواص مزاج اور کیفیات پر بحث ہونے لگے تو کوئی سائنسدان اس کے مفرد عناصر ہائیڈروجن اور آکسیجن کے خواص پر بحث شروع کر دے۔ اس لئے منافع الاعضاء میں ہمیں اعضاء کے مجموعی مزاج کو مدنظر رکھنا ہو گا نہ کہ اس کی ایک کیفیت مفرد پر بحث شروع کر دیں۔ جو کہ قانون کے سراسر خلاف ہے۔ اب رہی یہ بات کہ چھوتھا فعل تخدیر ہے کہ نہیں۔ اب ذرا تخدیر کی تعریف پر غور کریں۔ مجدد طب نے فرمایا:۔

تخدیر: کسی مفرد عضو کا سن ہونا۔ اس علامت میں احساسات اعضاء ختم ہو جاتے ہیں۔ تسکین و تبرید اس ہی میں شامل ہے۔ تخدیر کی صورت جسم میں بلغم اور رطوبت کی زیادتی سے پیدا ہوتی ہے۔ فرنگی طب صرف اعضاء کی تخدیر کو سمجھتی ہے لیکن وہ عضلات و غدد کی تخدیر سے بالکل ناواقف ہے۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۱۰۶)

اسی حوالہ سے حکیم رحمت علی راحت نے سمپل آرگینو پیتھی جولائی ۱۹۹۷ء کے صفحہ نمبر ۱۵ پر تخدیر کو طبعی فعل قرار دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ لیکن افسوس ہے اس محقق کی فہم و فراست پر جو کہ منافع الاعضاء (Physiology) اور علم الامراض (Pathology) کے فرق سے بھی واقف نہیں ہے۔

یہ تخدیر کوئی طبعی فعل نہیں ہے کہ اس کو منافع الاعضاء میں لاکھڑا کریں۔ مجدد طب نے بھی اس کو علم الامراض میں متعارف کروایا ہے۔

امراض میں پائی جانے والی چند اہم علامات۔

۱۔ سوزش ۲۔ ورم ۳۔ بخار ۴۔ ضعف ۵۔ تخدیر۔

تخدیر کے بارے میں مجدد طب نے فرمایا:۔

"یہی وہ علامات ہیں جو بار بار عضو میں پیدا ہو کر نئے امراض کی صورت میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۱۰۵)

اب ذرا خود ہی غور فرمائیں کہ مرض کی ایک انتہائی خطرناک علامت کو طبعی فعل قرار دینا کہاں کی سائنس ہے۔؟

مجدد طب نے تخدیر کی جو تعریف کی ہے اس کا خلاصہ چند نکات پر مشتمل ہے۔

۱۔ عضو کا سن ہو جانا۔

۲۔ احساسات اعضاء کا ختم ہو جانا۔

۳۔ تسکین و تبرید تخدیر میں شامل ہے۔

۴۔ تخدیر کی صورت جسم میں بلغم اور رطوبت کی زیادتی سے پیدا ہوتی ہے۔

۵۔ فرنگی طب صرف اعصاب کی تخدیر کو سمجھتی ہے لیکن وہ عضلات و غدد کی تخدیر سے بالکل ناواقف ہے۔

آیئے اب ان نکات کا باری باری جائزہ لیں کہ کیا تخدیر کو طبعی فعل قرار دیا جا سکتا ہے اور کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ طحال کا فعل تخدیر ہے؟ اور سودا تخدیر پیدا کرتا ہے۔

(i) عضو کا سن ہو جانا

عضو جب سن ہو جاتا ہے تو اس کے افعال رک جاتے ہیں۔ یہی وہ حالت ہے جس میں لقوہ اور فالج جیسی خطرناک علامات کا ظہور ہوتا ہے۔ مجدد طب کا فرمان

ہے۔

عضلاتی غدی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس تحریک میں ... طرف غدر اور فالج جیسی خوفناک علامات پیدا ہوتی ہیں۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۵۷)

غدی تحریک میں مختلف اعضاء کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے مجدد طب رحمۃ نے فرمایا:۔

تمام اعصاب کے افعال میں سکون (سن ہو جانا) پایا جائے گا۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۱۴۳)

گویا تسکین ہی کی انتہا تخدیر ہے۔

(ii) احساسات اعضاء کا ختم ہو جانا۔

اس کی مزید وضاحت میں مجدد طب فرماتے ہیں:۔

"مریض کی حس ختم ہو جاتی ہے جس سے اس کی حرکت رک جاتی ہیں۔ اس کے حواس باختہ ہو جاتے ہیں گویا وہ ہکا بکا ہو کر جس حالت میں ہوتا ہے اسی حالت میں رہ جاتا ہے یعنی کھڑا ہے تو کھڑا ہے اور لیٹا ہے تو لیٹا ہے۔ رطوبات یعنی بلغم کی وجہ سے جب اعصابی تحریک رک جاتی ہے تو مریض ایک ہی حالت میں رک جاتا ہے۔ بیٹھا ہو تو بیٹھا رہ جاتا ہے۔ آنکھیں اگر کھلی ہیں تو کھلی رہ جاتی ہیں اگر بند ہوں تو بند رہتی ہیں نہ کلام کر سکتا ہے اور نہ ہی کھا پی سکتا ہے۔ جس حالت میں ہو پڑا رہتا ہے۔ کسی طرف پہلو نہیں بدلتا۔ اس میں دماغ کے اندر باہر اس قدر رطوبت اور بلغم بھر کر جم جاتی ہے کہ سدہ فاصد کی شکل واقع ہو جاتی ہے۔ کبھی فالج ہو جاتا ہے اس کا سبب سردی تری اور بلغم کی زیادتی ہے۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۱۵۲، ۱۵۳)

یہ علامات تخدیر کی ہیں جس حالت میں انسان پر جمود، سکتہ وغیرہ طاری رہتا

ہے۔ اب اس حالت کو کس طرح طبعی فعل قرار دیا جا سکتا ہے۔ بہتر ہے کہ اس کی وضاحت حکیم رحمت علی راحت خود ہی کر دے کہ احساسات ختم ہونے کی ابتدائی صورت کیا ہو گی اور اس کا اعتدال کیا ہو گا اور انتہا کو کیسے بیان کیا جائے گا۔

(ii) تسکین و تبرید تخدیر میں شامل ہے۔

کیا مجدد طب کا یہ قول فیصل نہیں ہے کہ انہوں نے تخدیر کو تسکین اور تمید میں شامل فرمایا ہے اس کو علیحدہ فعل قرار دینے کی ضرورت نہیں۔

حکیم رحمت علی راحت کا یہ کہنا کہ میرے بھائی تحریک' تحلیل اور تسکین کی اعتدالی حالت لیکن تخدیر کو فوراً" انتہاء پر لے جاتے ہیں کی نفی کرتا ہے۔ اصل میں عضو کی تسکین ابتداء تبرید دوسری اور تخدیر انتہائی صورت ہے۔ تخدیر تسکین ہی کی انتہائی صورت ہے۔ مجدد طب کے مزید فرمودات پیش خدمت ہیں۔

(i) دوسرے اعضاء کے افعال میں سستی پیدا ہو جائے جو تخدیر (سن ہو جانے) تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ صورت تسکین یا رطوبت کی زیادتی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

ف:۔ اس سے ایک تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ تخدیر' تسکین کی انتہائی صورت اور دوسری یہ بات بھی واضح ہو گئی۔ رطوبت (بلغم) ہی باعث تخدیر ہے نہ کہ سودا۔

سودا تو محرک عضلات ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا خون میں اگر کوئی محرک مادہ ہے تو وہ سودا ہی ہے۔ بلغم کے ذمہ تسکین ہے اور صفراء کے ذمہ نظام انہضام ہے۔ اب اگر اس واحد محرک مادے کو بھی مخدر سن کر دینے والا قرار دیا جائے تو پھر ایسے علم طب کا تو خدا ہی حافظ ہے۔

حوالہ نمبر2

"رطوبات کی زیادتی سے حرارت کی کمی کے ساتھ سردی زیادہ ہو جاتی ہے۔ جس سے اعضاء جسم انتہائی طور پر سست اور سن ہو جاتے ہیں"۔

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے تسکین کی علامات کے بارے میں تعارف نظریہ مفرد اعضاء

میں فرمایا۔

یہی عضلاتی تخدیر جب قلب تک پہنچتی ہے تو یقینی نتیجہ موت ہے۔

یاد رکھیں اگر تخدیر کا حملہ بذات خود قلب پر ہو جائے تو فوراً" موت واقع ہو جاتی ہے آج کل تو ایسی اموات کی شرح کافی حد تک بڑھ چکی ہے۔ آئے دن خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ کہ فلاں حرکت قلب بند ہو جانے سے فوت ہو گیا۔ اسی طرح ہارٹ اٹیک ہو جاتا ہے اور بندہ چند ساعتوں میں راہی ملک عدم ہو جاتا ہے۔ جگر کی تخدیر بھی اسی قسم کے نتائج پر منتج ہو گی۔ کیونکہ حرارت زندگی ہے اعتدال حرارت صحت' حرارت کی کمی بیشی مرض اور حرارت کا بجھ جانا موت ہے۔

جب حقیقت حال یہ ہے تو اس میں تخدیر کو طبعی فعل قرار دینا سراسر غیر علمی غیر سائنسی اور غلط ہے۔

دل جسم انسان میں ایک اہم عضو ہے اور اس کے حرکت میں رہنے سے ہی انسانی جسم کی زندگی قائم ہے۔

(رجسٹریشن فرنٹ اپریل ۱۹۷۰ء)

قارئین اب آپ خود ہی دیکھیں کہ دل کی تخدیر یعنی دل کا سن ہو جانا بھی دل کے لئے باعث تقویت ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

اس مفصل بحث سے ثابت ہوا کہ تخدیر کوئی طبعی فعل نہیں۔ اس لئے اس بنیاد پر طحال کو عضو رئیس قرار دے کر منافع الاعضاء کی بنیاد رکھنا طب کی تباہی و بربادی کا موجب ہو گا۔

تسکین کی علامات

۱۔ تقویت ۲۔ تبرید ۳۔ تخدیر

تشریح یہ ہے کہ جہاں پر تسکین ہو گی اس عضو میں رطوبات کی زیادتی واقع ہو گی اور حرارت و ریاح نہیں پائے جائیں گے۔ اول رطوبت سے عضو کو غذائیت میسر

آئے گی۔ جب رطوبات بڑھتی جائے گی۔ جب اس کی مقدار غذائیت سے بڑھ جائے گی اول تبرید' پھر تسکین اور آخر میں تخدیر کا باعث ہو گی۔

(تعارف قانون مفرد اعضاء مو ئلفہ مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ)

کیا اب بھی اس شک کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے کہ کوئی تسکین اور تخدیر کو علیحدہ علیحدہ طبعی افعال قرار دے کر تحقیق کا دعویٰ کرتا پھرے۔ صاف ظاہر ہے کہ عضو مسکن ہی کے مقام پر رطوبت بڑھتے بڑھتے تخدیر واقع ہو جاتی ہے یہ نہیں ہوتا کہ عضلات میں تسکین ہو گی تو غدد و جگر میں تخدیر ہو گی جیسا کہ حکیم رحمت علی راحت نے یہی دعوی کیا ہے۔ یہ تھا مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کا قول فیصل اور اس مضمون پر مزید بحث کی گنجائش نہیں۔

(iv) تخدیر کی صورت جسم میں بلغم اور رطوبت کی زیادتی سے پیدا ہوتی ہے۔ مجدد طب کا یہ قول واضح طور پر اس بات کی دلیل ہے کہ تخدیر رطوبات کا غیر طبعی فعل ہے نہ کہ سودا کا طبعی فعل تخدیر ہے۔ سودا تو باعث تحریک ہے۔

سودا محرک عضلات ہے اور حرارت کی پیدائش کا کام قدرت نے عضلات کو سونپا ہوا ہے۔ گویا جسم میں اگر کوئی مادہ باعث حرکات ہے تو وہ سودا ہے۔ اس کو باعث تخدیر قرار دینا اصول و قوانین و کلیات کے خلاف ہے۔

حوالہ جات سابقہ نمبر iii میں ثابت کر دیا گیا ہے کہ رطوبت کی زیادتی تخدیر کا باعث بن جاتی ہے۔

(v) فرنگی طب اعصاب کی تخدیر کو سمجھتی ہے لیکن وہ عضلات اور غدد کی تخدیر سے بالکل ناواقف ہے۔

پہلے یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ تسکین غیر طبعی طور پر بڑھتے بڑھتے تخدیر کا باعث بن جاتی ہے۔ عضلاتی تسکین جب انتہا تک پہنچ جاتی ہے تو عضلات میں خدر واقع ہو کر عضلاتی فالج ہو جاتا ہے۔ اس طرح غدد کی تسکین جب بڑھتی جاتی ہے تو غدی فالج کا سبب بنتی ہے اس کو اگر کوئی طبعی فعل قرار دے گا تو فن طب کا اس سے کیا واسطہ ہو سکتا ہے۔؟

اعتراض نمبر 10

ادویہ کے افعال و اثرات بھی چار ہیں بالکل ایسے ہی جیسے کہ مفرد اعضاء کے افعال چار ہیں:۔

(۱) محرک (۲) محلل (۳) مسکن (۴) مخذر

قانون ثلاثہ کے مطابق مخذرات کا باب ختم ہو جاتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ان کو آپ کبھی اعصاب کے تحت بیان کرتے ہیں اور کبھی عضلات کے تحت، مثلاً چونا کے افعال و اثرات پہلے اعصابی عضلاتی تھے اور اب عضلاتی اعصابی ہیں جتنا بھی کیلشیم ہے جیسے صدف، سنکھ مرجان عقیق سنگ جراحت زہر مہرہ وغیرہ یہ سب کے سب چوتھے عضو سے تعلق رکھتے ہیں ان کے افعال و اثرات نہ اعصابی ہیں اور نہ عضلاتی اسی طرح افیون ایک مخدر چیز ہے یہ عضلاتی اعصابی کیسے ہو سکتی ہے کہ اس سے دل میں تحریک پیدا ہو بلکہ اس کے کھانے سے دل اور خون میں تخدیر پیدا ہوتی ہے۔ آپ کہیں گے کہ تخدیر موت ہے میں کہوں گا کہ انتہائی تحلیل بھی موت ہے بلکہ زیادہ تر اموات روح کی تحلیل ہی سے ہوتی ہیں اور تخدیر سے مرنے والوں کو دوبارہ زندہ بھی کیا گیا ہے۔ کیونکہ تحلیل سے روح جسم سے خارج ہو جاتی ہے اور تخدیر سے اندر بند ہوتی ہے تو جیسے ابتدائی تحلیل مفرح اثر رکھتی ہے۔ اسی طرح ابتدائی تخدیر مقوی اثر رکھتی ہے کیونکہ گرمی سے انبساط اور سردی سے انقباض پیدا ہوتا ہے۔ جو تقویت کا باعث ہے پس ہر سرد تر اور سرد خشک شے کا تعلق غدد جاذبہ سے ہوتا ہے لیکن ہم نے چوتھے عضو سے انکار کر کے ان کے متعلق جو افعال و اثرات تھے۔ ان کو کبھی اعصاب کے ساتھ اور کبھی عضلات کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ یہ مشکل بھی اس چار کے مسئلہ سے حل ہو گئی ہے۔

میں نے حکیم انقلاب جناب صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودات کی روشنی میں قانون

مفرد اعضاء کو اس کی صحیح اور سچی صورت میں قائم کیا ہے جو قانون فطرت کے عین مطابق ہے اور قانون جس پر علم و فن طب کی بنیاد ہے۔ چار کیفیات' چار ارکان' چار مزاج' چار اخلاط اور چار ہی قسم کے مفرد اعضاء پر قائم ہے۔ جسم انسانی میں چار ہی قسم کے نسیجی نظام کام کرتے ہیں نسیج الحاق اگرچہ جسم انسان کا بنیادی ڈھانچہ تیار کرتی ہے لیکن اس کے اندر بھی فعلی خلیات پائے جاتے ہیں جو ہڈیوں کے گودے' غشائے مخاطی و لمفاوی اور طحال اور غدد جاذبہ میں پائے جاتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نسیج الحاق میں فعلی اعضاء موجود ہیں جن میں طحال اور غدد جاذبہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ طحال نہ صرف غدد جاذبہ کا مرکز ہے بلکہ تمام نسیج الحاق کا مرکز ہے اسی طرح جگر جو غدد ناقلہ کا مرکز ہے تمام نسیج قشری کا مرکز ہے گویا ثابت ہوا کہ غدد جاذبہ کا تعلق نسیج الحاق کے ساتھ ہے اور غدد ناقلہ کا تعلق نسیج قشری کے ساتھ ہے۔ جس کی تصدیق ماڈرن اناٹومی اینڈ فزیالوجی بھی کرتی ہے۔ اس لئے ہر دو غدد کو ایک ہی مقام پر ایک ہی مرکز یعنی جگر کے تحت اکٹھا نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے ہر دو غدد کو ان کے اپنے اپنے مراکز کے تحت ان کے اصلی مقام پر فٹ کر کے قانون مفرد اعضاء کو چار فعلی اعضاء پر قائم کیا۔ جس کی صورت حسب ذیل ہے۔

یعنی نظریہ اعصاب غدد اور عضلات پر ہی قائم ہے محض غدد کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ جس سے نظریہ اپنی صحیح صورت میں قائم ہو گیا ہے۔ یہ نظریہ مفرد اعضائیں تحریف نہیں بلکہ اس کی تکمیل ہے۔ جو خدا نے میرے ہاتھ سے کی ہے۔

حکیم رحمت علی راحت
جمال خانو آنہ فیصل آباد

جواب نمبر 10

ادویہ کے افعال و اثرات ------- تین یا چار

ادویہ کے افعال و اثرات چار قسم کے نہیں بلکہ بہت زیادہ قسم کے ہیں۔ مثلاً" محرک، محلل، مسکن، مخدر، جاذب، اکال، جالی، جامد، حاتق، حکاک، دابق، رادع، قابض، قاسر، لاذع، حابس، مخفف، ممر، مخشن، مرطب، مسمن غرضیکہ ادویہ کے افعال و اثرات بہت سے ہیں جن کا تعلق قائم کرنے کے لئے نہ جانے کتنے اعضائے رئیسہ تلاش کرنا پڑیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ ادویہ کے افعال بالمفرد اعضاء تو تین ہی ہیں باقی ان کی Subdivisions ہیں۔ اور مجدد طب نے اس کا بار بار ذکر فرمایا ہے۔

imp "جس شے کی بو شدید ہو وہ دل کے فعل کو تیز کرتی ہے اور جس شے کی بو میں حدت ہو وہ دل کے فعل میں تحلیل پیدا کرتی ہے اور جس شے کی بو ہلکی پھلکی ہو وہ دل میں سکون پیدا کر دیتی ہے۔ انہی افعال و اثرات کے تحت باقی اعضائے رئیسہ پر غور کر لیں۔"

(رجسٹریشن فرنٹ جولائی ۱۹۶۴ء صفحہ نمبر ۴)

اللہ حکیم نے دنیا میں جس قدر اشیاء پیدا کی ہیں خواص کے لحاظ سے ان میں تین صورتیں پائی جاتی ہیں۔ اول کھاری، دوسری تیزابی، تیسری نمکین۔" گویا کائنات میں خواص کے لحاظ سے زندگی کی ابتدائی یہ تین صورتیں پائی جاتی ہیں۔ اول کھار، دوسرے تیزابیت اور تیسرے نمکینیت۔ یہ تینوں صورتیں کیفیات کے تحت عدم سے وجود میں آئیں جن کی تفصیل یہ ہے کہ کھار رطوبت کی پیداوار ہے اور جب اس کو استعمال کیا جاتا ہے تو جسم میں رطوبت اور سردی پیدا کرتی ہے۔

تیزابیت خشکی پیدا کرتی ہے اور جب بھی اس کو استعمال کیا جاتا ہے تو جسم میں خشکی اور ریاح پیدا کرتی ہے۔ نمکینیت حرارت کی پیداوار ہے اور جب بھی اس کو استعمال کیا جاتا ہے تو جسم میں حرارت پیدا ہوتی ہے چونکہ یہ ان کی واحد کیفیت ہے جو کبھی پائی نہیں جاتی اس لئے جب ان کے تعلق کو بیان کیا جاتا ہے تو سرد تر، سرد خشک، گرم تر اور گرم خشک صورتیں بن جاتی ہیں۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۱۵۴)

(1) ہر کھاری پن دماغ و اعصاب پر اثر انداز ہوتا ہے اور ان کو تحریک دیتا ہے۔

(2) ہر قسم کی ترشی دل و عضلات پر اثر انداز ہوتی ہے اور تحریک دیتی ہے۔ جس سے خشکی اور ریاح پیدا ہوتی ہے گویا جب دل و عضلات میں تحریک ہو گی۔ تو وہ ترشی سے ہو گی اور نتیجہ میں خشکی اور ریاح پیدا ہو گی۔

(3) ہر قسم کی نمکینیت جگر و غدد پر اثر انداز ہو گی اور تحریک دے گی"۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۲۱۳)

تمام اغذیہ، ادویہ اور زہر اور اشیاء بھی یہی تین صورتیں پیدا کرتی ہیں۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۲۱۸)

"جب کوئی دوا و غذا اور زہر و شے دل و عضلات پر اثر انداز ہو گی تو اس کی تین صورتیں ہوں گی۔ (۱) تحریک جس سے ان میں تیزی پیدا ہو گی۔ (۲) تسکین جس سے ان میں سکون ہو گا۔ (۳) تحلیل جس سے ان میں ضعف پیدا ہو گا۔"

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۲۱۳)

قارئین شروع سے لے کر مجدد طب کی تحقیقات کی روشنی میں حوالہ جات کے تحت حقائق کو واضح کیا جا رہا ہے۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کیا حکیم رحمت علی راحت مجدد طب کی تحقیقات سے انحراف نہیں کر رہا تو جواب ہو گا کہ وہ حکیم انقلاب

کی تحقیقات سے مکمل طور پر منحرف ہو چکا ہے۔ سابقہ صفحات میں پوری طرح ثابت کر دیا گیا ہے کہ طحال عضو رئیس نہیں۔ تخدیر کوئی فعل نہیں اور نہ ہی سودا محرک طحال ہے کیونکہ کوئی مخدر شے تحریک پیدا نہیں کر سکتی۔

سودا' ترشی' ریاح ایک ہی قسم کے خواص رکھتے ہیں۔ اور یہ واضح حقیقت ہے کہ سودا' ترشی' ریاح اور محرک عضلات و قلب ہیں۔

چونا' کیلشیم' صدف' سنکھ' مرجان' عقیق' سنگ جراحت' زہر مہرہ' سب عضلاتی اعصابی ہیں۔ مجدد طب کا فرمان ملاحظہ ہو۔

سرد خشک ادویات اگرچہ مبردات میں شریک ہیں مثلاً" کشتہ جات یہ سب محرک عضلات ہیں اور ان سے حرارت پیدا ہوتی ہے۔ یہ کشتہ جات سرد ادویات کے کیوں نہ ہوں موجب حرارت ہیں۔

(تحقیقات نزلہ و زکام صفحہ نمبر ۱۰۱)

"عضلات کی دو تحریکیں ہیں ایک عضلاتی اعصابی اور دوسری عضلاتی غدی دونوں تحریکیں رطوبت خشک کرتی ہیں اور اس میں خمیر پیدا کر کے ان کو ریاح اور تیزابیت میں تبدیل کرنا شروع کر دیتی ہیں۔"

(تحقیقات المجربات صفحہ نمبر ۵۲)

"ترش دوا سودا پیدا کرتی ہے اور عضلات (قلب) کو تحریک دیتی ہے"۔

(تحقیقات المجربات صفحہ نمبر ۵۵)

ہر قسم کی ترشی دل و عضلات پر اثر انداز ہوتی ہے جس سے خشکی اور ریاح پیدا ہوتی ہے گویا دل و عضلات پر تحریک ہو گی تو وہ ترشی سے ہو گی اور نتیجے میں ترشی اور ریاح پیدا ہو گی۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۱۵۶)

مگر حکیم رحمت علی راحت کہتا ہے کہ ترشی محرک طحال ہے اور ریاح محرک عضلات ہے۔

"اسی طرح ترشہ پانے کے بعد جب بقایا رطوبات طحال (غدد جاذبہ) میں جذب ہو کر کیمیائی تبدیلی حاصل نہ کر لیں۔ ان کا کھاری پن ترشی میں تبدیل نہ ہو وہ دل و عضلات پر ہرگز نہیں گرتیں اور ان کو تیز نہیں کر سکتیں۔"

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۹۵)

"عضلاتی نسیج کی تحریک کا اثر اس طرح ظاہر ہو گا کہ خون میں سرخی' گاڑھا پن اور ترشی جو پہلے کم تھی بڑھنی شروع ہو گی۔ کاربن اور ریاح کے اثرات زیادہ ہوں گے۔"

(تحقیقات سوزش و اورام صفحہ نمبر ۹۳)

بواسیر خونی ہو یا ریاحی دونوں اقسام میں خلط سودا کی زیادتی اور خرابی ہوتی ہے۔

(تحقیقات تین انسانی زہر صفحہ نمبر ۱۳۲)

ترشی نسیج عضلاتی کی غذا ہے۔

(تحقیقات سوزش و اورام صفحہ نمبر ۱۳۴)

پس یہ ذہن نشین کر لیں کہ بواسیر اور بواسیری زہر کی پیدائش سوداوی و عضلاتی تحریک سے ہوتی ہے۔

(تحقیقات تین انسانی زہر صفحہ نمبر ۱۳۲)

جو رطوبت قلب و عضلات کی تیزی سے پیدا ہوتی ہے اس کی زیادتی اور اس میں خمیر سے جو مادہ بن کر زہر میں تبدیل ہوتا ہے یہی بواسیری مادہ ہے۔ عضلاتی رطوبت بذات خود ترش ہوتی ہے پھر اس ترشی میں خمیر پیدا ہو کر شدید ترشی بن جاتی

ہے۔

(تحقیقات تین انسانی زہر صفحہ نمبر ۱۱۹)

یاد رکھیں ترشی ہمیشہ بلغم (کھار) میں خمیر پیدا ہونے سے بنتی ہے اور خمیر کا نتیجہ ریاح کی پیدائش ہے۔ خمیر و ترشی و ریاح تینوں انقباض پیدا کرتے ہیں۔

(تحقیقات المجربات صفحہ نمبر ۵۴)

بواسیر کی پیدائش سوداوی مادہ سے ہوتی ہے۔

(تین انسانی زہر صفحہ نمبر ۱۲۱)

عضلاتی انسجہ میں تحریک و تیزی سے ترشی' ریاح اور خشکی کی زیادتی

(تحقیقات سوزش و اورام صفحہ نمبر ۹۳)

کیا اتنے حوالہ جات مل کر بھی قول فیصل کہلانے کے لائق نہیں ہوتے مجدد طب کے ان فرمودات پر غور کریں۔

ترشی' سودا' ریاح کو انہوں نے ایک ہی مادے کی مختلف صورتیں قرار دیا ہے گویا ان کا تعلق سودا سے ہے اور سودا محرک عضلات ہے۔ اب سودا اور ریاح کو علیحدہ علیحدہ اخلاط قرار دے کر دو مختلف اعضائے رئیسہ سے تطبیق دینا کہاں کی تحقیقات ہیں۔

ہوا اور ریح میں کتنے کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ کوئی فرق نہیں اسی طرح سودا اور ریاح میں کتنی دوری ہے۔ کوئی دوری نہیں۔ اس لئے ان کو دو مختلف مادے قرار دے کر تحقیقات کی بنیاد رکھنا کبھی درست تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ جس عمارت کی بنیاد ہی غلط ہو۔ ایسی عمارت کبھی پائیدار نہیں ہو سکتی۔ عمارت بنیاد پر قائم ہوتی ہے۔ بنیادی غلطی ساری عمارت کو خراب کر دیتی ہے۔

حکیم رحمت علی راحت کا یہ جملہ کہ :۔

آپ کہیں گے کہ تخدیر موت ہے۔ میں کہوں گا کہ انتہائی تحلیل بھی موت ہے۔ بلکہ زیادہ تر اموات روح ہی کی تحلیل سے ہوتی ہیں اور تخدیر سے مرنے والوں کو زندگی بھی کہا گیا ہے لیکن تحلیل سے روح جسم سے خارج ہوتی ہے اور تخدیر سے اندر بند ہوتی ہے۔

کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ تخدیر کا معنی سن ہو جانا ہے جو عضو سن ہو جاتا ہے مفلوج ہو جاتا ہے۔ یہی تخدیر طبعی کی تعریف ہے اور یہی مجدد طب نے فرمایا ہے۔ اعضائے رئیسہ میں سے کسی کا سن ہو جانا اس کے احساسات و ادراکات کا ختم ہو جانا موت پر منتج ہو گا کہ نہیں۔

مجدد طب کے فرمودات

"شدید گرمی کی صورت میں بھی سرد اشیاء اور سرد کیفیات سے دور رہنے کی کوشش کی جائے کیونکہ ان سے حرارت بجھ جاتی ہے اور انسان بہت جلد موت کے قریب پہنچ جاتا ہے"۔

(تحقیقات حمیات صفحہ نمبر ۱۶۳)

مخدر ادویات اور ان کے ٹیکے مریضوں کو بے ہوش ضرور کر دیتے ہیں یا میٹھی نیند سلا دیتے ہیں اکثر تو ہمیشہ کے لئے ہی سلا دیتے ہیں۔

(تحقیقات نزلہ و زکام صفحہ نمبر ۱۶۷

اعصاب پر تخدیر پیدا کر کے اس کو مردہ کر دیتا ہے یہی صورتیں ساق پا میں منفجر ہو جاتی ہیں۔ ذیابیطس کے پرانے مریضوں میں یہی صورتیں دیکھی جا سکتی ہیں جن کے پاؤں، پنڈلیوں اور بعض اوقات پوری ٹانگ کاٹ دی جاتی ہے۔

(رجسٹریشن فرنٹ اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ نمبر ۲)

اطباء کی اس تاکید کو بھی ذہن نشین رکھیں کہ برودت مار ڈالنے والی ہے سن

کر دینے والی اور تمام افعال و حرکات سے روک دینے والی کیفیت ہے۔

(تحقیقات سوزش و اورام صفحہ نمبر ۲۰۴)

اکثر تبریدات و مسکنات اور مخدرات استعمال کر کے پٹھے سن کر دیتے ہیں یا دل کی حرکت کمزور کر دیتے ہیں جس سے مریض وقتی طور پر آرام محسوس کرتا ہے جس کا نتیجہ دل و دماغ کی مسلسل کمزوری سے موت واقع ہو جاتا ہے۔

(تحقیقات علم الامراض صفحہ نمبر ۹۰)

اب مجدد طب کی ان تحقیقات کو سامنے رکھ کر فیصلہ کریں۔ مجدد طب تو تبریدات سے بھی دور رہنے کا حکم لگا رہے ہیں اور شاگرد صاحب تخدیر تک کو بھی طبعی فعل قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ تخدیر تبرید کی انتہائی صورت ہے۔ دل کی تبرید سے تو قطعی طور پر روک رہے ہیں۔ مگر شاگرد صاحب دل میں بھی تخدیر پیدا کرنے پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ ان دونوں باتوں میں مشرق و مغرب کی طرح بعد و اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اپنے آپ کو مجدد طب کی تحقیقات کو مکمل کرنے والا قرار دے رہا ہے۔ حیرت اس پر ہوتی ہے کہ "تخدیر سے روح اندر بند ہو جاتی ہے" حالانکہ قرآن و احادیث گواہ ہے کہ فرشتے روح کو جسم الوجود سے نکال کر لے جاتے ہیں۔ موت کسی بھی وجہ سے ہو۔ روح کا جسم الوجود سے پرواز کر جانے کا نام ہی موت ہے۔ موت کی پہچان جسم کا سن ہو جانا اور دل کی حرکات کا رک جانا ہے۔ ثابت ہوا کہ تخدیر مرض کی خوفناک علامت ہے۔ اس کا تعلق Pathology (علم الامراض) سے ہے نہ کہ منافع الاعضاء سے اور اس مضمون پر یہ ختم الکلام ہے۔

طبعی حرارت جو کہ جسم الوجود کا نظام چلانے کے لئے ضروری ہے تقریباً 98.6 فارن ہائیٹ ہے اس میں کمی بیشی مرض گردانی جائے گی۔ یہی حرارت طبعی تحلیل جاری و ساری رکھتی ہے۔

اب اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی کہ تسکین کی ابتداء تقویت کا باعث اور انتہاء تخدیر پر ہے۔ پھر تخدیر کو طبعی فعل قرار دینا خلاف قانون اور بلا ضرورت ہے اب حرارت کے اعتدال اور ضرورت کا اندازہ لگائیں۔

مجدد طب کا قول ہے۔

"اگر زندگی کا مدار حرارت پر ہے تو صحت کا مدار اعتدال حرارت پر ہے۔ جب اعتدال حرارت نہیں رہتا تو صحت بھی قائم نہیں رہتی۔ اور زندگی میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔"

(تحقیقات نزلہ و زکام صفحہ نمبر ۸۷)

حرارت کے افعال۔

(i) حرارت غذا کو ہضم کرتی ہے۔

(ii) فضلات کو تحلیل کرتی ہے اور جراثیموں کو تباہ کرتی ہے۔

(iii) جسم انسان کی غذا بنتی ہے غرضیکہ حرارت کے بہت سے طبعی افعال ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا عضلات کا قبض و بسط حرارت کا بڑا بھاری اور ضروری منبع اور ماخذ ہے۔ حرارت پیدا کرنے کا سامان زیادہ تر عضلات سے کیا گیا ہے۔

(تحقیقات نزلہ و زکام صفحہ نمبر ۸۹)

یہ بھی بڑے غور کا مقام ہے مجدد طب نے سودا کو محرک عضلات قرار دیا ہے۔ اور عضلات کی حرکت ہی حرارت کی پیدائش کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ جب یہ حال ہے تو سودا کو باعث تخدیر کہنا ظلمت نہیں تو اور کیا ہے۔؟

اللہ تعالیٰ ہم کو سچ کہنے' سچ سننے اور سچ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ محقق کہلانے کا شوق ہماری عقل پر پردہ بن جائے اور ہمیں راہ راست سے بھٹکا دے اور پھر بھٹک جانے والوں کا انجام شرمندگی اور ناکامی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

فیصل آباد میں تحریک تجدید طب پاکستان کا عظیم الشان سیمینار

۹ نومبر ۱۹۹۷ء بروز اتوار صبح ساڑھے نو بجے سے شام پانچ بجے تک تحریک تجدید طب ضلع فیصل آباد نے چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری نیشنل بنک بلڈنگ جیل روڈ فیصل آباد کے خوبصورت ہال میں ایک عظیم الشان طبی سیمینار کا انعقاد کیا جس کی صدارت مبلغ اسلام جناب حکیم محمد ظفراللہ صاحب نے کی جبکہ مہمان خصوصی کے فرائض جناب حکیم غلام رسول بھٹہ صاحب صدر تحریک تجدید طب پاکستان نے سرانجام دیئے۔ سیمینار کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا تلاوت قرآن کی سعادت حکیم ڈاکٹر قاری اصغر علی ساقی صاحب لاہور نے حاصل کی۔ تلاوت کے بعد حکیم محمد شریف صاحب صدر تحریک تجدید طب فیصل آباد نے اپنے مخصوص ترنم میں نعت شریف پیش کی۔ نعت مبارک کے بعد حکیم محمد الطاف صاحب ساہیوال نے انقلابی ترانہ پیش کرکے حاضرین سے از حد داد وصول کی۔ جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض حکیم محمد ارشاد فیروز پوری صاحب نے ادا کئے۔ سیمینار کو منعقد کروانے کی غرض و غایت کی وضاحت کرتے ہوئے جناب حکیم محمد ظفراللہ صاحب نے کہا کہ بعض کم فہم عناصر اعضائے رئیسہ کے بارے میں ڈس انفارمیشن پھیلا کر فقط اپنی چودھراہٹ قائم کرنے کے لئے عوام الناس میں علمی و طبی نقطہ نظر سے صحیح حقائق کو پس پشت ڈال رہے ہیں نتیجتہ" حکمت سیکھنے والی نئی نسل تذبذب کا شکار ہے انہوں نے مزید کہا کہ آج کے اس طبی سیمینار کی اہمیت اس لحاظ سے مزید بڑھ گئی ہے کہ ملک بھر سے آئے ہوئے تمام مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے فاضل حکماء کی موجودگی میں آج یہ متفقہ طور پر فیصلہ ہو جائے گا کہ انسانی بدن میں اعضائے رئیسہ تین ہوتے ہیں یا چار۔؟ مزید براں آج اس مباحثہ میں یہ بات بھی سامنے آ جائے گی کہ تخدیر طبعی فعل ہے یا کہ نہیں؟۔

مبلغ اسلام کے ابتدائیہ کلمات کے بعد دو نشستوں پر مبنی مباحثہ کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا جو شام ۵ بجے تک جاری رہا جس میں طب اسلامی المعروف "قانون مفرد اعضاء" (Simple Organ)، ایلوپیتھی (Allopathy)، طب یونانی (Indigenous) اور ہومیوپیتھی (Homeopathy) کے فاضلین علم الابدان (Anatomy) نے اپنے اپنے نقطہ نظر کے دفاع میں بھرپور دلائل دیئے۔ حکیم رحمت علی راحت کی نمائندگی کرتے ہوئے حکیم فیض احمد فیض اوکاڑہ اور حکیم محمد بنیامین آف فیصل آباد نے انسانی بدن میں اعضائے رئیسہ چار (دماغ، جگر، دل، اور طحال) ہونے کے حق میں مقالات پیش کئے مگر اعضائے رئیسہ چار ہونے کے نظریہ کے راہنما حکیم بنیامین حاضرین کے سوالوں کا سامنا نہ کر سکے۔

جبکہ لاہور سے حکیم و ڈاکٹر محمد ظفر صاحب فزیو تھراپسٹ ملتان سے ڈاکٹر منور عباس صاحب (ایم بی بی ایس)، سرگودھا سے حکیم محمد شریف چشتی صاحب، موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ سے حکیم ڈاکٹر شبیر احمد راں، حافظ آباد سے حکیم و ڈاکٹر محمد عاصم (پی ایچ ڈی) وہاڑی سے حکیم عبدالمنان محمدی صاحب، رحیم یار خان سے حکیم جمال دین صاحب، حاجی لیاقت علی کمبوہ صاحب اور سمیع اللہ صاحب ساہیوال سے حکیم و ڈاکٹر محمد آصف بشیر احمد، حکیم محمد علی صاحب خوشاب سے حکیم نذر حسین قریشی صاحب، حکیم محمد صدیق اور حکیم محمد سرفراز تخت بھائی صوبہ سرحد سے حکیم فضل رحیم صاحب، راجہ جنگ ضلع قصور سے حکیم لیاقت علی حقانی صاحب، گگو منڈی ضلع وہاڑی سے حکیم محمد جعفر الطیار صاحب اوکاڑہ سے حکیم خالد جاوید صاحب ملتان سے حکیم و ڈاکٹر جناب سلمان سرور صاحب (ایم بی بی ایس) فیصل آباد سے حکیم ڈاکٹر خالد محمود واہلہ صاحب (ایم بی بی ایس)، گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے حکیم افتخار حسین نقشبندی صاحب لاہور سے حکیم ڈاکٹر محمد دیدار صاحب چنیوٹ ضلع جھنگ سے حکیم میاں محمد اسلم صاحب مردان صوبہ سرحد سے حکیم عبدالحکیم صاحب، بھلوال سے حکیم ڈاکٹر محمد یعقوب

صاحب سرگودھا سے حکیم غلام مرتضیٰ گوندل صاحب، پاکپتن سے حکیم ملک خیرالدین ڈوگر کھاریاں سے حکیم محمد ارشاد مرزا صاحب اور باغ آزاد کشمیر سے حکیم قاضی احسان الحق نعیمی صاحب جیسے بہت سے حکماء نے انسانی بدن میں اعضائے رئیسہ تین یعنی دماغ، جگر اور دل کے بارے میں چارٹوں اور نقشوں کی مدد سے پر مغز اور مدلل لیکچرز دیئے اور حکیم انقلاب جناب دوست محمد صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے واضح کردہ طریقہ علاج قانون مفرد اعضاء کے بارے میں کی گئی تحقیق کی حقیقت کو پچاس برس بعد بھی تحقیقات کی روشنی میں ان کے تحقیقی کاموں کی توثیق کردی نظریہ مفرد اعضاء کے بارے میں حکیم انقلاب کا کہنا ہے کہ بو علی سینا کے تحقیقی امور کے تناظر میں نظریہ مفرد اعضاء .... فطرت سے ہی اخذ کیا گیا ہے۔ جو ایک قانون کی حیثیت رکھتا ہے مگر ہم نے اس کو ایک کسوٹی بنا کر میڈیکل سائنس کے سامنے پیش کر دیا ہے انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہماری تحقیقات انقلابی ہیں جو بجلی کی طرح بڑی تیزی سے پھیل رہی ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت ہماری راہ نہیں روک سکتی یعنی صبح انقلاب یقینی ہے۔

طبی سیمینار کی دوسری نشست کے اختتام پر حاضرین کی طرف سے قرارداد پیش کی گئی جس میں علم الابدان کے فاضلین و اکابرین نے روسائے فن اور حکیم دوست محمد صابر ملتانی کی تحقیقات پر بغیر کسی حیل و حجت کے مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے ہاتھ بلند کئے اور منتظمین تحریک تجدید طب کی جانب سے پیش کی گئی قرارداد کو بڑی 98 بھاری اکثریت سے منظور کیا جس کے مطابق (۱) طحال کوئی عضو رئیس نہیں بلکہ عضو شریف ہے۔ (۲) حیاتی اور فعلی اعضاء رئیسہ صرف تین ہیں یعنی دماغ و دل او جگر (۳) تخدیر کوئی طبعی فعل نہیں بلکہ یہ تو اعضاء کو سن کر دینے والی اور احساسات اور ادراکات کو ختم کر دینے والی ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ تخدیر فعل کو باطل کرنے والی ہے (۴) غشائے مخاطی کا تعلق طحال سے قائم کرنا قطعی طور پر غلط ہے جبکہ غشائے مخاطی تو غدی و قشری انسجہ سے بنی ہوئی ہیں۔ جن کا تعلق جگر و غدود اور

قوتی فیصلہ ہے۔ (۵) خشک گرمی کو تحریک دینے سے عضلاتی قوتی فیصلہ میں تحریک پیدا ہوتی ہے (۶) ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ خشک گرمی کو تحریک دینے سے غدد عضلات محرک ہو جائیں۔

سیمینار نے آخر میں اسلامی طب اور طب پاکستان کو دریافت کرنے اور یونانی طب سے گوشے تلاش کرنے پر حکیم انقلاب مجدد الطب صابر ملتانی کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا اور مبلغ اعظم حکیم محمد [illegible] صاحب نے اس امر پر اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے لئے یہ باعث مسرت ابھی ہے کہ خاصے طویل عرصے سے صحت کی راہ میں سر ابھارنے والے اس مسئلے کو آج طب یونانی ایلوپیتھی ہومیوپیتھی اور دیسی طب کے تمام فن کے لوگوں نے باہمی افہام و تفہیم سے حل کیا۔ صدر تحریک تجدید طب پاکستان جناب حکیم غلام رسول [illegible] صاحب نے اپنے اختتامی کلمات میں فرمایا کہ آج اس اجلاس میں فیصلہ ہو گیا ہے کہ اعضائے رئیسہ تین ہیں چار نہیں اور اخلاط تین اور چار کے مسئلہ پر جھگڑنے کی ہم کسی کو بھی ہرگز ہرگز اجازت نہیں دیں گے کیونکہ آج کچھ اور بحث ختم ہو گیا ہے اس میں اب وقت ضائع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں اگر کسی کو کوئی ابہام ہو تو اس مسئلے پر کتاب چھاپ دی جائے گی وہ اس کا مطالعہ کرے اور اپنا ابہام دور کرے۔ اب ہماری تمام تر توجہ تحقیق کی جانب ہونی چاہئے تاکہ روز مرہ استعمال کی غذاؤں کا صحیح علم حاصل کر کے قانون مفرد اعضاء کے تحت ملک و قوم کی صحیح معنوں میں خدمت کر سکیں۔ اس طرح شام پانچ بجے یہ اہم ترین سیمینار اختتام پذیر ہو گیا۔ اس سیمینار میں مندرجہ ذیل حکماء صاحبان نے شرکت کی۔

(۱)۔ حکیم محمد شریف صاحب صدر تحریک تجدید طب حلقہ فیصل آباد ۱۷۱ [illegible] فیصل آباد۔
(۲)۔ حکیم محمد احسان علی صاحب جنرل سیکرٹری تحریک تجدید طب فیصل آباد ۱۷۱ [illegible] فیصل آباد۔ (۳)۔ حکیم شفیق احمد صاحب نائب صدر تحریک تجدید طب فیصل آباد دارالاحسان [illegible]

فیصل آباد۔ (۴) حکیم ڈاکٹر چوہدری شبیر احمد راں رجسٹرار تحریک تجدید طب پاکستان انقلابی تجدید طب کالج موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ۔ (۵)۔ حکیم ڈاکٹر محمد ظفر صاحب فزیو تھراپسٹ ۴۵ بی ٹو جوہر ٹاؤن لاہور۔ (۶)۔ حکیم ڈاکٹر سلمان سرور صاحب (ایم بی بی ایس) کمرہ نمبر ۱۴ علامہ اقبال ہال نشتر میڈیکل کالج ملتان۔ (۷)۔ حکیم مولوی عبدالحکیم صاحب صدر تحریک تجدید طب صوبہ سرحد انقلابی تجدید طب دواخانہ محب روڈ پارہوتی مردان۔ (۸) حکیم ڈاکٹر منور عباس (ایم بی بی ایس) العباس المدینہ ٹاؤن پرانا شجاع آباد روڈ ملتان۔ (۹) مبلغ اسلام حکیم محمد ظفر اللہ صاحب (ایم ایس سی آنرز) کیمپ دارالاحسان ۲۴۲ رب دسوہہ فیصل آباد۔ (۱۰) حکیم غلام رسول بھٹہ صاحب صدر تحریک تجدید طب پاکستان منڈی بہاؤالدین۔ (۱۱) حکیم محمد شریف چشتی صاحب انقلابی دواخانہ عمر باغ سرگودھا۔ (۱۲) حکیم شمشاد علی انقلابی تجدید طب کالج موڑ ایمن آباد سالار اعلیٰ طلبہ تجدید طب پاکستان۔ (۱۳) حکیم محمد یوسف صاحب گلی نمبر ۳ نگہبان پورہ فیصل آباد۔ (۱۴) حکیم محمد بنیامین صاحب اسلام نگر فیصل آباد۔ (۱۵) حکیم محمد افضل میو صاحب سیکرٹری انفارمیشن تحریک تجدید طب پاکستان لاہور۔ (۱۶) ڈاکٹر فیصل شاہد صاحب ۸۳۲ بلاک ایم فرید ٹاؤن ساہیوال۔ (۱۷) ڈاکٹر الطاف احمد یار صاحب (ایم بی بی ایس) ۱۹۶ بی ٹو بلال گنج ساہیوال۔ (۱۸) حکیم مرزا الطاف حسین بیگ صاحب چک نمبر ۴۸ جی ڈی تحصیل و ضلع ساہیوال۔ (۱۹) حکیم لیاقت علی دارالاحسانوی صاحب اسلامی دارالشفا ملتان روڈ شاہ نور لاہور۔ (۲۰) حکیم ڈاکٹر محمد عاصم صاحب (پی ایچ ڈی) حافظ آباد۔ (۲۱) حکیم عبدالمنان محمدی' محمدی منزل ماچھیانوالہ ضلع وہاڑی۔ (۲۲) حکیم قاری ریاض احمد صاحب سہیل دواخانہ رجسٹرڈ ماناموڑ چک ۸ ج ب بمقام منصوراں ۷۴ ج ب فیصل آباد۔ (۲۳) حکیم دلاور حسین صاحب فیصل آباد (۲۴) حکیم دلبر منیر احمد صاحب جائنٹ سیکرٹری تحریک تجدید طب فیصل آباد (۲۵) حکیم جمال الدین صاحب جمال دواخانہ ڈاکخانہ بازار رحیم یار خان۔ (۲۶) حکیم حاجی لیاقت علی کبوہ

صاحب ململہ منڈی رحیم یار خان۔ (۲۷) حکیم صوفی سمیع اللہ صاحب صدر تحریک تجدید طب رحیم یار خان۔ (۲۸) حکیم مرزا نصیر احمد صاحب بنگلہ صدر گوگیرہ تحصیل۔ ضلع اوکاڑہ۔ (۲۹) حکیم و ڈاکٹر محمد آصف بشیر صاحب ۲۷۴ فتح شیر کالونی ساہیوال۔ (۳۰) ڈاکٹر، حکیم حاجی محمد امین ۲۱ ڈبلیو اے مدینہ ٹاؤن سوساں روڈ فیصل آباد۔ (۳۱) حکیم فیض احمد فیض صاحب سرکی محلہ بازار گلی نمبر ۵ اوکاڑہ۔ (۳۲) حکیم پروفیسر محمد علی ظفر ۱۹۶ وائی سکیم نمبر ۳ فرید ٹاؤن ساہیوال۔ (۳۳) حکیم محمد لطیف ترکڑ صاحب نشاط آباد فیصل آباد۔ (۳۴) حکیم محمد ارشد صاحب فاروق آباد فیصل آباد۔ (۳۵) حکیم ندیم عباس چشتی صاحب گوبند پورہ گلی نمبر ۶ فیصل آباد۔ (۳۶) حکیم ڈاکٹر محمد دیدار صاحب ای ۹۵ مین بازار نمبر 20 چونگی امرسدھو لاہور۔ (۳۷) حکیم راؤ افتخار احمد صاحب راؤ دواخانہ دیپالپور چوک اوکاڑا۔ (۳۸) حکیم اشرف جمیل ممتاز صاحب راؤ دواخانہ پاکستان جوہر آباد ضلع خوشاب۔ (۳۹) حکیم الٰہی بخش عباسی صاحب اندرون حرم گیٹ گلی صابن والی ملتان۔ (۴۰) حکیم مہر لیاقت علی حقانی صاحب جنرل سیکرٹری تحریک تجدید طب پاکستان حقانیہ دواخانہ راجہ جنگ ضلع قصور۔ (۴۱) حکیم محمد اعجاز تبسم صاحب ۲۔ ن کہکشاں کالونی کمرشل مارکیٹ جھنگ روڈ فیصل آباد۔ (۴۲) حکیم محمد سعید چغتائی صاحب نشاط آباد فیصل آباد۔ (۴۳) حکیم نیاز احمد صاحب چک نمبر ۶۵ گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد۔ (۴۴) حکیم خالد جاوید صاحب گلاس فیکٹری جنرل سیکرٹری تحریک تجدید طب اوکاڑہ۔ (۴۵) حکیم محمد برہان صاحب موضع مان ڈاکخانہ خاص مان تحصیل و ضلع گوجرانوالہ۔ (۴۶) حکیم محمد سردار موضع مانجواں ڈاکخانہ دوہتہ عظمت ضلع حافظ آباد۔ (۴۷) حکیم ڈاکٹر اصغر علی ساقی صاحب محمدی ہومیو کلینک اینڈ مطب قانون مفرد اعضاء مجاہد روڈ فضل حق کالونی نئی محصول چونگی فیروز پورہ روڈ لاہور۔ (۴۸) حکیم محمد جعفر الطیار صاحب الطیار ہسپتال تلمبہ منڈی ضلع وہاڑی۔ جنرل سیکرٹری تجدید طب پاکستان۔ (۴۹) حکیم منیر احمد خان

صاحب نزد جامن والی مسجد لالیاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ۔ (۵۰) حکیم محمد سرفراز صاحب مین بازار جوہر آباد ضلع خوشاب۔ (۵۱) حکیم حاجی محمد صدیق صاحب رمیض دواخانہ جوہر آباد بلاک نمبر ۳ تحصیل و ضلع خوشاب۔ (۵۲) حکیم نذر حسین قریشی صاحب چیئرمین حلقہ جات تحریک تجدید طب پاکستان قریشی دواخانہ خوشاب۔ (۵۳) حکیم محمد علی صاحب غلہ منڈی ساہیوال۔ (۵۴) حکیم محمد شفیق صاحب راجہ جنگ ضلع قصور۔ (۵۵) حکیم فضل الرحیم صاحب تحصیل تخت بائی ضلع مردان جنرل سیکرٹری تحریک تجدید طب صوبہ سرحد۔ (۵۶) حکیم محمد احسان الحق ۲۴۳ دارالاحسان ٹاؤن سمندری روڈ فیصل آباد۔ (۵۷) حکیم اعظم علی صاحب چک نمبر ۷ ج ب غوثیہ ٹاؤن فیصل آباد۔ (۵۸) حکیم محمد سعید صاحب ہمدرد مطب شاہی چوک نور پور فیصل آباد۔ (۵۹) حکیم محمد یٰسین صاحب اسلام نگر فیصل آباد۔ (۶۰) حکیم عابد حسین صاحب غلام محمد آباد نمبر ۲ فیصل آباد۔ (۶۱) حکیم محمد انور اشک صاحب چک نمبر ۲۳۰ ر ب چوبلہ تحصیل و ضلع فیصل آباد۔ (۶۲) حکیم عبدالرشید جاوید صاحب درالاحسان کالونی فیصل آباد۔ (۶۳) حکیم محمد نذیر رضا صاحب دارالاحسان کالونی فیصل آباد۔ (۶۴) حکیم محمد ادریس صاحب حفیظ پارک گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ (۶۵) حکیم افتخار حسین نقشبندی صاحب حفیظ پارک گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ (۶۶) حکیم غلام حسین نارو صاحب چک نمبر ۴۲۱ ج ب مراد شاہ نزد گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ (۶۷) حکیم غلام مرتضےٰ گوندل صاحب للیانی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا۔ (۶۸) حکیم غلام حسین صاحب سرکی محلّہ اوکاڑہ۔ (۶۹) حکیم قاری ممتاز احمد صاحب خطیب جامع مسجد سکنہ سلطان ٹاؤن فیصل آباد۔ (۷۰) ڈاکٹر ایم وائی کھوکھر الحکیم کلینک ظہور حیات کالونی بھلوال۔ (۷۱) پروفیسر حکیم محمد اصغر دارالعلوم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور۔ (۷۲) حکیم ڈاکٹر خالد محمود دوابلہ (ایم بی بی ایس) چنیوٹ روڈ امین پورہ بنگلہ فیصل آباد۔ سیکرٹری نشرو اشاعت تحریک تجدید طب فیصل آباد۔ (۷۳) حکیم محمد افضل صاحب محلّہ ۲۷۹ ر

ب نادر خاں والی گلی نمبر۶ مکان نمبر۴۵ فیصل آباد۔ (۷۴) حکیم گلزار احمد صاحب محلّہ الیاس پارک فیصل آباد۔ (۷۵) حکیم محمد جمیل صاحب گگو منڈی ضلع وہاڑی۔ (۷۶) حکیم عبدالرزاق صاحب گگو منڈی ضلع وہاڑی۔ (۷۷) حکیم محمد سہیل سردار صاحب گگو منڈی ضلع وہاڑی۔ (۷۸) حکیم منظر حسین محلّہ طارق آباد گلی نمبر۹ نزد چندا فوٹو گرافر فیصل آباد۔ (۷۹) حکیم محمد شریف صاحب ۲۲۵ گلشن فاطمہ اوکاڑا۔ (۸۰) ہومیو پیتھک ڈاکٹر محمد عباس اجمل صاحب بھوانہ بازار فیصل آباد۔ (۸۱) حکیم محمد خالد صاحب چک نمبر ۳۳۸ ج ب نیالاہور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ (۸۲) حکیم محمد سلیم صاحب الفتح دواخانہ صدیق اکبر چوک لالیاں تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ۔ (۸۳) حکیم محمد حسین صاحب انقلابی دواخانہ ڈاور تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ۔ (۸۴) حکیم محمد اشرف صاحب چک نمبر۶۵ گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد۔ (۸۵) حکیم عبدالستار تبسم صاحب کشمیر روڈ غلام محمد آباد مکان نمبر۱۰۲ فیصل آباد۔ (۸۶) حکیم خالد محمود صاحب (ایم ایس سی) ۳۳ تاج ٹاؤن اوکاڑہ۔ (۸۷) حکیم منیر احمد صاحب ۶۳ دارالاحسان ٹاؤن سمندری روڈ فیصل آباد۔ (۸۸) حکیم وحید احمد صاحب غازی آباد لاہور۔ (۸۹) حکیم شاہد جاوید صاحب چک نمبر۲۷ گ ب تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد۔ (۹۰) حکیم عبداللطیف صاحب چک نمبر ۳۴۴ ڈبلیو بی تحصیل دنیا پور ضلع لودھراں۔ (۹۱) حکیم محمد سعید صاحب چک نمبر۲۰۶ ج۔ب تحصیل چنیوٹ ڈاکخانہ لنگرانہ چک نمبر ۲۰۷ ضلع جھنگ۔ (۹۲) حکیم رائے محمد یعقوب صاحب ڈاکخانہ امین پورہ بنگلہ ضلع فیصل آباد بابا فرید دواخانہ۔ (۹۳) حکیم محمد اکرم قاضی صاحب قاضی ہاؤس سلمان پارک گلی نمبر۳ ڈاکخانہ اسماعیل نگر ۱۷ کلو میٹر فیروز پور روڈ لاہور۔ (۹۴) حکیم محمد طاہر اقبال صاحب ۲۳۵ جناح کالونی فیصل آباد۔ (۹۵) حکیم ماسٹر عبدالرشید صاحب سکنہ بھائی پھیرو ضلع قصور (کوٹ چادر چھت)۔ (۹۶) حکیم محمد اسحاق صاحب تحصیل کلور کوٹ ضلع بھکر ڈاکخانہ چپ ساندی بمقام کلول۔ (۹۷) حکیم محمد ذاکر ساہو

صاحب ظل حسین روڈ سیٹلائیٹ ٹاؤن جھنگ صدر۔ (۹۸) حکیم عبدالعزیز صاحب سالن کلول تحصیل کلور کوٹ ضلع بھکر ڈاکخانہ چپ ساندی۔ (۹۹) حکیم ملک خیرالدین ڈوگر سیلانی محقق امراض سرطانی بانی کینسر ہسپتال فرید پور ڈوگراں ڈاکخانہ پاکپتن۔ (۱۰۰) حکیم میاں محمد اسلم صاحب صدر تحریک تجدید طب پنجاب الشفا کلینک ریختی چنیوٹ ضلع جھنگ۔ (۱۰۱) حکیم طارق محمود صاحب جنرل ہسپتال کوٹ لکھپت لاہور نیشنل مووی میکر بنک شاپ لاہور۔ (۱۰۲) حکیم فضل حسین جعفری صاحب ہجویری ٹاؤن فیصل آباد۔ (۱۰۳) حکیم الحاج ولی محمد چوہدری محلہ اسلام نگر گلی نمبرا فیصل آباد۔ (۱۰۴) حکیم محمد ارشاد امین مرزا صاحب پاکستانی دواخانہ کھاریاں ضلع گجرات۔ (۱۰۵) حکیم قاضی احسان الحق نعیمی صاحب قاضی لاثانی شفاخانہ باغ آزاد کشمیر صدر تحریک تجدید طب آزاد جموں و کشمیر۔ (۱۰۶) حکیم محمد خالد بشیر صاحب تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا۔ (۱۰۷) حکیم صوفی محمد سردار صاحب مغل پورہ فتحگڑھ ٹاؤن لاہور انقلابی شفاخانہ۔ (۱۰۸) حکیم محمد اسحاق صاحب مقصود آباد فیصل آباد۔ (۱۰۹) حکیم محمد اکرم مغل صاحب مکان نمبر B-9،626 محلہ محمد پورہ چونگی امرسدھو لاہور۔ (۱۱۰) قاری محمد انور صاحب بمقام منڈے سید ڈاکخانہ خاص تحصیل و ضلع جھنگ۔ (۱۱۱) حکیم قیصر عباس فاروقی صاحب بمقام چوک اٹھارہ ہزاری تحصیل و ضلع جھنگ۔ (۱۱۲) حکیم محمد صدیق صاحب تحصیل و ضلع حافظ آباد موضع نڈالہ خام۔ (۱۱۳) حکیم محمد اقبال صاحب گلزار انقلابی دواخانہ کسوکے روڈ حافظ آباد۔ (۱۱۴) حکیم ندیم تیمور عبداللہ صاحب پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد۔ (۱۱۵) حکیم ریاض ارشاد صاحب پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد۔ (۱۱۶) حکیم محمد ارشاد فیروز پوری صاحب سکنہ روئے تحصیل ننکانہ صدر تحریک تجدید طب ضلع شیخوپورہ۔

رپورٹ شبیر چوہدری

سیمینار کی غرض و غائیت

صدائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے

علم طب کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ انسان کی اپنی تاریخ گویا طب اور انسان کا چولی دامن کا ساتھ ہے اس کی قدامت ہی سے اس کی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ البتہ مختلف زمانوں اور قوموں میں اس کی مختلف صورتیں رہی ہیں اور آج بھی ہیں۔ چونکہ ہمارا موضوع صرف دیسی طب یا طب یونان اور طب اسلامی یا طب پاکستان ہے اس لئے ہم اسی حوالے سے بات کریں گے۔ علم طب مختلف زمانوں میں ارتقائی منازل طے کرتا رہا۔ مختلف دانایان طب نے اس کی نوک پلک درست کی اور اسے ایسی جامعیت عطا فرمائی کہ صدیوں تک اس میں مزید کسی درستی' کانٹ چھانٹ' کمی بیشی اور ترمیم و اضافہ کی نہ ضرورت پیش آئی اور نہ جرات ہوئی۔ بوعلی سینا کی القانون نے سینکڑوں سال تک یورپ و امریکہ کی میڈیکل یونیورسٹیوں میں اپنا لوہا منوایا اور اپنی ساکھ کو قائم رکھا اس کے بعد علم و فن طب میں کم و بیش سات سو سال تک مزید تحقیقات کا سلسلہ جاری نہ رہ سکا۔ تقریبا" سات صدیوں کے بعد حکیم الحاج دوست محمد صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ حکیم انقلاب نے موجودہ علم و فن طب یونانی میں ایسے گوشے تلاش کئے جہاں اس سے قبل کسی طبیب کی نظر نہ پہنچی تھی۔ انہیں دراصل تشخیص و علاج کی ایک حتمی صورت کی تلاش تھی جس میں ظن و قیاس کا کوئی دخل نہ ہو بلکہ یقینی تشخیص کے بعد حتمی علاج کے لئے بجلی کا بٹن دبانے والا معاملہ ہو اور تشخیص و علاج کا یہ رشتہ بالکل منطقی ہو۔ چنانچہ ارشمیدس کے قانون اچھال کی طرح اس بات کو انہوں نے نظریہ مفرد اعضاء میں پا لیا اور سات صدیوں کے بعد صابر ملتانی کے روپ میں علم و فن طب کو مجدد مل گیا۔ مجدد طب نے علم و فن طب کو نظریہ مفرد اعضاء کی صورت میں جو کچھ دیا اس پر کتنی محنت شاقہ کی گئی۔ کیا کیا صعوبتیں برداشت کیں یہ وہی جانتا ہے جس کے سر پر گزری ہو۔ نظریہ مفرد اعضاء کوئی چند الفاظ پر مشتمل ایک خیال اور نظریہ ہی نہیں بلکہ پوری طب کو اوور ہال کر دیا گیا ہے۔ جو ایک

ٹشو سیل اور خلیہ سے لے کر مرکب و مکمل جسم بلکہ روح تک کی تعمیر' تخریب اور اصلاح و بگاڑ پر محیط ہے۔ گویا مجدد طب حضرت صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے اناٹومی' فزیالوجی' پیتھالوجی' میڈ-سن' تشخیص' تجویز اور علاج پر مکمل اور جامع اصول و قانون اور کلیات عطا فرمائے جو کہ فطرت کے عین مطابق ہیں بلکہ انہوں نے طب قدیم اور علاج و تشخیص میں ایک ایسی تطبیق پیدا کر دی ہے جس سے تشخیص و علاج انتہائی آسان ہو گیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے ایک ایسا جامع' سہل اور منطقی فارما کوپیا بھی عطا کیا جس سے دنیائے طب ابھی تک محروم تھی۔ یہ صرف قول ہی نہیں بلکہ ہم ذعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قدر جامع فارماکوپیا ترتیب دینے کے لئے ایک ملک تو کیا دنیا بھر کے ملکوں کے ماہرین فن ایک مقام پر اکٹھے ہو کر بھی ایسا مثالی کام کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ آج کے سیمینار میں نظریہ مفرد اعضاء کی تشریح و تفصیل بیان کرنا یا شرح و بسط کے ساتھ اس کے محاسن و منافع بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ آپ حضرات کی توجہ اس طرف مبذول کروانا مطلوب ہے کہ فن و علم طب کے وہ اسرار و رموز اور نکات جس کا پس منظر رازی' جالینوس' اور بو علی سینا کی کاوشوں تک پھیلا ہوا ہے اور جن کاوشوں کو صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے یکجا' اکٹھا کر کے اپنی خداداد فہم و فراست اور محنت شاقہ و نصرت خداوندی سے چھان بین کر کے نظریہ مفرد اعضاء (قانون مفرد اعضاء) تجدید طب کی صورت میں دنیائے طب کو عطا فرمایا جس کے بارے میں مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے فرمودات ہیں "نظریہ مفرد اعضاء فطرت سے اخذ کیا گیا ہے اور یہ خود ایک قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔"

"ہم نے ایک نظریہ پیش کیا ہے جس کی سچائی سے موجودہ سائنس انکار نہیں کر سکتی ہم نے اس نظریہ کو کسوٹی بنا کر میڈیکل سائنس کے سامنے پیش کیا ہے۔"

تجدید طب کی وضاحت میں مجدد طب نے فرمایا

"اصول و کلیات مقرر ہیں جن کے تحت کسی علم و فن میں کمالات سموئے جا سکتے ہیں تاکہ ان میں ربط و ضبط و نظم و تسلسل قائم رہے۔ ان کی ترتیب اور مبادیات میں کوئی خلل واقع نہ ہو سکے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا۔ تو ایسی اصلاحات اور اضافے اور

تجدیدات ایک کوڑے کا ڈھیر بن جائے گی جو نشو و نما کی بجائے علم و فن پر بوجھ بن کر ان کی ہستی کو ختم کرنے کا سبب بن جائے گی۔"

فیصل آباد کے حکیم رحمت علی راحت اس قسم کے ستیاناس الطب میں مصروف ہیں۔ اس نے نظریہ مفرد اعضاء کماحقہ سمجھے بغیر ایک غیر علمی بلکہ ناقص العلم اضافہ کر کے اپنے آپ کو محقق کہلانے کی جسارت کی اور نہ ماننے والوں کو منحرف قرار دے دیا۔

اگر ہم سنجیدگی سے سوچیں بشرطیکہ ہم نظریہ مفرد اعضاء اور دنیائے طب پر اس کے احسان کو بھرپور انداز میں سمجھتے ہوں اور اس کا ادراک رکھتے ہوں تو حکیم راحت کی پیش کردہ ترمیم یا چار کا مسئلہ (اعضائے رئیسہ تین نہیں بلکہ چار ہیں) یہ سب کچھ قانون مفرد اعضاء تہس نہس کرنے کے لئے ہے۔

مجدد طب صابر ملتانی نے سلف صالحین اور اکابرین طب سے مدد لے کر اپنی عقل و دانش اور فنی مہارت سے محنت شاقہ صرف کر کے اس پر تجدید طب کی عظیم الشان عمارت استوار کی۔ اگر ہم تین کی بجائے چار اعضائے رئیسہ قرار دینے سے نہ روکیں تو ساری کی ساری عمارت دھڑام سے زمین بوس ہو جائے گی۔ نہ وہ نظام تحریکات رہے گا نہ تنظیم تشخیص رہے گی اور نہ وہ سلسلہ تطبیق اس طرح مجدد طب کا آفاقی نظریہ مفرد اعضاء کم علمی کی بھینٹ چڑھ جائے گا۔

مجدد فن حق کی حقیقت کو تحقیقات کے بعد ظاہر کرتا ہے وہ علم و فن پر حاوی ہونے کے ساتھ ساتھ قوانین فطرت کا بھی راز داں ہوتا ہے اور وہ ایسی روح و نظریہ اور قانون پیش کر سکتا ہے جس سے تجدید عمل میں آتی ہے شرافت و اخلاقی کمال اور حق پرستی کا یہ تقاضا ہے کہ اس تجدید کو قبول کر لیں۔

مجدد طب کی ۲۰ کتب قانون و کلیات کا ایک فطری میزان ہیں قانون مفرد اعضاء ہی ایسا مقیاس الطب ہے جو کہ تمام طریقہ ہائے علاج کے لئے ایک کسوٹی ہے۔

سنیئے مجدد طب کیا فرما رہے ہیں "اس تجدید کا کمال یہ ہے کہ اس میں کوئی نظریہ اصول اور قانون اپنی طرف سے نہیں لیا گیا۔ بلکہ قانون تجدید بھی شیخ

الرئیس بو علی سینا کے قانون و کلیات سے پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ دعوی ہے کہ کسی ہستی میں جرات ہے تو میدان میں آ کر علم و فن طب کے کسی قانون کو غلط ثابت کرے ہمارا یہ چیلنج صرف پاکستان اور ہندوستان کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے صاحب علم اور ماہرین فن کے لئے ہے" ستمبر ۱۹۷۱ء

علم و فن طب ایک ایسا الہامی و کشفی اور تجرباتی و مشاہداتی خزانہ ہے اس سے مخلوق خدا مستفیض ہو۔ یہی تحریک تجدید طب کا کمال ہے۔ مجدد فن فطرت کا ترجمان ہوتا ہے اسے اللہ تعالٰی کی طرف سے فطرت کا عرفان بخش دیا جاتا ہے ایسا علم کبھی نہیں وہی ہوتا ہے اٹل ہوتا ہے بدلا نہیں جا سکتا بلکہ نئی تحقیقات کے لئے قانون بن جایا کرتا ہے۔

آج ہم ثابت کر دیں گے کہ نظریہ مفرد اعضاء دنیائے طب کے لئے قانون کا مقام رکھتا ہے اور بزعم خویش محقق حکیم رحمت علی راحت نے مجدد طب کے اصل نظریات و تحریرات اور کلیات میں ترمیم و اضافہ کا دعوی کر کے ان کی تعلیمات سے انحراف کیا ہے۔

دراصل حکیم رحمت علی راحت نے فن طب کو کلی و جزوی اور منطقی و استدلالی طور پر نہیں سمجھا اس لئے وہ الفاظ کے چکر سے دھوکا کھا گیا۔

آج کے اس سیمینار میں ثابت ہو جائے گا کہ حکیم صاحب بے ربط، بے اصولی تحقیقات و تدقیقات اور تطبیقات سے یونانی طب اور قانون مفرد اعضاء میں بگاڑ و فساد پیدا کر رہے ہیں۔

بظاہر قدرت و فطرت میں تدبر و تفکر اور مشاہدات سے صحیح نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے اس لئے قانون طب کے مبادیات و کلیات میں بے جا ترامیم اور فضول اضافات کرنے میں مصروف ہیں جس کے ثبوت میں مقالات پیش خدمت ہیں۔

مبلغ اسلام حکیم محمد ظفر اللہ

(ایم ایس سی) آنرز المستفیض دارالاحسان

۲۴۲ ر۔ ب دسوہہ فیصل آباد

حکیم الٰہی بخش عباسی ملتان

مورخہ ۹ نومبر ۱۹۹۷ء بروز اتوار بمقام نیشنل بینک بلڈنگ فیصل آباد میں سیمینار منعقد ہوا۔ جس میں حکیم رحمت علی راحت کے نئے نظریات پر مقالہ جات پڑھے گئے۔ اور ان کے نظریات پر جولہا" تقریریں بھی ہوئیں۔ راقم نے اس سلسلے میں ایک مقالہ لکھا حاضر خدمت ہے۔

وعلم آدم الاسما کلھا (ترجمہ) اس آیت کریمہ کو سامنے رکھ کر غور کریں۔ کہ اللہ کریم نے حضرت آدم علیہ السلام کے دماغی کمپیوٹر میں کائنات کے کل علوم کو فیڈ کر دیا۔ تاکہ اس کی نسل ان علوم سے ارتقائی طور پر قیامت تک بہرہ مند ہوتی رہے۔ خداوند کریم نے یہ صورت اس لئے پیدا کی کہ اس ہستی کو انی جاعل فی الارض خلیفہ کا منصب عطا کرنا تھا۔ تاکہ یہ ہستی کائنات کی ہر مخلوق سے ممتاز ہو۔ اور کم تر نہ ہو اس کے خلیفہ ہونے کی شان ہی یہی علم تھا۔ جو اس کے خالق نے اسے عطا کیا۔

اس کائنات کے مختلف شعبہ ہائے علوم کو چاہے وہ جمادات کا علم ہو یا اس کے عناصر ترکیبی کا نباتات کی کاشت' پرورش اور زرخیزی کی تراکیب کا علم اور ان سے پرورش کرنے والے جماداتی کیمیکل کا علم اور ان پرورش شدہ جمادات کے استعمال سے اس کے شفائی اثرات کا علم یا ان کے غذائی نظام کا کہ جس سے حیوانات وجود پاتے ہیں اور پرورش کرتے ہیں۔ اناٹومی اور فزیالوجی سے حیوانات وجود کیسے پاتے ہیں اور پرورش کیسے کرتے ہیں۔ اناٹومی کے سلسلے میں کون کون سے اعضاء ہیں۔ جو اپنے کیمیکل کے ملاپ سے کیمیائی تصادم کی صورت میں برقی روئیں پیدا کرتے ہیں اور ان برقی پاوروں کے قوی سے مفرد اعضاء یعنی اعضائے حیاتی میں کون کون سے افعال ہیں جو انجام پذیر ہوتے ہیں۔

علم کسی کی میراث نہیں۔ اولاد آدم ہونے کے ناطے سے ہر مذہب اور ملت کی اقوام'

آدم کے بیٹے ہونے کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کے دماغ کے کمپیوٹر میں فیڈ شدہ علوم کی وارث ہے۔ جو قومیں اپنے باپ کی وراثت کی طاقت سے اپنے ہی جیسے حقوق رکھنے والے دیگر انسانوں یا بھائیوں کو محکوم بناتے ہوئے اپنا غلام سمجھتی ہیں۔ یہ اللہ تعالٰی کی عطا کردہ طاقت سے کفر کرتی ہیں۔ یہ آقائی اور غلامی کی جنگ آج کی نہیں۔ بلکہ انسان جب اس خطہ ارض پر آیا تو یہ جنگ لڑی جاتی رہی اور لڑی جا رہی ہے قرآن کریم نے بھی ایسے انسانیت سے گرے ہوئے جانور نما انسانوں کو جہاد سے ختم کرنے کا حکم دیا ہے اور ساتھ ہی ان عوامل کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔ کہ جن عوامل کے سہارے یہ لوگ انسانوں پر اپنی خدائی کی دھونس جما کر مخلوق خدا کو غلام بنائے ہوئے ہیں۔

کہیں تو پیغمبروں کی اولاد ہونے کے حوالے سے ان وحشی جانوروں نے انسانیت کو اپنے آگے سجدہ ریز کر کے انسانیت کی تذلیل کی ہے اور کہیں دیوتاؤں یا سورج اور چاند کی پوتر اولاد ہونے کے ناطے مخلوق خدا کو اپنے آگے جھکایا اور کہیں موروثی پنڈت سردار اور ملک بن کر ان معصوم لوگوں کا خون چوسا ہے۔ اور کہیں طاقت' افرادی قوت اور دولت کے بل بوتے پر لوگوں کو مفتوح کر کے اپنی حکومتیں قائم کی ہیں۔ اور یہ شخصی حکومتیں اپنی گندی خواہشات کی تکمیل کے لئے ہزاروں انسانوں کی گردنیں کٹوا کر اپنی تسکین و راحت کا سامان فراہم کرتی رہی ہیں۔ اپنے نسلی تفاخر کا بھرم قائم رکھنے کے لئے یہ لوگ ان ذرائع سے بھی کام لیتے رہے ہیں۔ مثلاً" تاریخ اٹھا کر دیکھیں۔ تو ایسی قومیں جب کسی خطہ کے لوگوں کو محکوم بنانے کے لئے اٹھیں تو سب سے پہلے انہوں نے بیمار انسانیت کی خدمت کے مقدس نام سے ہمدرد بن کر ان علاقوں پر مشنریوں کی یلغار کی۔ کہ جن کے وسائل پر یہ قومیں غاصبانہ قبضہ کرنا چاہتی تھیں۔ ان مشنریوں کا مشن ہی یہی تھا کہ ان خطوں کے باسیوں کو اپنا ہمدرد بنا کر اپنی حکومتوں سے باغی کرتے ہوئے اپنی حکومت قائم کرنے کی راہ ہموار کی جائے اور جب

لوگ اپنی حکومتوں سے ان نام نہاد ہمدردوں کے وسیلے سے نفرت کرنے لگیں تو یہ قومیں، فوجوں کی یلغار سے ان پر غالب آ گئیں یہ اس دور کی بات ہے کہ جب یہ قومیں اس سرزمین پر اپنا راج قائم کرنے کی سر توڑ کوششیں کر رہی تھیں۔ آج جبکہ ان قوموں کی حکومتیں بھی نہیں رہیں تو یہ بات آج کے دوستوں اور ہم وطنوں پر لاگو نہیں ہوتیں۔ آج یہ لوگ مشنریوں کی صورت میں بے لوث خدمت کر رہے ہیں۔ خداوند کریم ان کی اس بے لوث خدمت کو قبول فرمائے۔!

جو بات کہنا چاہتا تھا یا کرنا چاہتا تھا وہ یہ کہ جب یہ فاتح قومیں اپنے بے پناہ فنون اور وسائل کے مالک خطوں پر اپنا قدم جما چکیں تو اپنی حکومت کو استحکام بخشنے کے لئے یہ تدابیر اختیار کیں۔ سب سے پہلے ان اداروں یا مدرسوں کو مفلوج کیا کہ جہاں سے لوگ اپنے اپنے مذہب کا علم حاصل کر کے لوگوں کو نجات کا راستہ دکھاتے تھے۔ ان کے علماء کو آپس میں لڑا کر ان کو لوگوں کی نگاہوں میں حقیر کیا اور لوگوں کو ان سے متنفر کرنے کے بعد مذہبی علوم سے بے بہرہ کر کے ان کے دماغ میں اپنے لئے وسعت پیدا کی کیونکہ نہ صرف اپنے مذہب سے دور کیا۔ بلکہ اپنی تہذیب اور کلچر سے بھی بیگانہ کر دیا۔ اسی طرح فن طب کو نان سائنٹیفک کہہ کر لوگوں کو اس کے شفائی خدمات سے بیگانہ کرتے ہوئے خوفزدہ کیا اور اس طرح یہ فن ان کی کوششوں سے آہستہ آہستہ ختم ہوتا گیا۔ اور اس کی جگہ ایلوپیتھی کو مقبول کیا گیا۔ اطباء کرام کو ان کے ذرائع آمدنی سے مفلوج کیا اور اس کی کمی سے اطباء کرام کی سفید پوشی اور وقار قائم نہ رہ سکا اور اس کی وجہ سے ان کی اپنی اولادیں یہ کہنے پر مجبور ہو گئیں۔ کہ یہ اولڈ طریقہ علاج آج کے ترقی یافتہ دور کے سائنٹیفک علاج کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہمیں تو معاف فرمائیں۔ ہم اس ناکارہ فن کو اپنا کر بھوکے نہیں مرنا چاہتے۔ جب اپنے ہی ساتھ چھوڑ جائیں تو کسی اور سے توقع کیا کی جا سکتی ہے؟ خدا ان بزرگوں کی قبروں کو نور سے منور کرے کہ جو اس ناموافق اور خطرناک دور میں بے پناہ مصائب برداشت

کرتے ہوئے اپنے قدموں پر جمے رہے اور بڑی بہادری سے دشمنوں کے سامنے اپنے فن طب کے پرچم کو بلند رکھا۔

میں اس الجھن میں اور بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ کہ کس خاندان نے کیا کچھ کیا؟ اور کیا نہ کیا؟ لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ اپنے فن کی خدمت کے سلسلے میں دہلی اور ملتان کی دھرتی نے ایسے جلیل القدر لوگ ضرور پیدا کئے جو فرنگی کی مختلف چالیں اور مختلف وار کا دفاع کرتے رہے۔ ان ملتان کی طبی شخصیتوں میں سے ایک شخصیت حکیم دوست محمد صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ جو اس فن کے پرچم کو مزید بلندیوں تک پہنچانے کے لئے اس پر سے فلسفہ کی گردو غبار جھاڑ کر اس فن کے خوبصورت خدوخال کو نمایاں کرنے کے لئے اور اس فن کو نئی زندگی اور نئی شان سے اپنے کھوئے ہوئے سنگاسن پر بٹھانے کی کوشش میں تیس سال تک اپنے نظریات کی ادھیڑبن میں سرگرداں رہے۔ اور اپنے نظریات کو بڑی محنت سے مخالفین کی تنقید اور طعنہ زنی اور اپنے وقار کے خلاف زبان درازی کو برداشت کرتے ہوئے ان نظریات کو قانون کی شکل دے کر اپنی روحانی اولاد کے لئے چھوڑ گئے۔ آج ان کی روحانی اولاد کی یہ حالت ہے کہ وہ اس ناقابل تردید قانون کی تکہ بوٹی کر کے اس کو دوبارہ نظریات میں بکھیرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ خداوند کریم قائم رکھے اس فن کو اور خدا سلامت رکھے میرے استاد محترم کی نرینہ اولاد کو۔!

کچھ لوگ تو جو اپنے منہ میں زبان رکھتے تھے۔ اور اپنے جسم میں جرات رکھتے تھے یہ میرے محترم بزرگ کی روحانی اولادیں تھیں۔ جو اللہ کی پیاری ہو گئیں۔ آج جو لوگ اللہ کے فضل و کرم سے زندہ ہیں۔ مثلاً" حکیم محمد صدیق شاہین صاحب، حکیم محمد یٰسین چاولہ صاحب، حکیم خیردین ڈوگر، حکیم غلام رسول ۔ مٹ اور ان کی طرح کے

باقی قابل احترام بھائی جن کے ناموں کی فہرست بے حد طویل ہے اور یہ مضمون اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ سب حضرات بلا شک و شبہ موروثی طور پر اپنے بزرگ کے قانون کے وارث ہیں اور ان سب حضرات کا حق ہے کہ اپنے الجھے ہوئے بھائی کو بازو سے پکڑ کر اور جھنجھوڑ کر ان سے پوچھیں کہ بھائی کیوں اس قانون کو پرزے پرزے کر کے بکھیرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ میرے بھائی یہ تو بتائیں کہ کوئی عضو رئیس کائنات بدنی میں ایسا بھی ہے جو اخلاط کے اختلافی ملاپ کے کیمیائی تصادم کے بغیر برقی رو (روح) پیدا کر رہا ہو اور اس روح کی پاور کے بغیر اس میں قوت بھی آ رہی ہو۔ جو اس عضو رئیس کے اعضائے شرفی نیگیٹو اور پازیٹو فارمولے کے بغیر اپنے افعال سرانجام دے کے اپنے مخصوص نظام کو نا صرف کنٹرول بلکہ چلا رہا ہے۔ کیا ایسا ممکن ہے میرے برادرم خدا لگتی کہیں اور جواب دیں۔

دیکھیں الکلی دو کی نسبت سے اور سلفر ایک کی نسبت سے جب آپس میں ملتے ہیں تو ان کے کیمیکلی اختلافی اثرات کے ملاپ سے ایک جوش (کیمیکلی تصادم) پیدا ہوتا ہے۔ اس تصادم یا جوش سے برقی لہریں پیدا ہوتی ہیں جو دماغ کو اور اس نظام کو چارج کرتی ہیں جن کو ہمارے بزرگوں نے روح نفسانی کہا ہے۔ غذا سے حاصل شدہ کیموس جب جگر میں آ کر اخلاطی رطوبتیں بنتا ہے تو یہ رطوبتیں خون میں شامل ہو کر جب دماغ کی رینج میں آتی ہیں تو یہ رطوبتیں ریاح نفسانی کی برق پاشی سے زندہ خلیوں کی صورت میں جسم بن جاتی ہیں۔ اس طرح یہ اعصابی اکائیاں دماغ کے برقیوں کی مقناطیسی کشش (قوت ماسکہ) سے کھینچ کر دماغ کی اور اس کے نظام کی اجتماعی طور پر ٹشو بن کر پرورش کرتی ہیں اور قوت ثقل (قوت جاذبہ) کے دباؤ سے پیوست ہو کر دماغ و اعصاب کے غذا بنتے ہیں۔ اور اس برقیوں کا مثبت بار (قوت ہاضمہ) آمد، خرچ

تحلیل و نمو کا کام کرتی ہے۔ اور ان برقیوں کا منفی بار (قوت دافع) دماغ کی پس پردہ رطوبات کو خارج کر کے تالو کے غار میں طراوش دے کر اتار دیتی ہے اور یہ طراوش شدہ رطوبات تالو کے غار میں سانس کی مدد سے آنے والی ہوا سے نزج پا کر لعابی حالت میں آ کر سانس کی مدد سے پھیپھڑے میں اتر کر خون میں شامل ہو جاتی ہے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ دماغ کا ہر ابھار اور اس کے گرد کا ہالہ کا ایک ایک ابھار یا جزو اپنے اپنے نظام کا مالک ہے اور یہ اتنے بے پناہ نظام ہیں کہ آج تک ان نظاموں کی یا ان افعال کی تحقیق ہی نہیں ہو سکی۔ سوچ اور خیالات کی لہریں جو دماغ نشر کرتا ہے اس کے حقیقت نتائج کی بھی دیکھے ہوئے مشاہدے کی صحت میں رسیو کرتا ہے۔ کیونکہ ابتداء سے آج تک جتنے بھی انسان گزرے ہیں ان کے ہر عمل اور حرکات کی تصویریں ہماری اس زمین کے گرد احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ فضائی حصار میں محفوظ ہیں اور اسی طرح آوازیں بھی اس حصار میں محفوظ ہیں جس کی ترجمانی آج ریڈیو اور ٹی وی کے عوامل کر رہے ہیں اور یہ اس حقیقت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ دماغ کے اعصاب خبری (نیگٹو اور اعصاب حکمی (پازیٹو) کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ کائنات ارض و سماوی ہو یا کائنات بدنی ہو ان دونوں میں یہی نیگٹو اور پازیٹو کے عوامل ہی کام کرتے ہیں۔ ہواؤں کا نظام اور قرع ایتھر کا عمل برسات برسنے میں بجلیوں کا تصادم' یہ سب نیگیٹو اور پازیٹو کا عوامل ہی تو ہیں جو اس کے کارخانہ قدرت کو چلائے ہوئے ہیں ۔ کارخانہ قدرت کا خود کار نظام ان ہی عوامل سے رواں دواں ہے۔ دماغ کے اعضائے شرقی (اعضائے شریف) اعصاب خبری اور اعصاب حکمی نیگیٹو اور پازیٹو کے طور پر کام کرتے ہیں۔ دل کے اعضائے شرقی (اعضائے شریف) عضلات ارادی اور عضلات غیر ارادی نیگیٹو اور پازیٹو کا کام کرتے ہیں۔ جگر کے غدود ناقلہ اور غدود جاذبہ بھی

نیگیٹو اور پازیٹو کے نظام کو مکمل کرتے ہیں۔ خون غذا کے طور پر جسم میں ترسیل ہو کر غدود ناقلہ کی مدد سے رقیق ہو کر اعضاؤں کی غذا بنتا ہے۔ اور جب یہ خون غذائی اجزاء تقسیم کر لیتا ہے تو اس کے پس خوردہ رطوبتوں کو وریدوں اور غدود جاذبہ کے ذریعے دل کی طرف واپس اصلاح کے لئے دھکیل دیتی ہیں۔ ہوا کے آمد کا راستہ اور ہوا کے نکاس کا راستہ نہ ہو تو ہوا کے دباؤ سے بے حد نقصانات ہوتے ہیں۔ بجلی کی تاروں میں سے ایک تار کو یا اس کی رو کو ختم کر دیا جائے تو برقیوں کا نظام معطل ہو جاتا ہے۔ اور اگر نیگیٹو اور پازیٹو تاروں کو ملا دیا جائے تو دھماکہ ہوتا ہے۔ اسی طرح پانی اور دیگر عوامل پر غور کریں۔ جو فطری عوامل ہمارے روز مرہ کے مشاہدے میں ہیں کہ جن کی تردید بھی نہیں ہو سکتی۔ یہ عوامل اس بات کی دلیل ہیں۔ کہ ہر اعضاء اپنے دونوں نظاموں یعنی آمد و رفت کے بغیر اپنا کام نہیں کر سکتا۔

کاش میری کتاب مبادیات تجدید طب چھپ چکی ہوتی تو میں اپنے بھائی جناب حکیم راحت صاحب کی خدمت میں پیش کر دیتا۔ جس میں ان کی تحقیقات کا مکمل جواب ہے۔ بھائی جی خدا کے لئے اتنی مخدرات استعمال نہ کیجئے کہ آپ کی تخدیر کی تحریک شدید تر ہو کر زہر بن جائے اور اس زہر سے آپ کی تلی جیسا عضو رئیس ڈیڈ نہ ہو جائے کہ جس میں آپ کی جان ہے۔ خدا کے لئے مثبت کام کیجئے۔ منفی کام آپ کو صنعتی کیمیکل نوشادر ڈنڈا اور گندھک ڈنڈا جیسے غیر خوراکی اجزاؤں پر لا کھڑا کرے۔ جو شفائی اثرات نہیں رکھتے بلکہ صنعتی کیمیکل ہونے کی وجہ سے صحت کیلئے مضر ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حکیم محمد شریف چشتی سرگودھا شاگرد رشید حکیم انقلاب ؒ

واجب التکریم جناب صدر نشین مجلس اور معزز سامعین و حاضرین

السلام علیکم!

مجھے جناب ظفر اللہ صاحب سے چند روز پہلے حکم ملا کہ اعضائے رئیسہ کی جو بحث چل نکلی ہے اس پر مقالہ کی صورت میں کچھ لکھا جائے اور مدلل صورت میں اس غلط فہمی کا حل نکالا جائے جو کسی ایک ساتھی کی غلط بیانی کی وجہ سے جمہور اطباء کی رسوائی کا موجب بن رہی ہے۔

جناب صدر!

کسی علم کو ثابت کرنے کے لئے ہمارے پاس سب سے بڑی دلیل قرآن کریم ہے۔ جس کی ہر بات، ہر دلیل حتمی اور معتبر ہے۔

قرآن حکیم کی پہلی آیت جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر وحی کی گئی وہ ہے۔

اقرا باسم ربک الذی خلق ○ خلق الانسان من علق

اس کے ذریعے ساری کائنات کو علم الابدان کی دعوت دی۔ علق جونک کو کہتے ہیں۔ جس طرح جونک جسم کے باہر کی دیوار کو منہ ڈال کر چمٹ جاتی ہے اسی طرح علق بھی شکم رحم کی پہلی دیوار یعنی پردہ غدی یا غشائے مخاطی کو چمٹ جاتی ہے پھر اس میں بڑھوتری ہے اور چالیس دن تک بڑھتا ہے اور جب دو چالیسویں پورے ہو جاتے ہیں تو اس کو قرآن نے علق

کہا ہے۔ ۸۰ دن بعد تین نکتے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک نقطے سے مسکولر سسٹم بنتا ہے دوسرے سے گلینڈولر سسٹم اور تیسرے سے نروز سسٹم مکمل ہوتا ہے نشتر میڈیکل کالج ملتان میں انسان کی پیدائش کی مختلف کیفیات کو ہفتہ وار کے حساب سے رکھا ہوا ہے۔

علق میں ہر عضو کے Tissue ہوتے ہیں لیکن یہی تین نکتے سب اعضاء کو پیدا کرتے ہیں۔

جناب صدر! حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی اپنی کتاب (Human Anatomy and Physiology) میں Spleen کے باب میں لکھتے ہیں۔

"اگر کسی آدمی یا حیوان کے جسم میں سے تلی کو نکال دیا جائے تو اس کی صحت پر کچھ مضر اثر نہیں پڑتا سوائے اس کے کہ خون کے سرخ و سفید دانوں کی تعداد کم ہو جاتی ہے۔ جناب صابر ملتانی رحمتہ اللہ علیہ نے کئی ایک مقالات پر اپنے خطاب میں فرمایا کہ۔

"اعضائے رئیسہ صرف اور صرف تین ہیں۔"

منڈی بہاؤالدین میں جہاں خان بوسال کی کوٹھی میں بھی خطاب کے دوران کہا طحال عضو رئیس ہے والا مسئلہ اٹھایا گیا تو بندہ نے یہی جواب دیا تھا اور استاد محترم نے وہاں فرمایا تھا کہ تلی عضو رئیس نہیں۔

حکیم محمد یٰسین شاگرد رشید حکیم انقلاب ؒ مدیر اعلیٰ ماہنامہ قانون مفرد اعضاء دنیا پور

تین اور چار کے مسئلہ پر فیصلہ کن بحث

قارئین میں بوجہ شدید بارش کے فیصل آباد جلسہ میں نہ جا سکا جس کی وجہ سے یہ مضمون نہ پڑھا جا سکا۔ افادہ قارئین کے لئے اب حاضر ہے۔

صاحب صدر مہمانان خصوصی معزز حکماء صاحبان اور عزیز ساتھیو' دوستو السلام علیکم:۔

سامعین حکیم انقلاب دوست محمد صابر ملتانی کو ہم سے جدا ہوئے ۲۵ سال ہو چکے ہیں اس وقت سے لے کر آج تک تین اور چار حیاتی مفرد اعضاء کا جھگڑا چلا آ رہا ہے۔ یہ جھگڑا حکیم انقلاب استاد صابر صاحب کے چہلم میں ہی کھڑا ہو گیا تھا جس کے محرک حکیم رحمت علی راحت ہیں ان کا دعوی تھا اور اب بھی ہے کہ قانون مفرد اعضاء تین حیاتی مفرد اعضاء دل' دماغ' جگر سے مکمل نہیں ہوتا بلکہ حیاتی مفرد اعضاء چار ہیں انہوں نے چوتھا حیاتی مفرد اعضاء طحال تجویز کیا ہے اس سے تحریک تجدید طب کے سرکردہ رہنماؤں نے بار بار اصلاح و تجدید کی کوشش کی لیکن ہر کوشش بے کار رہی۔

۱۹۷۲ء میں ایک طبی وفد جس میں حکیم غلام رسول ۔ مٹھ صاحب' حکیم محمد یٰسین چاولہ صاحب اور بھائی حکیم محمد شریف صاحب شامل تھے تین اور چار کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے فیصل آباد راحت صاحب کے پاس آئے تھے اور وہ ایک ایسے مریض کو بھی ساتھ لائے تھے جس کی طحال نکال دی گئی تھی وہ زندہ تھا اور اپنے معمول کے کام کاج بھی کرتا تھا سب حکماء نے حکیم رحمت علی راحت صاحب سے کہا کہ ہم طحال جیسے عضو کو حیاتی مفرد عضو ماننے کو تیار نہیں ہیں کیونکہ طحال کے بغیر بھی انسان مدتوں زندہ' رہ سکتا ہے۔ البتہ اگر کوئی اور

مفرد عضو پیش کر دیا جائے جس کے بغیر زندگی ناممکن ہو تو ہم مان لیں گے۔

اس وقت اس مجلس میں حکیم غلام رسول ۔ بٹہ صاحب موجود ہیں انہیں یاد ہو گا کہ اس مجلس میں بقول بھائی محمد شریف صاحب حکیم نور محمد ہیروی صاحب نے کہا تھا کہ اگر آپ لوگ طحال کو چوتھا حیاتی مفرد عضو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو کریں لیکن چوتھا حیاتی عضو لازمی ماننا پڑے گا۔ پھر فرمانے لگے کہ طحال کی بجائے رحم کو چوتھا حیاتی مفرد عضو مان لیں اس پر سب دوست کہنے لگے کہ رحم کو حیاتی عضو ماننے سے ہمارا نظریہ آدھا رہ جائے گا کیونکہ رحم مردوں میں نہیں پایا جاتا۔ اس لئے مردوں کے لئے مزید کوئی حیاتی عضو تلاش کرنا پڑے گا رحم کو حیاتی مفرد عضو تسلیم کرنے سے بھی مسئلہ حل نہیں ہو گا کیونکہ اکثر عورتیں بعض وجوہات کی بناء پر رحم نکلوا دیا کرتی ہیں۔ اور پھر بھی زندہ رہتی ہیں آخر کار طبی وفد ناکام واپس آ گیا۔ سامعین میں جب بھی فیصل آباد ہوتا ہوں ہر بار راحت صاحب سے لازمی ملاقات کر کے جاتا ہوں اب تو وہ بیمار ہیں اللہ انہیں صحت کاملا دے۔ میں جب بھی ان سے ملا ہوں ان کے ساتھ اکثر تین اور چار کی بحث شروع ہو جاتی ہے۔

عقل کا دوسرا نام شعور ہے ہم بچپن سے بڑھاپے تک معلومات حاصل کرتے رہتے ہیں ان میں کوئی اغذیہ ادویہ کے بارے میں ہوتی ہے اور کوئی اعضائے انسان اور افعال الاعضاء کے بارے میں ہوتی ہیں۔ ان پر ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی، طب یونانی اور ایورویدک نے تحقیقات پیش کی ہوئی ہیں۔ بعض اعضاء کے متعلق سب کی آرا ملتی ہیں۔ مثلاً" تمام طریقہ ہائے علاج کے محققین نے دل دماغ جگر کو حیاتی مفرد عضو تسلیم کیا ہے جبکہ ہڈیوں کریوں کو ساکن اعضاء قرار دیا ہے یعنی ان کے ذمے بدن انسان کی بھرتی اور اعصاب غدد، عضلات، کے لئے سواری کا کام کرنا بتایا ہے۔

ان کے علاوہ حکیم انقلاب صابر ملتانی فرماتے ہیں کہ تمام بدن میں بھرتی انسجہ الحاقی سے ہوتی ہے جہاں تک احساس حرکت اور اخراج رطوبت کا تعلق ہے ان میں اس قسم کے احساسات نہیں پائے جاتے۔ گویا ان میں زندگی تو ہے مگر انسانی زندگی کے معاملات میں جو دخل اعصاب، غدد اور عضلات کو حاصل ہے وہ انسجہ الحاقی میں نہیں پایا جاتا۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں عقل کا تقاضا ہے کہ زبردستی نہ طحال کو اپنے مقام سے ہٹا کر ہڈیوں کے ساتھ جوڑیں اور نہ ہی ان سے تحذیر کا فعل حاصل کرنے کی کوشش کریں ورنہ سوائے پیچیدگیوں اور خرابیوں کے اور کچھ حاصل نہ ہو گا۔

قارئین آپ بخوبی جانتے ہیں کہ استاد صابر ملتانی کی وفات کے بعد حکیم رحمت علی راحت صاحب نے تین حیاتی مفرد اعضاء کی بجائے چار حیاتی مفرد اعضاء کا نظریہ پیش کر دیا۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے کئی بار کئی وفد حکیم رحمت علی راحت صاحب کے پاس گئے۔ بدقسمتی سے ہر بار ناکام واپس آئے۔ حکیم رحمت علی صاحب اپنے چار کے نظریہ پر قائم رہا ہم نے انہیں اپنے چار کے نظریہ کو کتابی صورت میں شائع کرنے کو کہا کہ اگر آپ کا نظریہ درست ہو گا تو حکماء صاحبان تسلیم کر لیں گے لیکن بیس سال تک وہ اسے شائع کر کے عام حکماء تک نہ پہنچا سکے۔

اس دوران انہوں نے تین حیاتی مفرد اعضاء پر دس اعتراضات پیش کئے۔ گذشتہ سال حکیم محمد ظفر اللہ صاحب نے تین اور چار کے مسئلہ پر بحث تحریر کی جس میں راحت صاحب کے اعتراضات کے نمبروار جوابات تحریر کر کے طبی ماہناموں میں شائع کرانا شروع کر دیئے۔ چونکہ راحت صاحب کے اعتراضات پر مولانا محمد ظفر اللہ صاحب کے جوابات بہت قوی تھے۔ جب سے راحت صاحب بوکھلا گئے ہیں انہوں نے ہمیں لکھا کہ ظفر اللہ صاحب کے

جوابات پر میرے جوابات بھی شائع کریں۔ میں نے کہا کہ جب ان کے جوابات ختم ہو جائیں گے تو آپ کے شائع کردوں گا۔ چونکہ مولانا محمد ظفراللہ صاحب کی بحث سال بھر چلتی رہی اتنی دیر راحت صاحب انتظار نہ کرسکے اور اپنا رسالہ نکال کر مولانا محمد ظفراللہ صاحب کے جوابات دینے کی بجائے ان کی ذات پر برس پڑے۔ تحریر میں لہجہ انتہائی ہتک آمیز اختیار کیا گیا۔ اس پر تحریک تجدید طب کے کارکنوں اور حاملین قانون مفرد اعضاء کو بہت رنج دکھ ہوا۔ گذشتہ ماہ ۹ نومبر کو مولانا محمد ظفراللہ صاحب نے تین اور چار کے مسئلے پر بحث کے لئے اجلاس بلایا اس اجلاس میں حکیم رحمت علی راحت صاحب کو بھی دعوت دی گئی تھی کہ وہ بھی اپنا نظریہ پیش کریں مجھے بھی اس اجلاس میں حاضری کی دعوت دی گئی تھی بدقسمتی سے بارش کی وجہ سے میں حاضر نہ ہو سکا۔ راحت علی صاحب بیمار ہیں انہوں نے اپنا نمائندہ اجلاس میں بھیجا دوستوں کی زبانی معلوم ہوا کہ اجلاس دس بجے سے شام ۵ بجے تک جاری رہا جس میں بڑے بڑے سکالروں، معروف ڈاکٹروں اور حاملین قانون مفرد اعضا نے قابل قدر مقالے پڑھے راحت صاحب کے نمائندہ کو بھی اپنا مقالہ پڑھنے کا موقع دیا گیا۔ آخر میں ایک قرار داد منظور کی گئی کہ راحت صاحب کا نظریہ غلط ہے وہ استاد صاحب کی کتب سے اقتباسات تحریر نہ کریں اور نہ استاد صاحب کی ذات کو اس بے معنی بحث میں گھسیٹیں۔

(ماہنامہ قانون مفرد اعضاء دسمبر ۱۹۹۷ء)

حکیم ملک خیر دین ڈوگر

نے طبی معرکہ سر کرتے ہوئے اپنے تجربات سے ثابت کر دیا کہ

قانون مفرد اعضاء صحیح اور فطری طریقہ علاج ہے

حکیم فیض احمد فیض اور حکیم عبد العزیز کی ریسرچ نہ صرف غلط ثابت ہو گئی ہیں بلکہ انہوں نے طب میں ابہام بھی پیدا کئے اب وہ اپنے چیلنج کے مطابق ایک ایک لاکھ روپے حکیم ڈوگر سیلانی کو ادا کریں ورنہ وصولی بذریعہ عدالت ہو گی۔

حکیم انقلاب ڈاکٹر الحاج دوست محمد صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری عمر طبی تحقیق میں صرف کر کے ایک نیا طریقہ علاج ایجاد کیا۔ جس کی روشنی میں ۸۰ فیصد امراض کا علاج صرف غذا سے ہی کر لیا جاتا ہے۔ صرف ۲۰ فیصد امراض کا علاج کرنے کے لئے دواؤں کی مدد لی جاتی ہے۔ بلکہ امراض بھی تین ہیں۔ باقی سب علامات امراض اور علامات و صحت کو گڈ مڈ کر کے ہزاروں امراض کے جال میں دکھی بیمار انسانوں کو حیوانوں کی طرح بے شعور سمجھ کر ڈرایا جا رہا ہے۔ اور ادویات خوری پر لگا کر نشیلی اور زہریلی دوائیں فروخت کر کے دولت کمانے کے علاوہ بھی مزید بیمار کر کے لاچار کر دیا گیا ہے۔ جب ہر صاحب عقل انسانوں نے بعد از تجربات یقین کر لیا اور حاجی دوست محمد صابر ملتانی کو حکیم انقلاب کا خطاب دیا اور ان کی ۲۵ طبی کتب پڑھنے کے لئے لوگ بے تاب ہو گئے اور دوا فروشوں کی ادویات فروخت ہو کر ان کے سرمایہ میں اضافہ کرنے میں بے کار ہونے لگیں۔ تو سرمایہ دار دوا فروش قسم کے سوداگر آف میڈیسن نے حکیم انقلاب صابر ملتانی کے خلاف جھوٹے پراپیگنڈے شروع کر کے ان کے سچ پر اپنا جھوٹ حاوی کرنا شروع کر دیا تو وکلاء حضرات جج صاحبان اور زمینداروں اور کالجوں کے پروفیسرز حضرات نے دوا فروشوں کے جھوٹ کی تردید کر کے خاموش ہونے پر مجبور کر دیا اور خدمت خلق کو عبادت تسلیم کرنے والے مجاہدین نے مل کر حکیم انقلاب صابر ملتانی کو مجبور کیا۔ ایک

تنظیم پاکستان میں ترتیب دی جائے اور ہر صوبے کے سب شہروں میں حلقے قائم کئے جائیں۔ جو طبی حقائق عوام کے سامنے پیش کر کے صحت کی تعلیم عام کر کے ہر انسان کو نشیلی زہریلی دوا خوری کے رجحان کے نقصانات سے آگاہ کرے اور مزاج کے مطابق غذائیں کھا کر صحت مند رہنے کے راز ذہن نشین کرانے میں کامیاب تحریک چلائیں تو جناب حکیم انقلاب صابر ملتانی نے تحریک تجدید طب پاکستان قائم کر کے صحت کی تعلیم کا سلسلہ عام کر دیا تو یہ طبی تحریک دن دگنی رات چگنی ترقی کی منازل طے کرتی ہوئی پاکستان کے چاروں صوبوں سے باہر اسلامی ممالک تک متعارف ہو کر دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی پھیل گئی لیکن ۳۰ مئی ۱۹۷۲ء کو حکیم انقلاب صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اچانک اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تو تحریک تجدید طب پاکستان کے ممبران حضرات کو سوداگر آف میڈیسن نے گمراہ کرنا شروع کر دیا اور ان کے درمیان شکوک و شبہات پیدا کر کے اجتماعی مشن کو انفرادی اور خود پسندی کے جراثیموں سے آلودہ کر دیا۔ جب حاسدوں نے دیکھا کہ صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا مشن ہر شہر، ہر گاؤں اور محلوں بلکہ گھروں تک پھیل کر عوام کو غذا سے علاج کر کے صحت بنانے کے راز بتا رہا ہے تو انہوں نے نئی چال کا جال پھینکا اور طب یونانی کی مارکیٹ اور سیاست قائم رکھنے اور قانون مفرد اعضاء کو مٹانے کے لئے حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ کی ریسرچ مثلاً" تین سبب مرض نمبر ا تری نمبر ۲ خشکی نمبر ۳ گرمی کی کمی بیشی سے خون کی خرابی سے صرف تین امراض یعنی سوزش، سستی، کمزوری جن کو تحریک، تسکین، تحلیل کے نام سے عوام کو متعارف کروایا گیا تھا اور طریقہ تشخیص امراض اور ان کا علاج تجویز کرنے میں بڑی آسانیاں پیدا کر کے عوام کی دسترس میں دے دیا گیا تھا اس کو پیچیدہ بنانے کے لئے پھر طب یونانی کا قانون چار اخلاط مثلاً" خلط بلغمی، خلط سوداوی، خلط سفراوی اور خلط دموی کے غیر طبعی ابنارمل ہونے سے تحریک تسکین، تحلیل کے ساتھ چوتھی مرض تخدیر اور اعضائے رئیسہ مثلاً" دماغ، دل اور جگر کے ساتھ چوتھا عضو رئیس طحال (تلی) کو قرار دینے کا پروگرام فیصل آباد کے حکیم جناب رحمت علی راحت صاحب سے شروع کروایا۔ ممبران تحریک تجدید طب پاکستان کو ایک اقلیتی فرقہ کے قادیانیوں پر شک ہوا تو تحریک تجدید طب

پاکستان اور اس کے معاون ممبران نے تقریباً ۲۵ سال محنت کر کے تمام مروجہ طریق ہائے علاج کی علم الابدان کی کتب پڑھ کر حکیم رحمت علی راحت سے اپلیں کرتے رہنے کہ اپنے استاد محترم حکیم انقلاب صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسلمہ طبی تحقیقات میں شکوک پیدا نہ کریں۔

ابھی ابھی حکیم فیض احمد فیض نے اپنی تقریر میں حکیم انقلاب صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے حکیم رحمت علی راحت صاحب کی طبی تحقیقات کو سراہا ہے اور تین کی بجائے چار اعضائے رئیسہ نمبر۱ دماغ نمبر۲ دل نمبر۳ جگر نمبر۴ طحال کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی کتاب طب اسلامی کے صفحہ نمبر ۵۲ پر انسانی بدن کا نقشہ دکھا کر دعویٰ کیا ہے کہ حکیم انقلاب صابر ملتانی مجدد طب نے تین اعضائے رئیسہ دماغ' دل' اور جگر کے تحت جسم انسانی کو چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے اور ہم نے چار اعضائے رئیسہ کے تحت جسم انسانی کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ جو ہماری طبی تحقیقات کو غلط ثابت کرے میں خود ایک لاکھ روپے نقد انعام دوں گا۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ مورخہ 97-6-5 اور 1997-6-13 کو فیصل آباد آ کر میں نے دونوں فریقین کی تقریریں ریکارڈ کر کے تحریری ثبوت بصورت فوٹو سٹیٹ اور رسائل حاصل کر لئے تو گھر جا کر ۱۸ دن بغور پڑھ کر اور کیسٹیں سن کر محسوس کیا ہے کہ دونوں طرف سے طحال کی وضاحت اور افعال پر حوالے دینے کے لئے غدد جاذبہ اور غدد ناقلہ کی تشریح پیش کی گئی ہے اور جو تشریح الاعضاء کی روشنی میں ۵۰ فیصد نظر آتی ہے اگر غدد غیر ناقلہ اور غدد لمفاویہ کے افعال بھی تطبیق دے کر جگر طحال دل دماغ کے بالترتیب ایپی تھیلیل سیلز یعنی غدی اور جگراتی کیسے طحال کے کنیکٹو ٹشوز الحاقی کیسوں اور دل کے عضلاتی کیسوں (مسکولر ٹشوز) اور دماغ کے اعصابی کیسے یعنی نروز ٹشوز یا سیلز کو غدد جاذبہ غدد ناقلہ غدد غیر ناقلہ اور غدد لمفاویہ کے افعال کے علاوہ غدد نخامیہ غدد درقیہ غدد جار الدراقیہ غدد صنوبریہ غدد رترمیہ وغیرہ تک کی تشریح کی جاتی تو آپ سب کی محنت سو فیصد قرار پاتی یا پڑھنے سننے والے طبی تعلیم حاصل کر کے آپ کو دعائیں دیتے۔ جیسا کہ ابھی ابھی جناب ڈاکٹر منور عباس صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ اپنے مقالہ میں علم الابدان کے موتیوں کی بارش برسائی ہے میں خلوص دل سے

درخواست کرتا ہوں کہ یہ مقالہ سال میں دوبار ہر طبی رسالہ میں شائع کیا جایا کرے۔ بہرحال میں نے جون ۱۹۹۷ء کے باقی دن آپ کی تحقیقات پڑھنے سننے میں گزارے پھر جولائی ۱۹۹۷ء میں اپنی لائبریری کی کتابوں کو بغور پڑھا پھر اپنے استاد محترم ڈاکٹر چوہدری ایم اے جلیل صاحب سابق میڈیکل آفیسر ڈسٹرکٹ ہسپتال پاکپتن سے بھرپور راہنمائی حاصل کی تو معلوم ہوا کہ اعضائے رئیسہ صرف تین ہیں یعنی دل دماغ اور جگر لیکن طحال اعضائے شریفہ ہے۔ پھر میں نے سوچا کہ یہ تمام حوالہ جات لے کر میں اپنے بڑے بھائی حکیم رحمت علی راحت صاحب کے حضور پیش کر کے راضی بھر کر لوں۔ اور وہ میری اپیل منظور کر کے چار کی بجائے تین اعضائے رئیسہ کا مسئلہ یا اپنے استاد محترم حکیم صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ مرحوم کی قبر کا لحاظ کر کے طحال کو اعضائے شریفہ تسلیم بھی کریں گے لیکن ان کے کچھ دوست اپنے جذباتی پن کے ہاتھوں مجبور ہو کر حکیم فیض احمد فیض کی طرح ایک لاکھ کا انعام لہراتے پھریں گے۔ نہ طبی برادری کی اپیلیں منظور کریں گے نہ برادر عظیم حکیم رحمت علی صاحب کو راحت و سکون سے بیٹھنے دیں گے لہٰذا میں مسمی حکیم ڈوگر سیلانی نے فیصلہ کیا کہ جس طرح حکیم عبدالعزیز خانیوال نے اپنی دو کتابوں میں طب پاکستان کے قانون مفرد اعضاء کی مٹی پلید کرتے ہوئے لکھ دیا کہ تحریک غدی اعصابی کے مریضوں کا فوری علاج کرنے کے لئے بلڈ سرکولیشن یعنی دوران خون کے مطابق اعصابی غدی اور تحریک اعصابی عضلاتی کو چھوڑ کر فوراً" تحریک عضلاتی اعصابی تیز کر کے مریض کو سکون دیا جائے۔

یہ پڑھ کر میرے پیروں تلے سے زمین نکلتی محسوس ہوئی تو میں نے مارچ ۱۹۹۵ء کو لاہور اجلاس میں مطالبہ کیا کہ مرکزی عہدیداران تحریک تجدید طب پاکستان حکیم عبدالعزیز صاحب کی جواب طلبی کریں کہ انہوں نے طب پاکستان کے موجد جناب حکیم انقلاب صابر ملتانی کے فرمان یہ کہ حرکت سے حرارت اور حرارت سے زندگی دنیا میں گزاری جا سکتی ہے۔ حرکت چھوڑ کر سکون کے لئے اللہ نے قبر بنائی ہے۔ فوری اثر دوائیں نشیلی اور زہریلی ہونے کی وجہ سے عارضی سکون دے کر اصل مرض کو لاعلاج کر دیتی ہیں اور یہ پھر اپنے استاد کی طبی تحقیق

پس پشت ڈال کر یہود و ہنود کی طرح انسان کو سکون حاصل کرنے کا مشورہ دے رہا ہے۔ اور بلڈ سرکولیشن میں شارٹ کٹ لگانے کی تلقین کر کے معالج حضرات کو عطائی بنانے کی سازش کر رہا ہے۔ لیکن میرا ضمیر خاموش نہ ہوا وہ دن رات یاددہانی کراتا رہا کہ حکیم ڈوگر سیلانی تیرا استاد ہے صابر ملتانی یہ عبدالعزیز نہیں جو آنے والے معالجین کو اپنی کتاب کے ذریعے گمراہ کر کے ان سے غلط علاج کروا کر لاچار اور بیمار لوگوں کو سکون کے لالچ میں گہری نیند سلانے کی سازش کر رہا ہے۔ لہٰذا میں نے پہلے تحریک نمبر ۴ تیز کرنے کے لئے غدی عضلاتی مزاج پیدا کرنے والی گرم خشک دواؤں غذاؤں کو خوب کھایا پیا جب گرمی خشکی کے ہاتھوں سارا جسم جل اٹھا تو پھر غدی اعصابی تحریک پیدا کر کے انتہا تک لے گیا۔ اور ۲۷ اور ۲۶ جون ۱۹۹۶ء کو یکدم عضلاتی اعصابی تحریک سٹارٹ کرنے کے لئے دوا غذا کھائی تو رات ۳ بجے یکدم تشنج ہوا اور جان لبوں پر آ گئی تین جولائی کو دائیں ہاتھ پر فالج کے واضح اثرات نمودار ہو گئے اور مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۹۶ء کو اپنے عزیز حکیم محمد آصف چوہدری کے گھر لاہور میں تھا کہ یکدم ہارٹ اٹیک ہو گیا اور غدی اعصابی تحریک کے نمک اور گندھک نے دل کے چاروں سوراخ زخمی کر دیئے۔ ۱۵ یوم گنگا رام ہسپتال لاہور کے کارڈیالوجی ایمرجنسی وارڈ میں پڑا رہا۔ پہلے تو ڈاکٹر صاحبان نے جواب دے دیا کہ ہارٹ بلاک ہو گیا ہے۔ لہٰذا ڈیڈ باڈی لے جانے کا انتظام کریں۔ پھر میرے عزیز ناصر چوہدری نے گنگا رام ہسپتال کے ہارٹ سپیشلسٹ سرجن حضرات کو مدد کے لئے پکارا۔ ۱۵ دن میں ساٹھ ہزار روپے خرچ ہو گئے۔ پھر گھر آ کر چھ ماہ دیسی دواؤں سے علاج جاری رکھا۔ تو تقریباً" ساٹھ ہزار روپے خرچ ہو گئے روزانہ ۵، ۴ سو روپے کی دوا لینی پڑتی تھی تو یہ مصیبتیں حکیم ڈوگر سیلانی نے فن طب کی فنی غلطی دور کرنے میں برداشت کر لیں۔ عام معالج یا مریض تو نہیں کر سکتے۔ وہ تو اگلے جہاں حکیم عبدالعزیز کی کتابیں ہی اللہ کے حضور پیش کریں گے تو آج میں اس عظیم الشان طبی برادری کے اجلاس کو عدالت تسلیم کر کے کلیم کر کے ہوں دعویٰ کرتا ہوں کہ حکیم عبدالعزیز سے مجھے ایک لاکھ روپے ہرجانہ لے کر نہیں دے سکتے تو ان کی کتابوں کی خطرناک اغلاط دور کر کے طب پاکستان کو بدنام ہونے سے تو بچا سکتے ہیں اور طب

پاکستان کی حفاظت ہر محب وطن پاکستانی پر فرض ہے۔ لیکن گستاخی معاف میرے معزز بزرگوار اور عزیزان ماشااللہ آپ حکیم ہیں معالج ہیں طبیب ہیں۔ اچھا اب غور فرمائیں اور حکیم فیض احمد فیض کی طرف دھیان فرمائیں اور ۲۵ منٹ پہلے ہونے والی ان کی تقریر کے الفاظ اپنے حافظہ پر لائیں ان کی لکھی کتاب کے صفحہ نمبر ۵۲ پر بنا ہوا نقشہ بدن انسانی جب میری نظر سے گزرا تو میں نے فیصلہ کیا کہ طبی مضامین کے لفظوں کے ہیر پھیر میں الجھنے کی بجائے اس نقشہ کے مطابق تحریکوں کے مقام چیک کر لئے جائیں تو جھگڑا جلد ختم ہو سکتا ہے اگر چار اعضاء رئیسہ کا مسئلہ سچا ہے تو آٹھ تحریکیں ثابت ہوں گی اگر تین میں حقیقت ہے تو چھ تحریکیں ظاہر ہوں گی مثلاً" حضرت صابر ملتانی لقمان ثانی نے تحریک عضلاتی رغدی کا مزاج خشک گرم لکھا ہے اور اس مزاج کا اثر دائیں ٹانگ پر زیادہ ہوتا ہے اور حکیم فیض احمد فیض صاحب لکھتے ہیں کہ دائیں ٹانگ پر عضلاتی غدی نہیں عضلاتی خالص یعنی خشکی سردی کا اثر نمایاں ہو کر اعضاء کی پھڑکن دھڑکن خارش درد سوزش ورم پیدا کرے گا۔

میں نے خشکی سردی پیدا کرنے والی دوائیں غذائیں بکثرت استعمال کر کے معلوم کیا کہ دائیں ہاتھ میں تحریک عضلاتی اعصابی کے ایریا میں سگنل محسوس ہونے لگے تو پھر عضلاتی غدی دوائیں کھائیں تو دائیں ٹانگ پر تحریک کے اثرات واضح ہوئے تو یقین آگیا کہ استاد محترم حکیم انقلاب صابر ملتانی صاحب کی ریسرچ کے مطابق انسانی جسم کی تقسیم ترتیب درست ہے اور حکیم فیض احمد فیض نے سن سنا کر شائع کرنے میں جلدی کی ہے۔ پھر غدی عضلاتی تحریک شروع کی تو عضلاتی قشری تحریک بقول فیض صاحب کے ثابت نہ ہوئی بلکہ بقول صابر صاحب غدی عضلاتی تحریک بائیں سر میں واضح آگئی اور ساتھ تحلیل قلب نے ایسا زور پکڑا کہ ۱۴ اگست ۱۹۹۷ء کو دوبارہ ہارٹ اٹیک ہوا۔ میری حالت غیر ہوتی دیکھ کر فوراً" کار میں ڈال کر میرے تایا زاد بھائی ملک نظام دین ڈوگر ساہیوال کے ہارٹ سپیشلسٹ ڈاکٹر محمد سعید ڈوگر کے پاس لے گئے انہوں نے ساری ہسٹری سن کر بڑا افسوس کیا تو حاجی ملک نظام دین ڈوگر نے مجھے سخت ڈانٹ پلائی کہ تمہارے استاد حکیم انقلاب صابر ملتانی کو پاکستانی قوم نے کیا دیا ہے کون سا

شہران کے نام پر آباد کیا۔ کون سا ایوارڈ تمغہ دیا بتاؤ اب تم بھی اسی راہ ریسرچ کے مسافر بن کر تڑپ رہے ہو۔ میرے بیٹے حکیم ملک حمید غازی ڈوگر نے بھاگ دوڑ کرکے پھر چالیس ہزار روپے خرچ کئے تو آج میں آپ کے سامنے فیصل آباد تک آگیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ سب کے استاد محترم جناب حکیم انقلاب حضرت دوست محمد صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی طب پاکستان کا قانون مفرد اعضاء ناقابل تردید ہے۔ اور حقائق پر مبنی ہے۔ باقی تمام مروجہ طریقہ ہائے علاج کم از کم ۵۰ فیصد ظنی اور مشکوک ہیں۔

اب آپ سب اور آپ کے شاگرد حضرات یعنی طب پاکستان کے پریکٹیشنرز معالج حضرات محنت کریں اپنے محقق اعظم کی طبی تحقیقات بغور پڑھ کر ذہن نشین کریں اور نبضی تشخیص کے ذریعے جسم انسانی میں تحریک تسکین تحلیل کی علامات مرض اور علامات محمودہ سے اپنے مریضوں کو متعارف کرائیں نیز مریض اور اس کے وارثان عقلمندی سے صبر کے ساتھ غذا دوا استعمال کریں۔ تو انشاء اللہ کسی دیگر طریقہ علاج کے محتاج نہیں ہوں گے۔ اور نشیلی و زہریلی دواؤں کے سائیڈ ایفیکٹ سے اپنی قیمتی صحت برباد نہیں کریں گے۔ اور وہ دن قریب ہے کہ طب فرنگی کے پریکٹیشنر اور طب یونانی طب ہندوستانی کے پرستار اپنے ملک کی عظیم ترین طب پاکستان کا شان تسلیم کرکے ہر ہسپتال ڈسپنسری میں طب پاکستان کا فارماکوپیا رائج کرکے ملک کے کھربوں روپے نشیلی زہریلی دوائیں خریدنے سے نفرت کریں گے اور اربوں روپے اپنے ملک کی تعمیر و ترقی پر خرچ کرکے ملک کا نام بلند کریں گے۔

اگر آپ نے اور ملک کے صاحب فکر حضرات نے قادیانی سازشوں اور سوداگر آف میڈیسن کے سرمایہ داروں سے طب پاکستان اور اپنی شان کو بچالیا تو یہ آپ کی خوش قسمتی اور جوانمردی ہوگی اور آپ کی آنے والی نسلیں آپ کے گیت گائیں گی۔ جس طرح آپ آج مرد مومن لقمان ثانی حضرت حکیم انقلاب صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے گیت گا رہے ہیں۔ اس آدمی کی دعا عرش پر نہیں جاتی جس کو خدمت خلق کرنی نہیں آتی اچھا اجازت چاہتا ہوں۔ خدا حافظ

یادرہے کہ حکیم ملک خیرالدین ڈوگر سیلانی کی تقریر اور فیصلے کے بعد جناب حکیم محمد عاصم صاحب جو کہ حافظ آباد ضلع ——— میں ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائریکٹر بھی ہیں۔ مائک پر آئے اور حکیم فیض احمد فیض سے مخاطب ہو کر مطالبہ کیا کہ آپ نے ایک لاکھ روپے چیلنج کے طور پر رکھا ہوا ہے اب آپ کے سامنے آپ کی لکھی کتاب کے نقشے کے مطابق حکیم ملک خیرالدین ڈوگر سیلانی نے اپنے جسم پر آزما کر آپ کی ریسرچ کو اجلاس عام میں غلط ثابت کر دیا ہے۔ میں ہال میں موجود طبی برادری کی طرف سے آپ کو اعلانیہ فیصلہ سناتا ہوں کہ آپ وہ ایک لاکھ روپیہ حکیم ملک خیرالدین ڈوگر کو ایک ہفتے تک ادا کر کے رسید مرکزی اجلاس لاہور میں پیش کریں تو حکیم فیض احمد فیض کھسیانے ہو کر کہنے لگے کہ حکیم عبدالعزیز خانیوال والے بھی حکیم ڈوگر سیلانی کا نقصان پورا کرنے کے لئے ایک لاکھ نہیں تو پچاس ہزار روپے ہی اجلاس عام میں ادا کر کے رسید حاصل کریں۔ تو میں بھی ادا کر دوں گا۔ حاضرین اجلاس نے کہا کہ دونوں نے ادائیگی نہ کی تو بذریعہ عدالت وصولی ہو گی بعد میں متفقہ قرار داد پاس ہوئی کہ آئندہ طب پاکستان میں طب یونانی طب ہندوستانی کے مفروضے شامل کرنے والے حکیم اور ڈاکٹر کو عدالت میں گھسیٹا جائے گا حکیم غلام رسول . بھٹہ صاحب نے کہا کہ آئندہ سے قانون مفرد اعضاء کو چیلنج کرنے والوں کا مقابلہ جناب حکیم ملک خیرالدین ڈوگر صاحب کیا کریں گے تو سب حکیم صاحبان نے کھڑے ہو کر ہاتھ کھڑے کر کے قرار داد کی تائید کرتے ہوئے عہد کیا کہ آئندہ جماعت میں انتشار اور تفرقہ پیدا کرنے یا غلط کتابیں لکھ کر ابہام پیدا نہیں کریں گے نیز ایسا کرنے والے کا ڈٹ کر مکمل احتساب کریں گے اجلاس ۴ بجے شام برخاست ہوا پھر فوٹو گرافروں نے تمام حکیم صاحبان کے گروپ فوٹوز بنائے اور حضرت صابر ملتانیؒ کے مجاہد اپنے اپنے گھروں کو سدھارے۔

حکیم ڈاکٹر چوہدری شبیر احمد راں پرنسپل انقلابی تجدید طب کالج موڑ ایمن آباد گوجرانوالہ

☆ طحال عضو رئیس نہیں ☆

حکیم رحمت علی راحت بھی کمال کرتے ہیں کبھی تو الحاقی مادہ سے بنیادی اعضاء بناتے ہیں اور کبھی فعلی اعضاء در حقیقت یہ بنیادی اعضاء ہیں ان کو ہر سہ اعضائے رئیسہ کا معاون ہی رکھا جائے تو بہتر ہے۔ معاون جب حدود پھاند کر افسر بن بیٹھیں تو پھر نظام تو اللہ کے حوالے ہی رہ جاتا ہے۔ ایک طرف تو حکیم صاحب طحال کو الحاقی مادہ' الحاقی انسجہ سے بنا رہے ہیں اور دوسری طرف اس کے عضو رئیس ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ الحاقی مادہ کی ماہیت و نوعیت سے بے خبر ہیں۔ الحاقی مادہ کا بنیادی رکن مٹی ہے خاکی مادہ اور مٹی سے بننے والی انواع و اقسام جمادات کا بے جان ہونا مسلمہ حقیقت یعنی "UNIVERSAL TRUTH" ہے۔ اس میں تخم جنسی' پانی' ہوا اور حرارت سے پیدا ہونے والی نباتات کو ساری دنیا زندہ تسلیم کرتی ہے۔ مگر مٹی تو بے جان ہی رہتی ہے۔ مٹی میں نشو و نما کا سلسلہ پانی' ہوا اور حرارت کے ایک خاص توازن سے جاری ہوتا ہے۔ اس لئے اطبائے کرام الحاقی مادے کو مٹی اور گارے کی تمثیل قرار دیتے آئے ہیں۔

حکیم رحمت علی راحت نے طحال کو عضو رئیس قرار دینے کے لئے (Medical Anotomy Physiology) کا سہارا لیا ہے۔ جبکہ جدید میڈیکل سائنس میں نسیج الحاقی کو دیگر تمام انسجہ سے ادنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ امراض کی دنیا میں جدید سائنس کے پاس "ENLARGED SPLEEN" کے علاوہ کسی اور قابل ذکر مرض کا تذکرہ نہیں ملتا۔ ان کے ہاں طحال کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی گئی۔ اب آپ شیخ الرئیس بو علی سینا رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر غور کریں تو طحال کے بارے میں پوری وضاحت مل جائے گی۔ شیخ الرئیس نے طحال کو اعضائے مرؤسہ میں رکھا ہے اور ان کی یوں تعریف کی ہے۔ کہ وہ اعضاء جو اعضائے رئیسہ کے خادم نہیں ہیں بلکہ وہ اعضاء میں جن کی طرف اعضائے رئیسہ سے

قوتیں پہنچتی ہیں۔ مثلاً" گردہ، طحال، معدہ، پھیپھڑہ وغیرہ۔ یہ اعضائے مروسہ اگرچہ اعضائے رئیسہ نہیں ہیں اور نہ ہی خادم الرئیس ہیں لیکن اپنے اندر بے حد اہمیت رکھتے ہیں۔ ان کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگالیں کہ ان کی طرف تمام اعضاء رئیسہ سے قوتیں پہنچتی ہیں۔ گویا ان کا تعلق تینوں اعضائے رئیسہ کے ساتھ ہے۔ عضو رئیس یا ان کے خادم عضو میں کوئی بیماری پیدا ہو تو صرف اس عضو کی خرابی کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی عضو مروسہ میں خرابی ہو تو لازمی ہے کہ یہ معلوم کیا جائے کہ کس عضو رئیس میں خرابی ہے۔ جس کا اثر اس پر پڑ رہا ہے۔ مزید برآں بہت سے ایسے مشاہدات، معالجات، منافع الاعضاء اور علم الامراض والعلامات سے ثابت ہوتا ہے کہ طحال کو عضو رئیس قرار دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

"جسم میں جب اعصاب میں تیزی ہوتی ہے تو نالی دار غدد کی رطوبات گرتی ہیں اور عضلات میں تیزی ہوتی ہے تو غیر نالی دار افرازات خون میں شامل ہوتے ہیں اور بظاہر جسم میں خشکی ہوتی ہے"۔

(تحقیقات وعلاج جنسی امراض صفحہ ۱۰۶)

گویا اعصاب و عضلات کے افعال کو تحریک دینے سے دونوں قسم کے افرازات (رطوبات) کو بڑھایا جا سکتا ہے اور اعصاب و عضلات میں تسکین پیدا کرنے سے ان دونوں اقسام کے غدد کے افرازات کو گھٹایا جا سکتا ہے لہٰذا طحال کو عضو رئیس قرار دینے کی ضرورت نہیں۔

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔

"سب سے بڑا غیر نالی دار غدد طحال ہے اس لئے طب قدیم نے اس کو اعضائے رئیسہ کے بعد اعضائے شریفہ میں شمار کیا اور چوتھی خلط سودا کی اصلاح و تعمیر کا تعلق اس کے ساتھ قائم کر دیا"۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ ۲۱۶)

تجربات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تلی کو اگر کسی آدمی یا حیوان کے جسم سے نکال دیا جائے تو اس کی صحت پر کوئی مضر اثر نہیں پڑتا سوائے اس کے کہ خون کے سرخ و سفید دانوں کی تعداد کم ہو جاتی ہے۔

(مخزن حکمت از خان صاحب ڈاکٹر و حکیم غلام حسین شمس الاطباء)

"ذیابیطس عروقی فضلات میں جو غدد ناقلہ کے ضعف سے پیدا ہو جاتے ہیں جن میں گردے بھی شریک ہیں۔ رطوبات کی کثرت کی وجہ سے غدد جاذبہ خمیر بنانا چھوڑ دیتے ہیں جن سے ذیابیطس ہو جاتا ہے"۔

(رجسٹریشن فرنٹ اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۴)

ثابت ہوا کہ اعصابی تحریک کی وجہ سے غدد میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے' عضلات میں تسکین آ جاتی ہے۔ نتیجہ کے طور پر رطوبات بڑھ جاتی ہیں۔ جن میں خمیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس حالت میں جب عضلات کو تحریک دی جاتی ہے تو غدد جاذبہ و طحال خمیر پیدا کرنے شروع کر دیتے ہیں اور طحال کے افعال خود بخود درست ہو جاتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ طحال کو عضو رئیس قرار دینے کی ضرورت نہیں۔ جیسا کہ:۔

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ:۔

"اگر خون میں کسی ایک عضو رئیس کا محرک کم ہو جائے تو اس کی حرکت میں کمی آ جاتی ہے کہ ان اعضائے رئیسہ کے محرکات کیمیاوی طور پر جسم میں تیار ہو کر ان کو عمل میں رکھتے ہیں۔"

(رجسٹریشن فرنٹ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۶)

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ:۔

"جب جسم کے غدد جاذبہ خصوصاً" گلے کے غدد غیر ناقلہ (بغیر نالی دار غدد) پھول جاتے ہیں جن کو خنازیر کہتے ہیں۔ غدد جاذبہ پھول جاتے ہیں۔ اعصاب میں تحریک ہوتی ہے اور عضلات میں تسکین ہوتی ہے۔"

(تحقیقات حمیات صفحہ ۱۲۲ ۔ ۱۲۱)

[illegible]

بذیاں متاثر ہو کر قوی ہو جاتی ہیں۔"

(حقیقت حمیات صفحہ [illegible])

تو مجدد طب [illegible] کا یہ قول تو اس فیصلہ کا حرف آخر ہے کہ [illegible] انسجہ کے [illegible] کی درستی اور بگاڑ کا دارومدار تین اعضائے رئیسہ پر ہے۔ ثابت ہوا کہ [illegible] انسجہ کے افعال اور امراض تین اعضائے رئیسہ کے تحت ہیں۔

مجدد طب [illegible] کا قول ہے کہ:۔

"(انسجہ) الحاقی چونکہ بنیادی اعضاء بناتے ہیں اس لئے ان اعضاء کے افعال [illegible] اعضاء کے تحت ہیں"۔

طحال کیونکہ الحاقی انسجہ سے بنی ہوئی ہے اس لئے بھی یہ عضو رئیس نہیں ہے اس کے افعال بھی اعضائے رئیسہ کے تحت ہوں گے۔

"جگر ایک غدہ ہے اور جسم کے تمام چھوٹے بڑے غدد کا مرکز ہے۔ جس طرح دماغ اعصاب کا مرکز ہے اور دل عضلات کا مرکز ہے یعنی اس کے افعال ہی کے تحت جسم کے تمام

نالی دار غدد کام کرتے ہیں اگرچہ غیر نالی دار غدود کے افعال نالی دار غدود کے بالکل برعکس ہیں یا ان کے افعال کے بعد مشینی طور پر عمل کرتے ہیں۔ سب سے بڑا غیر نالی دار غدد طحال ہے۔ اس لئے طب قدیم نے اس کو اعضائے رئیسہ کے بعد اعضائے شریفہ میں شمار کیا ہے اور چوتھی خلط سودا کی اصلاح و تعمیر کا تعلق اس کے ساتھ قائم کر دیا ہے۔"

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر۲۱۶)

کیا مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول فیصل نہیں کہ غدد جاذبہ بھی اس (جگر) کے ماتحت ہیں اور طحال عضو شریف ہے اب بات واضح ہو گئی ہے کہ طحال عضو رئیس نہیں ہے۔

"امراض ہمیشہ اس حالت کا نام ہے جب جسم کے حیاتی مفرد عضو کے فعل میں خرابی واقع ہو جائے۔ تو تین حالتیں ہوں گی۔

اول عضو کے فعل میں تیزی پیدا ہو جائے گی جس کو افراط فعل کہتے ہیں۔

دوسرے عضو کے فعل میں سستی پیدا ہو جائے گی جس کو تفریط کہتے ہیں۔

تیسرے عضو کے جسم میں ضعف پیدا ہو جائے گا اس کو تحلیل کہتے ہیں۔

چوتھی صورت کوئی نہ ہو گی۔

(تحقیقات المجربات صفحہ نمبر۳۱)

پس ثابت ہوا کہ جس طرح چوتھا کوئی عضو رئیس نہیں اگر ہوتا تو عضو کی چوتھی حالت بھی ضرور ہوتی۔

طحال کو عضو رئیس قرار نہ دینے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یہ کنکٹو ٹشوز سے بنی ہوئی ہے اس لئے اس کو عضو رئیس قرار دینا سراسر خلاف ورزی ہے۔

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"عظم طحال اور ضعف کی صورت میں جسم میں تیزابیت کم ہو جاتی ہے اور خون میں سرخی کی بجائے رطوبات بڑھ جاتی ہیں۔ (جو کہ یقیناً" اعصابی تحریک میں بڑھتی ہے۔) کمی خون اور خرابی خون کی علامت پیدا ہو جاتی ہے۔ جسم پھول جاتا ہے اور خون کی پیدائش رک جاتی ہے۔ اس صورت میں سب سے زیادہ جو نقصان ہوتا ہے وہ عضلات کا پھول جانا ہے۔ جس

کے ساتھ قلب بھی پھولنا شروع ہو جاتا ہے۔"

(تحقیقات المجربات صفحہ ۱۵۲)

پھولے ہوئے عضلات سے واضح ہو رہا ہے کہ ایسا اعصابی تحریک میں پیدا ہوتا ہے۔ جب عضلات کو تحریک دیں گے، سودا کی پیدائش شروع ہو جائے گی۔ طحال بھی خود بخود سکڑ کر نارمل ہو جائے گی اس امر سے ثابت ہوتا ہے کہ طحال کو عضو رئیس قرار دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کا علاج عضلاتی غدی نسخہ تجویز کیا ہے۔ طحال میں اگر سوداوی محلول پائے جاتے ہیں تو اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ یہ عضو رئیس ہے۔ طحال میں تو خون بھی سٹور ہو جاتا ہے۔ طحال سکڑ کر بوقت ضرورت ۱۰۰ ملی لیٹر خون جسم کو فراہم کر سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ کوئی طحال میں خون کی موجودگی دیکھ کر اس کو عضو رئیس کہہ دے جہاں پر خون کی کچھ مقدار بھی موجود ہو تو اس میں سپلائی کرنے کی صلاحیت بھی ہو تو اس کو مقام تخذیر کیونکر کہا جا سکتا ہے۔

دوران خون میں غدد جاذبہ و طحال کا کردار

جسم پر رطوبات ترشح ہو جانے کے بعد جو جذب ہو کر بچ جاتی ہیں وہاں پر غدد جاذبہ ہی کے ذریعے جذب ہو کر عروق جاذبہ کے ذریعے دل میں پہنچ کر خون میں مل جاتی ہیں۔ یہاں بھی غدد جاذبہ میں کیمیاوی تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔

جس رطوبت میں ترشی پیدا نہیں ہوتی وہ وہاں پر قائم رہتی ہے اور وہاں پر اکٹھی ہو جاتی ہے۔

جو رطوبت ترشی میں تبدیل ہو جاتی ہے وہ کیمیاوی طور پر عروق جاذبہ میں مل جاتی ہے۔

پھر یہی ترشی جب جا کر خون میں شریک ہوتی ہے تو دل کے فعل میں انقباض پیدا کر کے اس کو تیز کر دیتی ہے۔ اس سے خون میں گاڑھا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ اس عمل سے معدہ کے عضلات کی رطوبات جذب ہو کر وہاں کے اعصاب میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے بھوک لگتی ہے۔ عضلات کے اس انقباض سے نہ صرف معدہ کے عضلات میں تیزی

آجاتی ہے بلکہ تمام جسم کے عضلات متاثر ہوتے ہیں یہ دوران خون کا کیمیاوی عمل ہے۔

(رجنریشن فرنٹ جنوری ۱۹۷۰ء صفحہ ۱۴)

دل جسم انسانی میں ایک اہم عضو ہے اور اس کی حرکت میں رہنے سے ہی انسانی جسم کی زندگی قائم ہے اس لئے دل کو حرکت میں رکھنے کے لئے یہ سب صورتیں اختیار کی گئی ہیں۔ ان اصولوں کے علاوہ کیمیاوی طور پر بھی ایک صورت ہے وہ کیمیاوی رطوبات ہیں جو جسم میں بعض غدد کے کیمیاوی اعمال سے تیار ہو کر دل کو تحریک اور تقویت دیتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ کیمیاوی رطوبات اپنا عمل کم کردیں تو نہ صرف دل کی حرکات میں کمی آجاتی ہے بلکہ کمزور بھی ہو جاتا ہے۔ یہ کیمیاوی رطوبات اسی مواد سے تیار ہوتی ہے جو رطوبت خون سے ترشح اور جذب ہونے کے بعد باقی بچتی ہے۔ پھر غدد جاذبہ سے جذب ہو کر وہاں ان میں ایک خاص قسم کا خمیر تیار ہوتا ہے۔ پھر یہی خمیر شدہ رطوبت عروق جاذبہ کے ذریعے دل میں گر کے اس کے خون میں شامل ہوتی ہے۔ جس سے خاص طور پر دل میں حرکت اور تقویت پیدا ہوتی ہے۔ بار بار کے تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ اس رطوبت کی پیدائش میں کمی واقع ہو جائے تو نہ صرف دل کی حرکات بلکہ طاقت میں بھی کمی آجاتی ہے۔

(رجنریشن فرنٹ اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۵)

مجدد طب ؒ کے مندرجہ بالا اقوال میں غدد جاذبہ و محلل میں دوران خون اور اس کے فعل پر مکمل روشنی ڈالی گئی ہے۔ خلاصہ درج ذیل ہے۔

(۱) غدد جاذبہ خون میں سے بچی ہوئی رطوبات جو کہ الکلائن ہوتی ہیں کو جذب کر لیتے ہیں۔

(۲) پھر غدد جاذبہ کیمیاوی عمل سے ان میں خمیر پیدا کر کے ترشی و سودا میں تبدیل کر دیتے ہیں۔

(۳) رطوبت میں اگر ترشی پیدا نہ ہو تو وہ وہیں اکٹھی ہوتی رہتی ہیں۔

(۴) پھر یہ ترش و سوداوی رطوبات عروق جاذبہ کے ذریعے دل میں پہنچ کر وہاں پر تحریک پیدا کر دیتی ہیں۔

(۵) دل میں تقویت و حرکت کا باعث بنتی ہیں۔

(۱) ...ل کی غذا تیار کرنا غدد جاذبہ کے ذمے ہے کیونکہ اگر یہ خلط کم ہو جائے تو دل کے فعل میں سستی واقع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سودا محرک طحال نہیں بلکہ محرک قلب ہے۔ سودا کا فعل تخدیر قرار دینا غلط ہے۔ کیونکہ مخدر چیز تحریک پیدا نہیں کر سکتی۔ خمیر کے مقام پر حرارت کی پیدائش ضروری عمل ہے۔ جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ طحال کا تخدیر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ معلوم ہوا کہ طحال کسی بھی اصول و قانون کے تحت عضو رئیس نہیں ہے۔

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کے مزید فرمودات ملاحظہ ہوں:۔

یہ امر سمجھ لیں کہ سودا کا مقام طحال ہے جو تمام جسم کے غدد جاذبہ کا مرکز ہے۔ خون کے جسم میں خرچ ہونے کے بعد کیمیاوی طور پر جو فضلات اکٹھے ہوتے ہیں۔ وہ غدد جاذبہ خصوصاً طحال میں کیمیاوی طور پر (کسی نالی سے نہیں) کیونکہ غدد جاذبہ بغیر نالی کے غدود ہیں۔ اکٹھے ہو جاتے ہیں جہاں وہ سودا میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ پھر وہاں سے کیمیاوی طور پر عضلات خصوصاً معدہ کے عضلات پر ترشح پاتے ہیں۔ جس سے عضلات میں انقباض اور تیزی پیدا ہوتی ہے۔

(تحقیقات حمیات صفحہ ۳۸)

صاف ظاہر ہے کہ غدد جاذبہ کا کام خون کی مترشح رطوبات میں سے تغذیہ کے بعد بچی ہوئی رطوبات کو جذب کر کے سودا میں تبدیل کرنا ہے پھر یہی سودا عضلات میں تحریک دیتا ہے۔

جدید طب (Physiology) کی کتاب میں صاف اور واضح طور پر تحریر ہے "طحال ایک وائٹل آرگن نہیں ہے بلکہ اس کو اگر جسم سے نکال دیا جائے تو اس طرح ہوتا ہے جس طرح (Tonsils) کو نکال دیا جائے"۔

مخزن حکمت کے مولف شمس الاطباء خان صاحب ڈاکٹر حکیم غلام جیلانی لکھتے ہیں۔

"تجربات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر تلی کو کسی آدمی یا حیوان کے جسم سے نکال دیا جائے تو اس کی صحت پر کوئی معتد بہ اثر نہیں پڑتا سوائے اس کے کہ خون کے سرخ و سفید دانوں کی تعداد کم ہو جاتی ہے۔"

جھگڑا چوتھے عضو رئیس کا اور فیصلہ طبی سپریم کورٹ کا

آیئے اطب اسلامی اور طب یونانی کے بڑے بڑے مایہ ناز مفکرین، مبصرین اور جید روسائے فن سے پوچھیں کہ کیا طحال عضو رئیس ہے۔؟

تو ہمیں سب کی طرف سے ایک ہی فیصلہ ملے گا کہ جی نہیں! طحال عضو رئیس نہیں بلکہ یہ تو عضو مروسہ ہے نہ اسے بقراط نے عضو رئیس کہا، نہ جالینوس نے۔ نہ رازی اور نہ شیخ الرئیس بو علی سینا رحمۃ اللہ علیہ نے بلکہ یہ تمام اکابر آئمہ طب اسے عضو مروسہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

کیا یہ عجب بات نہیں کہ افعال الاعضاء اور تشریح الابدان کے لطائف پر سیر عبور رکھنے والے بین الاقوامی محققین و مفکرین سے ایک عضو رئیس صرف نظر ہوتا رہا۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اب تحقیقات کے دروازے بند ہو گئے ہیں۔ تحقیقات کا ہر کسی کو حق حاصل ہے مگر یہ تو کوئی تحقیقات نہیں کہ عالمگیر محققین کی طرف من گھڑت تاویلات کو منسوب کر دیا جائے اور اس کا نام تحقیقات رکھ دیا جائے۔

سائنس ہمیشہ سچائی کی تلاش میں رہتی ہے۔ سائنس کے میدان میں جب بھی کوئی سچائی پیش کی جاتی ہے یہ اس پہ مہر تصدیق ثبت کر دیتی ہے۔

غیر علمی، غلط، ظنی اور نام نہاد تحقیقات حرف غلط کی طرح مٹ جاتی ہیں۔

مجھے ایک بھری محفل میں محترم جناب حکیم غلام رسول بھٹہ صاحب کے کہے ہوئے الفاظ بہت پسند آئے۔

"ہمارا تو اپنے آپ کو محقق سمجھنا تحقیق کی توہین ہے" بیشک ہم سب کا یہی حال ہے۔ ان تحقیقات میں کوئی ربط نہیں نہ کوئی حقیقت ہے محض اپنے آپ کو محقق کہلانے کے شوق میں یہ خیالی پلاؤ پکائے گئے ہیں۔

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان تحقیقات کو کم علمی کی وجہ سے بدل کر رکھ دینا کہاں کی تحقیقات ہیں۔ عقل بے چاری کیا تحقیقات کر سکتی ہے۔ عقل کا گھوڑا چٹیل میدان میں تو دوڑ سکتا ہے۔ فکر و فہم کی بلند و بالا چوٹیوں کو سر کرنا مجدد فن ہی کا کام ہے۔

مجدد کے فہم و فراست کی وسعتیں، بلندیاں اور گہرائیاں مرفوع القلم ہوتی ہیں۔ عقل

ہماری ان کی خاک پا تک رسائی نہیں رکھتی۔ مجدد کی تحقیقات تدقیقات کی بنیاد پر صدیوں تحقیقات ہوتی رہتی ہیں۔ جب میرے جیسے نااہل محقق تحقیقات کے نام پر فن عزیز کا حلیہ بگاڑ دیا کرتے ہیں۔ تب کہیں جا کر اللہ تعالیٰ اس فن کو بچانے کے لئے فن کا مسیحا بھیج دیا کرتا ہے۔ جو کہ فن عزیز میں عصری تقاضوں کے مطابق تجدید کیا کرتا ہے اور نااہل لوگوں کی طرف سے داخل کی گئی گندگیوں کو نکال باہر کیا کرتا ہے۔ اور فن دوبارہ پاک و صاف ہو کر جگمگا اٹھتا ہے۔

من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا

کے زمرے میں آنے والی شخصیات ہی اپنے تجربات و مشاہدات سے حکم لگایا کرتی ہیں کسی دوسرے کا مجدد فن کی تجدید و تحقیقات پر کلام کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ "کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا) والی بات ہے۔ عقل رحیم میں پھنس کر دھوکہ کھانے والی بات ہے۔

مجدد فن فطرت کا ترجمان ہوتا ہے فطرت کا صرف وہی عارف ہوتا ہے جس کو یہ عرفان اللہ تعالیٰ نے خود عطا فرمایا ہوتا ہے۔ ایسا علم کسبی نہیں وہبی ہوتا ہے۔ اٹل ہوتا ہے بدل نہیں سکتا۔ بلکہ نئی تحقیقات کے لئے قانون بن جایا کرتا ہے۔

لہٰذا اس مطول و مفصل بحث کے بعد میرا آپ کو اور آپ جیسے دوسرے بزعم خویش محقق دوستوں کو مشورہ ہے کہ کسی نابغہ روزگار مجنوں فن اور مجدد و محقق اصل کے نظریات و تحریرات میں تبدل و تغیر اور ترمیم و اضافہ کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ جان جوکھوں کا کام ہے۔

سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا۔ کے مصداق برس ہا برس صعوبت و مشقت اور خلوص و محنت کی کٹھالی میں گلنے، گھلنے اور پگھلنے کے بعد کوئی مجدد کا درجہ حاصل کرتا ہے چوہا اگر بل کھودتے کھودتے ہلدی کی گنٹھی پالے تو وہ پنساری نہیں بن سکتا۔ اس لئے ہماری آپ کی اور عوام الناس کی بہتری اسی میں ہے کہ آپ حقیقت کی طرف لوٹ آئیں دیر نہ کریں۔

وما علینا الا البلاغ

حکیم میاں لیاقت علی حقانی جنرل سیکرٹری تحریک تجدید طب پاکستان

تین صورتیں

مجدد طب حکیم انقلاب دوست محمد صابر ملتانی نے جسم الوجود کی اناٹومی، فزیالوجی اور پتھالوجی کو چند سطور میں سمو دیا ہے۔

مجدد طب کا فرمان "موجودہ علمی تحقیقات (ماڈرن سائنس) نے جسم انسان کو چار اقسام کے اعضاء میں تقسیم کیا ہے جن کو ٹشوز کہتے ہیں۔ یہ ٹشوز چھوٹے چھوٹے حیوانی ذرات (سیلز) سے بنے ہوتے ہیں جیسے کپڑا۔ اس لئے ان کو بافت کہا جاتا ہے۔ یہ چار اقسام کے ٹشوز ہیں۔

۱۔ نروز ٹشوز (نسیج عصبی)۔
۲۔ مسکولر ٹشوز (نسیج عضلی)۔
۳۔ ایپی تھیلیل ٹشوز (نسیج قشری)۔
۴۔ کنکٹو ٹشوز (نسیج الحاقی)۔

کے نام سے منسوب ہیں ان کے سوا جسم انسانی میں کوئی ٹشو نہیں ہے اور سر سے لے کر پاؤں تک تمام جسم کے اعضاء بلکہ مکمل جسم ان ہی کی بافتوں سے بنا ہوا ہے۔ ان اعضاء کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اول وہ ٹشوز جو جسم انسانی کا ڈھانچہ اور بنیادی اعضاء تیار کرتے ہیں یہ ٹشوز صرف کنکٹو ٹشوز (الحاقی نسیج) سے بنتے ہیں جو بنیادی اعضاء اور ڈھانچہ تیار کرتے ہیں۔

دوسرے وہ ٹشوز جو جسم انسان میں حیاتی افعال انجام دینے والے اعضاء تیار کرتے ہیں ان ٹشوز میں تین بافتیں شریک ہیں۔

۱۔ نروز ٹشوز (نسیج عصبی)۔
۲۔ مسکولر ٹشوز (نسیج عضلاتی)۔
۳۔ ایپی تھیلیل ٹشوز (نسیج قشری)۔

ان ہی سے انسانی اعضائے رئیسہ دل' دماغ اور جگر بنتے ہیں جو ان بافتوں سے مرکب ہیں اعصاب کا مرکز دماغ' عضلات کا مرکز دل اور غدد کا مرکز جگر ہے۔ گویا تمام جسم انسانی ڈھانچہ' دل' دماغ اور جگر کا مجموعہ ہے۔ تمام جسم کے اعضاء ان ہی سے مل کر بنتے ہیں۔ جیسے سر' آنکھ' ناک' منہ' سینہ' معدہ' امعاء' طحال' مثانہ وغیرہ ان ہی اکائیوں اور مفرد اعضاء سے مرکب ہیں اور تمام جسم کے مجری بھی ان سے مل کر بنتے ہیں۔

(تحقیقات نزلہ و زکام)

ثابت ہوا الحاقی انسجہ سے بنیادی اعضاء بنتے ہیں اب مجدد طب کا قول ہے کہ بنیادی اعضاء کے افعال حیاتی اعضاء کے تحت ہیں۔ اب حیاتی و فعلی اعضاء صرف تین باقی رہ جاتے ہیں جو کہ دل' دماغ اور جگر ہیں۔ زندگی' قوت' صحت اور بیماری و علاج کا تعلق ان اعضائے رئیسہ ہی پر مبنی اور موقوف ہے۔ جب بھی فن طب میں اناٹومی (تشریح الابدان) کا ذکر آئے گا۔ اس میں چاروں انسجہ' چاروں اخلاط' چاروں ارکان کا ذکر ہو گا لیکن جب منافع الاعضاء (فزیالوجی) کا ذکر آئے گے تو وہاں پر تین اعضائے رئیسہ اور ان کے متعلقہ ارکان' اناٹومی اور فزیالوجی دو علیحدہ علیحدہ مضمون ہیں۔ مگر حکیم رحمت علی راحت اس حقیقت کو سمجھے بغیر اناٹومی کو فزیالوجی میں لاکھڑا کرتا ہے جب اناٹومی میں ثابت کر دیا گیا ہے کہ الحاقی انسجہ سے بننے والے اعضاء بنیادی اعضاء ہیں اس نسیج سے ہڈی و تر اور رباط بنتے ہیں ان سے جسم کی بھرتی ہوتی ہے یہ جسم کو سہارا دینے اور آپس میں ملانے کے لئے گارا مٹی کا کام دیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اس سے ڈھانچہ بنتا ہے۔

باقی تین انسجہ سے حیاتی و فعلی اعضاء دل دماغ اور جگر بنتے ہیں اور منافع الاعضاء پیدائش امراض اور علاج کی بنیاد ان تینوں حیاتی و فعلی اعضاء پر رکھی جائے گی یہی درست ہے۔

۱۔ کائنات میں افعال کی صورتیں بھی اسی طرح محو عمل ہیں۔ اب ان تین اعضائے رئیسہ کا جن کے ارکان آگ' ہوا اور پانی پر غور کرنا ہو گا۔ دنیا کی تین اہم طاقتیں ہیں۔ ا۔ انرجی ۲۔ فورس ۳۔ پاور انرجی کا تعلق پانی سے ہے۔ فورس کا تعلق ہوا سے اور پاور کا تعلق آگ سے ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ ۵۴)

اب چوتھی صورت کون سی ہو گی؟۔

۲۔ مجدد طب نے انرجی کے لئے غذائیت' فورس کے لئے طاقت اور پاور کے لئے قوت کے متبادل الفاظ مقرر فرمائے ہیں۔ اس کی چوتھی صورت کیا ہو گی؟

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ ۵۵)

۳۔ یہاں پر اس امر کو ذہن نشین کر لیں کہ انرجی سے فورس پیدا ہوتی ہے اور فورس کے نتیجے میں ہیٹ (حرارت) برآمد ہوتی ہے۔ اور ہیٹ پھر انرجی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور یہی زندگی اور کائنات میں رواں دواں اور جاری ہے یا اس طرح سمجھ لیں کہ ہر ایکشن (عمل) ہیٹ پیدا کرتا ہے اور ہیٹ کے بعد انرجی کا ظہور ہوتا ہے اور انرجی فورس میں خرچ ہوتی ہے جس قدر بھی ان قوت کے مظاہر کو پھیلاتے جائیں گے نئی نئی تحقیقات و تدقیقات اور اسرار و رموز سامنے آتے جائیں گے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ ۵۵)

اب چوتھا عمل کون سا ظاہر ہو گا۔

ف ۔ یہ ہیں کائنات کے محو عمل رہنے اور رواں دواں رہنے کے اسرار و رموز جن کا گلا مروڑا جا رہا ہے۔

۴۔ حرارت' رطوبت اور گیس تینوں قوتیں ہیں جو ہر گھڑی پیدا ہو رہی ہیں۔

(تحقیقات نزلہ و زکام صفحہ ۱۵۲)

اب چوتھی چیز کیا ہو گی۔

۵۔ ہم نے جنسی قوت کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ رطوبت (انرجی) حرارت (ہیٹ) اور جوش (فورس) اور پھر ان تینوں قوتوں کو اعضائے رئیسہ کے تحت ترتیب دے دیا ہے۔ رطوبت کی زیادتی دماغ و اعصاب کی تیزی سے ہوتی ہے۔ حرارت کی زیادتی جگر و غدد میں تیزی سے ہوتی ہے اور جوش کی زیادتی دل و عضلات میں تیزی سے ہوتی ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب)

اب چوتھی صورت کیا ہو گی۔؟

۶۔ عضلاتی خلیات کے افعال سے جو قوت پیدا ہوتی ہے اس کا نام روح حیوانی ہے اعصاب نسیج کے خلیات سے جو قوت پیدا ہوتی ہے اس کو روح نفسانی کہتے ہیں اسی طرح قشری خلیات کے افعال سے جو قوت پیدا ہوتی ہے اس کا نام روح طبعی ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ ۴۴)

اس کی چوتھی صورت کیا ہو گی۔؟

۷۔ حرات عزیزی، رطوبت عزیزی اور روح کا تعلق اعضائے رئیسہ سے مقرر کیا ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ ۲۲ تا ۲۳)

چوتھی صورت پیش کریں۔

۸۔ i۔ تین صورتیں نفس امارہ (غیر شعور)۔ ii نفس لوامہ (نیم شعور)۔ iii۔ نفس مطمئنہ (شعور)۔

(تحقیقات جنسی امراض و علاج صفحہ ۶۷)

۹۔ ہر خلیے کی زندگی میں تین چیزیں نہایت اہم ہیں۔ جن سے ان کی زندگی اور تولید قائم ہے۔ اول مرکز حیات (نیوکلئس) دوسرے مادہ حیات (پروٹوپلازم) اور تیسرے تسنیم یعنی روح طبعی اس کو آکسیجن کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اگر خلیہ کو کاٹ دیا جائے کہ اس میں

مرکز حیات کا کوئی حصہ بھی شامل نہ ہو تو خلیہ کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس میں تولید باقی نہیں رہتی۔ دوسری صورت میں اگر مادہ حیات باقی نہ رہے یا وہ زہر آلود ہو جائے تو بھی زندگی فنا ہو جاتی ہے۔ تیسری صورت میں اگر تسنیم ایک گھڑی بھی نہ پہنچے تو خلیہ مرجھا کر مردہ صورت اختیار کر لیتا ہے ہر خلیے کی حیات و قیام انہیں تین چیزوں پر قائم و دائم ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر ۵۰)

اسی سائنسی حقیقت کو بدل کر اب رحمت علی راحت چوتھی شے کون سی ایجاد کریں گے؟

۱۰۔ جس شے کی بو شدید ہو وہ دل کے فعل کو تیز کر دیتی ہے اور جس شے کی بو میں حدت ہو وہ دل کے فعل میں تحلیل پیدا کر دیتی ہے جس شے کی بو ہلکی ہلکی ہو وہ دل میں سکون پیدا کر دیتی ہے ان ہی افعال و اثرات کے تحت باقی اعضائے رئیسہ پر غور کر لیں۔

(رجسٹریشن فرنٹ جولائی ۱۹۶۴ء صفحہ ۴)

چوتھی صورت کے اثرات کیا ہوں گے۔؟

II۔ تین ہاضمین:۔

I۔ لعاب دھن:۔

اعصابی قوت سے پیدا ہوتا ہے اپنی صورت میں اس کے اندر کھاری اثرات ہوتے ہیں مزاج بلغمی ہوتا ہے جس کو راحت صاحب مخاطی مادہ کہتے ہیں اور اس کا تعلق ترشی سے کرتے ہیں الاماں الاماں۔

2۔ رطوبت معدی:۔

عضلات کی قوت سے پیدا ہوتی ہے اپنی صورت میں اس کے اندر تیزابی اثرات ہوتے ہیں مزاج سوداوی ہوتا ہے۔

3۔ رطوبت جگر اور رطوبت لبلبہ:۔

غدی قوت سے پیدا ہوتا ہے اپنی صورت میں اس کے اندر دافع تیزابی اثرات ہوتے ہیں۔ مزاج صفراوی ہوتا ہے۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ ۱۹۰)

جو تھی صورت کیا ہو گی اور اس کے اثرات کیا ہوں گے؟

12۔ دنیا میں صرف تین قسم کے زہر، تین قسم کی ادویہ اور تین قسم کی اغذیہ پائی جاتی ہیں اسی طرح تین قسم کے امراض پائے جاتے ہیں یہ تین چیزیں۔

(۱)۔ کھار (۲)۔ ترشی اور (۳)۔ نمک

دنیا میں تین ہی چیزیں کم و بیش ملی جلی پائی جاتی ہیں ان کے خواص پر حاوی ہونا تمام کائنات پر حاوی ہونا ہے۔

(تحقیقات تین انسانی زہر صفحہ ۸۶)

کائنات میں خواص کے اس انداز میں چوتھی صورت کیا ہوگی۔؟

13۔ یاد رکھیں کہ جسم میں دوران خون نیچے کی طرف اس وقت ہوتا ہے جب دماغ اور اعصاب میں تحریک ہو اور دوران خون اوپر اس وقت ہوتا ہے جب تحریک قلب و عضلات میں ہو۔ اور اسی طرح جسم کے اندر کی طرف دوران خون اس وقت ہوتا ہے جب جگر و غدد میں تحریک ہوتی ہے۔

(تحقیقات تین انسانی زہر صفحہ ۳)

اب دوران خون کی چوتھے عضو کی تحریک سے کیا حالت ہوگی؟

اسی طرح نیلے رنگ کا مزاج سرد تر اور ذائقہ کھاری ہے۔ سرخ رنگ کا مزاج سرد خشک اور ذائقہ ترش ہے زرد رنگ کا مزاج گرم خشک اور ذائقہ خام حالت میں تلخ اور پختگی میں شیریں ہوتا ہے۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۱۰)

چوتھے عضو کے ساتھ کون سا رنگ تطبیق دو گے؟

اصلی رنگ تین ہیں۔

(رجسٹریشن فرنٹ فروری ۱۹۹۴ء صفحہ ۱۰)

16۔ نزلہ کی تین صورتیں

(۱) اعصابی نزلہ۔ (۲) غدی (کبدی) نزلہ۔ (۳) عضلاتی سوداویت اور ریاح کا

زیادتی۔ یہی تین صورتیں ہیں چوتھی صورت کوئی نہ ہو گی۔

17۔ سودا کا تعلق نسیج قشری سے ہے اس کا زہر سوزاکی مادہ ہے بلغم کا تعلق نسیج اعصابی سے ہے اس کا زہر آتشکی مادہ سائیکوسس کا تعلق نسیج عضلاتی سے ہے۔ اس کا زہر بواسیری زہر ہے۔ چوتھی زہر ثابت کرنے والے کو مجدد طب نے چیلنج کیا ہے کہ چوتھی زہر کوئی نہیں ہے۔

(تحقیقات تین انسانی زہر صفحہ ۱۲ رجسٹریشن فرنٹ مئی ۱۹۶۳ء صفحہ ۷)

ہر عضو کی زیادہ سے زیادہ تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(ا)۔ تحریک (۲)۔ تحلیل (۳)۔ تسکین

(تحقیقات علاج بالغذاء صفحہ نمبر ۴۷)

زیادہ سے زیادہ کے الفاظ کسی چوتھی حالت کی نفی کرتے ہیں۔

20۔ بخار بھی تین ہیں۔

(i)۔ اعصابی بخار (ii)۔ عضلاتی بخار (iii) غدی بخار

(تحقیقات حمیات صفحہ ۱۳۲)

چوتھی صورت کیا ہو گی۔؟

21۔ جاننا چاہئے کہ انسان کی پیدائش مرد اور عورت کے نطفے سے ہوتی ہے ان نطفوں کا جب امتزاج ہوتا ہے تو ایک جان بننے کے بعد وہ بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کی شکل شہتوت کی طرح اور جونک کی صورت اختیار کر لیتی ہے اس کے بعد وہ تین حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔

(i)۔ ایک حصہ سے ہڈی' کری' دل اور گوشت بنتا ہے۔

(ii)۔ دوسرے حصے سے جگر' گردے اور دیگر غدد اور غشاء اور نالیوں کے استر وغیرہ بنتے ہیں۔

(iii)۔ تیسرے حصے سے دماغ' اعصاب اور جلد کا کچھ حصہ تیار ہوتا ہے۔

(مبادیات طب صفحہ ۵۲ تا ۵۳)

اب چوتھا حصہ کون سا ہے اور اس سے کون سے اعضاء بنیں گے؟

22۔ طب قدیم تسلیم کرتی ہے کہ اس نطفہ میں ایک رطوبت ہوتی ہے جس کا نام رطوبت عزیزی ہے (رطوبت اصلی کہتے ہیں)۔ اور دوسری حرارت ہوتی ہے جس کو حرارت عزیزی (اصلی) کہتے ہیں اور تیسری حقیقت وہ امر ہے جو حرارت عزیزی اور رطوبت عزیزی کے قوام و مقدار اور افعال و تصرف کو قائم رکھتی ہے یہی نگران روح ہے۔.......... کی تینوں حقیقتیں مل کر نطفہ کو نشوو ارتقاء کی منازل طے کرا کے مکمل انسان بنا دیتی ہیں۔

(فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے صفحہ ۱۵۵'۱۵۶)

23۔ جب اعصاب و دماغ میں غذا کی طلب ہوتی ہے یعنی ان میں تیزی آجاتی ہے تو خون میں ایسی رطوبات اخراج پاتی ہیں جن میں کھاری پن (الکلی) زیادہ ہوتی ہے جس کو طب میں بلغم کہتے ہیں اسی طرح جب دل و عضلات کو غذا کی طلب ہوتی ہے یا ان کے افعال میں تیزی آجاتی ہے تو خون میں ایسی رطوبات اخراج پاتی ہیں جن میں سوداویت (تیزابیت) زیادہ ہوتی ہے جب جگر و غدد میں غذا کی طلب ہوتی ہے یعنی ان میں تیزی آجاتی ہے تو خون میں ایسی رطوبات اخراج پاتی ہیں جن میں صفراء (بائل) ہوتا ہے جو اپنے اندر خاص قسم کی حرارت رکھتا ہے۔

(تحقیقات تین انسانی زہر صفحہ ۱۱۷)

اب چوتھی صورت کیا ہو گی۔؟

24۔ جسم میں جب خون تیار ہوتا ہے تو وہ جسم کی غذا کے ساتھ ساتھ جسم کے اندر مختلف اعضاء میں صاف بھی ہوتا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ خون دل کی طرف سے باہر جسم میں دھکیلا جاتا ہے جب گردوں میں پہنچتا ہے تو وہاں پر صاف ہوتا ہے۔ پھر گردوں کے باہر اخراج پاتا ہے۔ گویا اس کی تین صورتیں ہیں۔ (اول) دل سے گردوں کی طرف دھکیلا جاتا ہے (دوسرے) گردوں میں صاف ہوتا ہے۔ (تیسرے) باہر اخراج پاتا ہے [illegible] صورت میں قلب (عضلات) کے فعل میں تیزی ہوتی ہے دوسری صورت [illegible]

ے فعل میں تیزی ہوتی ہے اور تیسری صورت میں دماغ (اعصاب) میں تیزی ہوتی ہے۔ یا یہ امر ذہن نشین کر لیں کہ جب پیشاب میں کوئی خرابی ہوتی ہے تو یا پیشاب کے جس قدر امراض ہیں تو ان میں یہی تین صورتیں ضرور پائی جاتی ہیں یعنی عضلات و غدد اور اعصاب کے افعال میں سے کسی ایک کا فعل تیز ہو گا لیکن اس کے مقابلے میں دوسرے کا فعل سست اور تیسرے کا فعل کمزور رہو گا۔

(تحقیقات المجربات صفحہ ۹۰ تا ۹۱)

ثابت ہوا کہ اس میں بھی چوتھی کوئی صورت نہیں۔

25۔ اللہ حکیم نے کائنات میں جس قدر اشیاء پیدا کی ہیں خواص کے لحاظ سے ان میں تین ہی صورتیں پائی جاتی ہیں۔

(۱) الکلی (۲) تیزابیت (۳) نمکینیت

کائنات میں خواص کے لحاظ سے زندگی کی ابتدائی یہ تین صورتیں پائی جاتی ہیں۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ ۱۵۴)

خواص ادویہ کی چوتھی صورت غلط ہو گی۔

26۔ یہ تین صورتیں یقینی اور بے خطا ہیں کیونکہ یہ قانون فطرت کے مطابق ہیں۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۱۵۶)

پیدائش امراض

جسم میں کھاری پن بڑھ جائے گا یا ترشی بڑھ جائے گی یا حرارت کی شدت ہو جائے گی اور انہی سے جسم میں امراض و علامات اور تکالیف کی صورتیں پیدا ہو جائیں گی۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۴۰)

جاننا چاہئے کہ فرنگی طب نے تین قسم کے انسجہ اعصابی، عضلاتی اور قشری کو حیاتی تسلیم کیا ہے اور الحاقی کو ادنیٰ مانا ہے۔ اس لئے طب یونانی نے بھی اس کو گھٹیا خلط قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایورویدک نے دوش (وات، پت، کف) مانے ہیں خون رکت کو الگ کر

دیا ہے ہم نے بھی یونانی ایورویدک اور ماڈرن سائنس کو تطبیق دیتے ہوئے صرف تین ہی انسجہ کو حیاتی و فعلی تسلیم کیا ہے۔ تاکہ دنیائے طب اس سے انکار نہ کر سکے۔ یہ ہے ہماری تحقیق و تجدید جو کہ خداوند حکیم کے کرم و فضل سے ہمیں نوازی گئی ہے۔ کیا طبی دنیا میں کوئی ہے جو اس کا مقابلہ کر سکے یہ ایک نیا فلسفہ اور ایک حقیقت ہے۔

(رجسٹریشن فرنٹ ۱۹۴۹ء فروری صفحہ ۸)

مجدد طب نے مزید تاکید سے فرمایا:۔

تین صورتوں کے علاوہ چوتھی صورت کبھی نہیں ہو سکتی۔ ان کو سمجھ لینے سے فتور اعضاء کو پورے طور پر سمجھا جا سکتا ہے پھر سستی، تسکین سے لے کر فالج و تخدیر تک اور بے چینی حرکت اعضاء سے جنون تک کو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے اور پھر ہر قسم کی خرابی خون اور ضعف کا آسانی سے علاج کیا جا سکتا ہے۔

(تحقیقات سوزش و اورام صفحہ ۸۸)

مجدد طب کا فرمان واضح طور پر سستی، تسکین فالج و تخدیر کو مقام تسکین ہی کی ابتداء سے لے کر انتہا تک پیدا ہونے والے تغیرات قرار دیتے ہیں۔

مندرجہ بالا مجدد طب کے فرمودات سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہ اپنی تحقیقات کو چیلنج کے ساتھ پیش کرنے سے لے کر اپنی زندگی کے آخری ایام تک افعال، اعضائے رئیسہ اور امراض و علامات، علاج و ادویہ کی تین صورتوں پر صرف کاربند ہی نہیں رہے بلکہ واضح الفاظ میں تاکید کرتے رہے کہ چوتھی کوئی صورت پیدا نہیں ہو سکتی۔ تخدیر کو مجدد طب نے تسکین ہی کے تحت رکھا ہے۔ پھر اس کو کوئی علیحدہ فعل قرار نہیں دیا۔

تخدیر کوئی طبعی فعل نہیں ہے جس کی جواب نمبرا میں پوری وضاحت کر دی گئی ہے۔

جب چوتھا کوئی فعل ہی واقع نہیں ہوتا تو پھر چوتھا عضو رئیس کیوں کر مانا جا سکتا ہے؟

اسی طرح ارواح تین، قویٰ تین، افعال تین غرضیکہ مندرجہ ۲۷ نکات کو دیکھ کر تین ہی صورتیں ثابت ہوتی ہیں چوتھی صورت کا کوئی جواز نہیں اور نہ ہی یہ قابل تسلیم ہے۔ اس لئے چوتھے فعل تخدیر اور طحال کے عضو رئیس قرار دینے کا دعویٰ پوری طرح رد ہو گیا۔

حکیم ڈاکٹر احسان علی فاضل قانون مفرد اعضاء' فاضل طب والجراحت'
ڈپلومہ میڈیکل سسٹم' جنرل سیکرٹری تحریک تجدید طب ضلع فیصل آباد

☆ منافع الاعضاء ☆

ہم نے بیس سالہ تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ اخلاط جب مجسم ہوتے ہیں تو وہ مفرد اعضاء بن جاتے ہیں۔

مفرد اعضاء کل چار ہیں تین حیاتی اعضاء اور ایک بنیادی عضو ہے۔ گویا تمام جسم انہی چار مفرد اعضاء سے بنا ہوا ہے جن میں سے ایک مفرد عضو (نسیج یا ٹشو) سے بنیاد جسم بنتی ہے جس میں ہڈی' کری اور رباط و اوتار شامل ہیں۔ ان کو بنیادی اعضاء کہتے ہیں۔ جن میں ذاتی طور پر حرکت نہیں ہوتی۔

دوسرے مفرد عضو (نسیج یا ٹشو) سے دماغ و اعصاب بنتے ہیں۔ تیسرے سے دل اور عضلات بنتے ہیں اور چوتھے سے جگر و غدد بنتے ہیں۔ یہ تینوں مفرد اعضاء (انسجہ یا ٹشوز) حیاتی کہلاتے ہیں۔ انہی کی باقاعدہ حرکت پر زندگی' طاقت اور صحت قائم ہے جب ان کے افعال میں نقص و خرابی واقع ہو جاتی ہے۔ یعنی افراط و تفریط و ضعف واقع ہو جاتا ہے تو اس حالت کو مرض و ضعف کہتے ہیں۔

(تحقیقات جنسی امراض و علاج صفحہ نمبر ۲۴' ۲۵)

زندگی کی پیدائش

ہر مفرد عضو (ٹشو' نسیج) اپنی جگہ زندہ ہے بلکہ اس کا ہر زرہ (خلیہ' Cell) زندہ ہے۔ اور وہ اپنی ذات میں قوت پیدا کر رہا ہے۔ (جیسے لاکھوں بیٹریوں کا پلانٹ عمل کر رہا ہو) لیکن جب تک ان تینوں مفرد اعضاء کا باہم تعلق پیدا نہ ہو انسانی زندگی ظاہر نہیں ہو سکتی۔ جب ان کا باہم تعلق رہتا ہے انسان زندہ رہتا ہے لیکن جب یہ تعلق ٹوٹ جاتا ہے تو موت واقع ہو جاتی ہے گویا زندگی ان مفرد اعضاء کے باہم تعلق کا نام ہے۔

جب تینوں مفرد اعضاء (ٹشوز) کے ملاپ سے زندگی پیدا ہوتی ہے اور اس سے قوت پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے تو وہ قوت مختلف مرکب اعضاء میں اپنا عمل شروع کر دیتی ہے۔ اور ان کو تحریک دے کر ان کے افعال کو جاری کر دیتی ہے۔ مثلاً" دل کا حرکت کرنا' سانس کا جاری ہونا' دیکھنا' سننا' وغیرہ لیکن یاد رکھیں کہ ان کے افعال میں جو قوت کام کر رہی ہے وہ ایک تنہا قوت نہیں بلکہ وہ ان تینوں مفرد اعضاء (ٹشوز) کی مرکب قوت ہے جو اپنے اپنے مفرد عضو کے تعلق سے وہاں پہنچتی ہے اور ضرورت کے وقت عمل کرتی ہے۔

ہر عمل جو جسم میں ہو رہا ہے وہ ایک نظام کے تحت عمل میں آ رہا ہے جس میں تینوں مفرد اعضاء شریک ہیں مثلاً" معدہ جس کو صرف ایک عضو سمجھا جاتا ہے اور اس کے فعل میں تیزی اور سستی کو امراض خیال کیا جاتا ہے۔ نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہے معدہ بھی تین مفرد اعضاء کے ساتھ مرکب ہے اس میں اعصاب و عضلات و غدد تینوں مفرد اعضاء ایک نظام کی صورت میں کام کر رہے ہیں۔ معدہ کی خرابی کبھی اعصاب کے افعال سے پیدا ہوتی ہے اور کبھی عضلات کے افعال سے نقص واقع ہو جاتا ہے۔ اور کبھی غدد کے افعال میں بے قاعدگی سے ہو جاتی ہے اس لئے علاج بھی جو مفرد عضو (نسیج) خراب ہو اس کا کرنا چاہئے یہی صورت باقی مرکب اعضاء کی بھی ہے بلکہ مفرد اعضاء جو ظاہری طور پر خود مختار ہیں اور اپنی ذاتی قوت و حرکت سے کام انجام دے رہے ہیں۔ جیسے دل و دماغ و جگر بھی اس نظام کے بغیر نہ قوت و حرکت پیدا کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے افعال جاری رکھ سکتے ہیں ان کے اوپر بھی دو دو پردے دیگر اعضاء (ٹشوز) کے لگے ہوتے ہیں۔ یعنی دماغ پر دل و جگر کے پردے' دل پر جگر و دماغ کے پردے اور جگر پر دماغ و دل کے پردے تاکہ ان کا تعلق قائم رہے اور زندگی و قوت پیدا ہوتی رہے۔

کیفیات کا منافع الاعضاء سے تعلق

حرارت' رطوبت اور گیس تینوں قوتیں ہیں جو ہر گھڑی زندگی اور کائنات میں پیدا ہو رہی ہیں۔ ان کی پیدائش جہاں ایک دوسرے کی ضرورت ہے وہاں ایک دوسرے کی کمی بیشی بھی انہی کی وجہ سے اعتدال پر آتی ہے۔ مثلاً" جب سخت گرمی پڑتی ہے تو بارش آجاتی ہے جب بارش سے ہر جگہ جل تھل ہو جاتا ہے تو تیز ہوا چل پڑتی ہے اور پانی خشک ہو جاتا ہے یاد رہے پانی ہمیشہ ہوا سے خشک ہوتا ہے گرمی سے خشک نہیں ہوتا کیونکہ گرمی سے تبخیر بن جاتا ہے اور ٹھہرا ہوا پانی متعفن ہو جاتا ہے جب تیز ہوائیں چلتی ہیں تو گرمی شروع ہو کر ان کو بند کر دیتی ہے اسی طرح موسم بدلتے ہیں یعنی سخت گرمی کے بعد خزاں کی ہوائیں چلتی ہیں اور جب بہار کی ہوائیں چلتی ہیں تو گرمی کا موسم شروع ہو جاتا ہے۔

یہی صورتیں جسم انسان میں بھی پائی جاتی ہیں مثلاً" جب جسم میں گرمی کی بے چینی ہوتی ہے تو پانی کی طلب ہوتی ہے اور جسم میں رطوبت کی زیادتی ہوتی ہے تو خود بخود خشک اشیاء کھانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور جب جسم میں خشکی ہوتی ہے تو روغنی اشیاء اور گھی وغیرہ کھانے سے رفع ہوتی ہے جو گرم ہوتے ہیں۔ غرضیکہ گرمی و تری اور خشکی کے بعد پھر گرمی کا سلسلہ جاری رہتا ہے جسم میں گرمی جگر کی تیزی سے اکٹھی ہوتی ہے جسم میں خشکی قلب میں تیزی سے زیادہ ہوتی ہے۔ جسم میں رطوبت اعصاب میں تیزی سے جمع ہو جاتی ہے یہ روزمرہ زندگی کے حقائق ہیں۔ یہ کس قدر اہم اور مفید قانون ہیں جو زندگی کے لئے نہ صرف انتہائی مفید ہیں بلکہ ان حقائق کے بغیر زندگی اپنی صحیح فطری راہوں پر رواں دواں نہیں ہو سکتی۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ ۱۵۲)

خون کے تین بڑے اجزاء کا منافع الاعضاء سے تعلق

درحقیقت خون میں تین بڑے اجزاء پائے جاتے ہیں۔

اول رطوبت' دوسرے حرارت' تیسرے لطیف ہوائی اجزاء (گیس) اور یہ تینوں اعضاء نہ صرف ہمارے اعضائے رئیسہ کی خوراک ہیں بلکہ جب ان میں سے کسی ایک حصہ میں تیزی ہوتی ہے تو اس جز کی پیدائش بڑھ جاتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عضو رئیس سے وہ خاص حصہ مخصوص ہے مثلاً" اگر جسم میں رطوبت کی زیادتی ہوتی ہے تو اعصاب کا فعل تیز ہوتا ہے اگر جسم میں حرارت کی زیادتی ہوتی ہے تو غدد کا فعل تیز ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر جسم میں ہوا کی زیادتی ہو تو قلب کے فعل میں زیادتی ہوتی ہے اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ اگر اعصاب کے فعل میں تیزی کر دیں تو رطوبت بڑھ جاتی ہے اسی طرح اگر عضلات کے افعال میں تیزی کریں تو ہوا جسم میں زیادہ ہو جاتی ہے جب غدد کے افعال میں تیزی کرو تو حرارت بڑھ جاتی ہے۔ گویا اعضائے رئیسہ' رطوبت' حرارت اور ہوا لازم و ملزوم ہیں۔ اور یہی تینوں فطری اجزاء ہیں جو کائنات میں بھی بارش' آندھی اور گرمی میں نظر آتے ہیں۔

مفرد اعضاء کے افعال

انسجہ الحاقی چونکہ بنیادی اعضاء بناتے ہیں اس لئے ان اعضاء کے افعال حیاتی اعضاء کے تحت ہیں جو کہ تین ہیں۔

1۔ اعصاب

ان کا مرکز دماغ ہے اور اعصابی انسجہ سے بنتے ہیں جسم میں ہر قسم کے احساسات جو حواس خمسہ ظاہری اور حواس خمسہ باطنی کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں" انہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہی احساسات قلب (عضلات) جگر (غدد) کے ذریعے تمام جسم میں افعال و اعمال کے احکام صادر کرتے ہیں۔

2۔ عضلات

ان کا مرکز قلب ہے جو عضلاتی نسجہ سے بنا ہوا ہے۔ جسم میں ہر قسم کی حرکات جو اعصاب کی طرف سے حاصل ہوتی ہیں۔ عمل کرتا ہے۔

یاد رکھیں جسم میں جس قدر حرکات عمل میں آتی ہیں چاہے وہ چلنا پھرنا ہو' جسم اور ہاتھوں کو حرکت دینا ہو یا کھانا پینا اور بولنا وغیرہ ہو ان سب کا تعلق جسم کے عضلات کے تحت ہے۔

3۔ غدد

ان کا مرکز جگر ہے اور غدی مخاطی انسجہ سے بنتے ہیں جسم میں ہر قسم کی غذا غدد اور غشائے مخاطی کے ذریعے پہنچتی ہے۔

جسم کے ہر عضو کو جس قسم کی غذا درکار ہوتی ہے اس کے غدد اپنی بناوٹ سے اسی قسم کی غذا تیار اور پختہ کر کے اس عضو کو دیتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر قسم کے احساسات اعصاب کے ذریعے پیدا ہوتے ہیں ہر قسم کی حرکات عضلات کے ذریعے عمل میں آتی ہیں اور ہر قسم کی رطوبت کا اخراج غدد اور غشائے مخاطی سے ہوتا ہے۔

حیاتی و فعلی اعضاء کے تین افعال

1۔ تسکین :۔

جسم میں رطوبات (بلغم) کی زیادتی ہو جائے تو سستی پیدا ہو جاتی ہے اس کا نام تسکین ہے۔

2۔ تحریک :۔

جسم میں ہوا کی زیادتی سے تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا نام تحریک ہے۔

3۔ تحلیل:۔

جسم میں حرارت کی زیادتی ہو تو اس کا نام تحلیل ہے۔

تسکین و تحریک اور تحلیل اپنی طبعی حالت میں جسم کا نظام چلاتی ہیں۔ تسکین جسم کے لئے لبریکشن اور گریس کا کام دیتی ہے۔ تحریک جسم میں حرکات و سکنات و تقویت کا فرض انجام دیتی ہے۔ تحلیل نظام انہضام کو چلاتی ہے۔ ان کے افعال کے اعتدال کا نام صحت ہے اور افراط و تفریط اور ضعف کا نام مرض ہے۔

ثابت ہوا ہر حیاتی عضو کے تین افعال ہیں۔

تحریک، تحلیل اور تسکین اور تینوں مفرد حیاتی و فعلی اعضاء خود کار نظام کے تحت اپنا اپنا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ جب عضلات میں تحریک ہوتی ہے تو اعصاب میں تحلیل اور غدد میں تسکین ہوتی ہے۔ عضلات کی تیزی تولید حرارت کا باعث بن کر غدد کو تحریک دے دیتی ہے۔ تو اس وقت عضلات میں تحلیل واقع ہو رہی ہوتی ہے اور اعصاب میں تسکین کار فرما ہو جاتی ہے۔ حرارت کی انتہا رطوبت کی پیدائش کا سبب بن جاتی ہے تو رطوبت اعصاب کو تحریک دے دیتی ہے اور یہ عمل دوران خون سے بھی جاری و ساری رہتا ہے۔ جس طرف خون جا رہا ہوتا ہے۔ وہاں تحریک ہوتی ہے جہاں سے خون گزر رہا ہو وہاں تحلیل ہوتی ہے۔ اور جہاں سے خون جا چکا ہو وہاں تسکین پیدا ہو جاتی ہے۔

ان تینوں مفرد اعضاء کے افعال میں کمی بیشی اور خرابی اور دوران خون کی رکاوٹ سے مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور مرض فطرت نہیں ہے۔

یہ تمام جسم اس کے افعال کی اصولی سسٹیمیٹک (Systamatic) تقسیم ہے اس سے تشخیص اور علاج واقعی آسان ہو جاتا ہے ۔ گویا اس طریقے کو سمجھ لینے کے بعد علم طب ظنی نہیں رہتا بلکہ یقینی طریقہ علاج بن جاتا ہے۔

اب اس میں جو غیر فطری فعل تخدیر کو حکیم رحمت علی راحت طبعی فعل قرار

دیگر "افعال تین نہیں بلکہ چار ہیں" کا دعویٰ کر رہا ہے اس کا کوئی جواز نہیں نہ یہ فطری ہے نہ سائنسی اور نہ ہی مجدد طب کے قانون کے مطابق ہے۔ اس تخدیر کا منافع الاعضاء میں نہ کہیں ذکر ہے اور نہ ہی یہ کوئی طبعی فعل ہے اس کا تعلق علم الامراض والعلامات (Pathology) سے ہے۔

مجدد طب نے اس کا ذکر تحقیقات الامراض والعلامات میں کیا ہے اور فرمایا "تخدیر کسی مفرد عضو کا سن ہو جانا ہے اس علامت میں احساسات اعضاء ختم ہو جاتے ہیں۔ تسکین و تبرید بھی اسی میں شامل ہے۔"

(تحقیقات الامراض والعلامات صفحہ ۹۳)

ایک اور مقام پر مجدد طب نے تسکین کی جو علامات بیان کی ہیں۔ ملاحظہ ہوں

"تسکین کی علامات" ا۔ تقویت ۲۔ تبرید ۳۔ تخدیر

تشریح یہ ہے کہ جہاں پر تسکین ہو گی اس عضو میں رطوبات کی زیادتی واقع ہو گی اور حرارت و ریاح نہیں پائے جائیں گے۔ (اول رطوبت سے عضو کو غذائیت میسر آئے گی جب رطوبت بڑھتی جائے گی۔ جب اس کی مقدار غذائیت سے بڑھ جائے گی، اول تبرید پھر تسکین اور آخر میں تخدیر کا باعث ہو گی۔)"

گویا تسکین کی غیر طبعی انتہائی صورت کا نام تخدیر ہے تخدیر عضو مسکن ہی میں واقع ہوتی ہے نہ کہ کسی دوسرے عضو میں۔

اب یہ جان کر بھی تخدیر کو چوتھا فعل قرار دینا فن طب سے دشمنی ہو گا نہ کوئی چوتھی روح ہے اور نہ ہی کوئی چوتھی قوت جس سے تخدیر اور طحال کو تطبیق دی جائے۔ یہ حقائق طحال کے عضو رئیس قرار دینے اور تخدیر کو طبعی فعل کہنے والوں کا مکمل رد ہے۔

حکیم ڈاکٹر سلمان سرور (ایم۔ بی۔ بی۔ ایس) نشتر میڈیکل کالج ملتان

علم الامراض

جاننا چاہئے کہ انسانی جسم ایک مشین ہے جس میں چند پرزے لگے ہوئے ہیں۔ جن کو ہم اعضاء کہتے ہیں جب ان اعضاء کے افعال میں کوئی خرابی واقع ہوتی ہے۔ تو غیر طبعی علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو امراض کا نام پاتی ہیں۔ چونکہ ان علامات کا تعلق اعضاء کے ساتھ ہے۔ اس لئے ہم کو بھی ان علامات کو اعضاء کے ساتھ مخصوص کرنا چاہئے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ ان کا تعلق صرف عام اعضاء کے ساتھ نہیں بلکہ اعضائے رئیسہ سے جوڑنا چاہئے تاکہ تشخیص اور علاج کے دوران ہمارے سامنے کم از کم اعضاء باقی رہ جائیں۔ چونکہ اعضائے رئیسہ صرف تین ہیں اس لئے بہت سی سہولتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ ۵۴)

انسانی جسم کی ترکیب

جسم انسان تین چیزوں سے مرکب ہے۔

۱۔ بنیادی اعضاء (Basic Organs)

۲۔ حیاتی اعضاء (Life Organs)

۳۔ خون (Blood)

بنیادی اعضاء

ایسے اعضاء ہیں جن سے انسانی جسم کا ڈھانچہ تیار ہوتا ہے جن میں تین اعضاء ہیں۔

(۱) ہڈیاں (۲) رباط (۳) اوتار۔

حیاتی اعضاء

ایسے اعضاء ہیں جن سے انسانی زندگی اور بقا قائم ہے یہ بھی تین ہیں۔

1۔ اعصاب (Nerves) جن کا مرکز دماغ (Brain) ہے۔

2۔ غدد (Glands) جن کا مرکز جگر (Liver) ہے۔

3۔ عضلات (Muscles) جن کا مرکز دل (Heart) ہے۔

گویا دل، دماغ، اور جگر جو اعضائے رئیسہ ہیں وہی انسان کے حیاتی اعضاء ہیں۔

خون (BLOOD)

خون سرخ رنگ کا ایسا مرکب ہے جس میں

1۔ لطیف بخارات (Gases)

2۔ حرارت (Heat)

3۔ رطوبات (Liquids)

پائے جاتے ہیں یا ہوا، حرارت اور پانی سے تیار ہوتا ہے دوسرے معنوں میں سودا، صفراء اور بلغم کا حامل ہے۔

جسم میں مفرد اعضاء کی ترکیب

اعصاب باہر کی طرف ہیں اور ہر قسم کے احساسات ان کے ذمہ ہیں۔ اعصاب کے اندر کی طرف غدد ہیں اور ہر قسم کی غذا جسم کو یہ مہیا کرتے ہیں۔ (حکیم رحمت علی راحت کو سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ غدد جاذبہ عضلات کی غذا اور محرک، سودا کو تیار کیوں کرتے ہیں) غدد کے اندر کی طرف عضلات ہیں اور جسم میں حرکات کے طبعی افعال سرانجام دیتے ہیں۔

تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ ۶۷، ۶۸)

فتور افعال اعضاء کی صورتیں

اعضاء کے افعال میں فتور تین صورتوں میں پیدا ہوتا ہے۔

اول اعضاء کے افعال میں تیزی پیدا ہو جائے جس میں درد اور خون کے دباؤ سے اظہار ہو گا۔

دوسرے اعضاء کے افعال میں سستی پیدا ہو جائے جو تخدیر (سن ہو جانے) تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ صورت تسکین کی رطوبات کی زیادتی سے پیدا ہوتی ہے۔

ثابت ہوا کہ تسکین کی انتہائی صورت کا نام تخدیر ہے یہ قطعی طور پر درست نہیں کہ تخدیر کو چوتھا فعل قرار دیا جائے۔

تیسرے اعضاء کے افعال میں ضعف یا دبلا پن پیدا ہو جائے یہ صورت تحلیل یا حرارت کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ان کے اسباب بادیہ' سابقہ اور مشینی یا کیمیائی یا کچھ اور کیوں نہ ہوں۔ تین صورتوں کے علاوہ چوتھی صورت کبھی نہیں ہو سکتی۔ ان کو سمجھ لینے کے بعد فتور افعال اعضاء کو پورے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ پھر سستی تسکین سے لے کر فالج و تخدیر تک اور بے چینی حرکت اعضاء سے جنون تک کو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے اور ہر قسم کی خرابی خون اور ضعف کا آسانی کے ساتھ علاج کیا جا سکتا ہے۔

(تحقیقات سوزش و اورام صفحہ ۸۸)

مجدد طب نے تسکین کی انتہائی صورت کو تخدیر ثابت کر کے چوتھی صورت کو قطعی طور پر رد کر دیا ہے گویا سستی' تسکین' تخدیر اور فالج سب کی سب غیر طبعی تسکین کی ابتداء سے شدت تک کی حالتوں کے نام ہیں۔

سوزش

سوزش صرف تین قسم کی ہوتی ہے یہ تین قسم کی سوزش اعضائے رئیسہ کے تحت صرف اعصاب و غدد اور عضلات میں پیدا ہوتی ہے۔

(تحقیقات المجربات صفحہ ۱۶۱)

علم الامراض میں جراثیم کی بالاعضاء تقسیم

1۔ عصبی

جن کو بیسی لائی کہتے ہیں اور ڈنڈا نما ہوتے ہیں جو بالکل اعصابی شکل و جسم
اور کیفیات و ماحول رکھتے ہیں۔

2۔ حلزونیہ

جن کو اسپرلائی کہتے ہیں گھونگا نما ہوتے ہیں وہ عضلاتی شکل و جسم اور کیفیات
و ماحول رکھتے ہیں۔

3۔ کرویہ

گول گیند نما غدی شکل و جسم اور کیفیات و ماحول رکھتے ہیں۔

(تحقیقات سوزش و اورام صفحہ ۱۰۷)

گویا جسم انسان کے تمام امراض اور علامات انہی تین حیاتی اعضاء کے تحت
بیان کرنا ہے یہ ہے مفرد اعضاء کی تقسیم اور ان سے پیدائش امراض اور علامات کی
صورت جو انسان بھی اس پر حاوی ہو جائے گا وہ اپنے وقت اور زمانے کا بہترین معالج ہو
گا بس یہی مفید طبابت ہے۔ امراض کی صورت میں اعضاء کے افعال غیر طبعی صورت
میں ظاہر ہوتے ہیں۔

غیر طبعی افعال

حیاتی اعضاء کے غیر طبعی افعال صرف تین ہیں ان میں سے کسی عضو کے فعل
میں تیزی آ جائے یہ صورت ریاح کی ہے۔ (اس کا نام تحریک ہے)۔

ان میں سے کسی عضو میں ضعف پیدا ہو جائے یہ حرارت کی زیادتی سے ہوتا
ہے۔ (اس کا نام تحلیل ہے)۔

ان میں سے کسی عضو کے فعل میں سستی پیدا ہو جائے رطوبات یا بلغم کی زیادتی سے پیدا ہو گی۔(اس کا نام تسکین ہے)۔

چوتھا کوئی غیر طبعی فعل واقع ہی نہیں ہوتا۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ ۷۹)

(تحریک تجدید طب اور احیائے طب صفحہ ۱۸)

مفرد اعضاء کا تعلق

تینوں حیاتی اعضاء آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح متعلق ہیں۔ جیسے کیفیات باہم متعلق ہیں۔ اس تعلق سے تحریکات جسم انسان میں ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف منتقل ہوتی ہیں۔ مثلاً" غدد میں تحریک ہوتی ہے تو اس امر کو ضرور جاننا پڑے گا کہ اس تحریک کا تعلق عضلات کے ساتھ ہے یا اعصاب کے ساتھ ہے کیونکہ اس تحریک کا تعلق کسی نہ کسی عضو کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ مزاجا" بھی کوئی کیفیت مفرد نہیں ہوا کرتی۔ جیسے گرمی یا سردی کبھی تنہا نہیں پائی جائے گی۔ وہ ہمیشہ گرمی تری یا گرمی خشکی یا سردی تری یا سردی خشکی کی شکل میں پائی جائے گی۔

یہی صورت اعضاء میں بھی قائم ہے۔ اس طرح تین حیاتی مفرد اعضاء کی تحریکیں ہیں جب ان کا تعلق جوڑا جائے تو چھ صورتیں بن جاتی ہیں۔

مفرد اعضاء کے تعلق کی چھ صورتیں

۱۔	اعصابی غدی	۲۔	اعصابی عضلاتی
۳۔	عضلاتی اعصابی	۴۔	عضلاتی غدی
۵۔	غدی عضلاتی	۶۔	غدی اعصابی

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ ۸۸)

جسم کے تمام پرزے ان تحاریک کے تحت اپنی اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دیتے رہتے ہیں۔ خود کار نظام کے تحت قوت مدبرہ بدن کی نگرانی میں ہمہ اوقات محو عمل رہتے ہیں۔ ان میں جب کوئی تحریک غیر طبعی صورت اختیار کر لیتی ہے اسی حالت کا نام مرض ہے۔

ان تین حیاتی اعضاء میں غیر طبعی افعال کی ترکیب

۱۔ اگر اعصاب میں تحریک ہو گی تو غدد میں تحلیل اور عضلات میں تسکین ہو گی نتیجتہ" جسم میں رطوبات (بلغم یا کف) کی زیادتی ہو گی۔

۲۔ اگر غدد میں تحریک ہو گی تو عضلات میں تحلیل اور اعصاب میں تسکین ہو گی نتیجتہ" جسم میں حرارت (صفراء یا پت) کی زیادتی ہو گی۔

۳۔ اگر عضلات میں تحریک ہو گی تو اعصاب میں تحلیل اور غدد میں تسکین ہو گی نتیجتہ" جسم میں ریاح (سوداویت) کی زیادتی ہو گی۔

یہ تمام جسم اور اس کے افعال کی اصولی سسٹیمیٹک (Systamatic) تقسیم ہے۔ اس سے تشخیص اور علاج واقعی آسان ہو جاتا ہے۔ گویا اس طریقہ کو سمجھنے کے بعد علم طب ظنی نہیں رہتا بلکہ یقینی علاج بن جاتا ہے۔

(تحریک تجدید اور احیائے طب صفحہ ۱۹' ۲۰)

ثابت ہوا کہ

جسم کے تمام امراض اور علامات ان ہی تین حیاتی اعضاء کے تحت بیان کرنا ہے۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ ۸۷)

اس امر کی پھر تاکید کی جاتی ہے کہ یہ چھ صرف اعصابی' غدی اور عضلاتی تحریکیں ہیں۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۲۴)

مفرد اعضاء پر غور کرنے کے بعد ان کے افعال میں کمی بیشی اور ضعف کو مد نظر رکھنا چاہیے۔

(تحقیقات علم الامراض والعلامات صفحہ نمبر ۲۶)

ان حقائق سے ثابت ہوا کہ جب انسجہ (مفرد اعضاء) میں تحریک، تحلیل اور تسکین میں شدت پیدا ہو جائے تو یہ شدت کسی بھی نسیج (اعصابی، غدی، عضلاتی) میں واقع ہو جائے بس مرض و ضعف اور بڑھاپا پیدا ہونا ضروری ہے۔

(رجنریشن فرنٹ اگست ۱۹۶۹ء صفحہ ۵)

مجدد طب ہیتہ کی ان تحقیقات کو سامنے رکھا جائے تو حیاتی اعضاء تین، فعلی اعضاء تین، اعضائے رئیسہ تین، افعال تین، غیر طبعی حالتیں تین، غیر طبعی افعال تین، تحاریک تین، ان سب میں تاکیداً حکم لگایا گیا ہے کہ چوتھی حالت نہ ہوگی۔ اب اس علم الامراض کو فعلی اعضاء سے صرف نظر کرتے ہوئے بحث شروع کر دی جائے تو یہ فن طب سے ناانصافی کے مترادف ہے۔

معلوم ہوا تخدیر کا طبعی افعال سے کوئی تعلق نہیں۔ تسکین غیر طبعی طور پر بڑھتے بڑھتے تخدیر کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ جو کہ مرض کی ایک خطرناک حالت ہے۔

تسکین جب بڑھتی جاتی ہے تو تخدیر تک پہنچ جاتی ہے۔
تحریک بڑھتی جائے تو سوزش و ورم بن جاتی ہے۔
تحلیل میں اضافہ ہوتا جائے تو ضعف میں بدل جاتی ہے۔

ضعف، سوزش و ورم اور تخدیر تینوں امراض ہیں جس طرح ضعف، سوزش و ورم طبعی افعال ہیں اسی طرح تخدیر کو بھی طبعی فعل قرار دینا جہالت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

حکیم خالد جاوید (ایم اے) ڈی۔ اے۔ ای۔ (ڈپلومہ آف ایسوسی ایٹ انجنیئرز)
جنرل سیکرٹری تحریک تجدید طب اوکاڑہ ر پرنسپل انقلاب اکیڈمی اوکاڑہ۔

علم العلاج

مفرد اعضاء کے فعل میں جب کمی بیشی اور خرابی پیدا ہوتی ہے تو اس کا نام مرض ہے اور جب ان کے افعال میں اعتدال پیدا کیا جائے تو اس کا نام علاج ہے۔ صحت فطرت ہے اور مرض فطرت نہیں ہے جب اعضاء کے فطری افعال اور دوران خون میں غیر فطری رکاوٹ یا مرض پیدا ہوتا ہے تو اس کا علاج خود فطرت کرتی ہے مثلاً" عضلات کے فعل میں تیزی ہوتی ہے تو جسم میں حرکات و ریاح بڑھ جاتے ہیں تو فطرتی طور پر حرکات کی تیزی اور ریاح کی کثرت سے خون میں تیزابیت بڑھ جاتی ہے یہی تیزابیت جگر و غدد کے افعال کو تیز کرنا شروع کر دیتی ہے رفتہ رفتہ صفراء پیدا ہونا اور بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ جس کی زیادتی سے فطری طور پر حرکات عضلات اور ریاح کی زیادتی کو کم کرنا شروع کر دیتی ہے۔ ریاح کے اخراج سے قبض کشائی ہونا بھی شروع ہو جاتی ہے۔ یہی فطری علاج ہے اسی طرح جب جسم میں جگر و غدد کے افعال میں تیزی ہو کر صفراء کے امراض پیدا ہوں گے۔ تو ان کا علاج اعصاب کے فعل کو تیز کر دینا ہے۔ کیونکہ دوران خون اسی طرف چلتا ہے اس سے جسم میں بلغم اور رطوبات بڑھ جائیں گی جو صفراوی امراض کو دور کر دیں گی۔ یہی صفراوی امراض کا صحیح اور فطری علاج ہے۔ بالکل اسی طرح جب جسم میں اعصاب کی تیزی سے بلغم اور رطوبات کی امراض بڑھ جاتی ہیں تو فطرت رفتہ رفتہ عضلات کے فعل کو تیز کر دیتی ہے جس سے آہستہ آہستہ بلغم اور رطوبات خشک ہو جاتی ہیں یہی فطری طریق علاج اور یہی قانون علاج ہے۔

(تحقیقات الجربات صفحہ نمبر ۴۱، ۴۲)

علم الامراض و العلاج کے فطری اصول

علم الامراض والعلامات اور علاج کی بنیاد منافع الاعضاء پر رکھنا ہی بہترین اصول تشخیص اور علاج ہو سکتا ہے۔ اگر جسم کے تمام پرزے اپنے فطری فرائض احسن اعتدال سے سرانجام دیتے رہیں تو صحت برقرار اور قابل رشک رہتی ہے جب جسم الوجود کے پرزوں میں سے کسی پرزے میں خرابی واقع ہو جاتی ہے تو یہ مرض کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

منافع الاعضاء کے اعتبار سے جسم الوجود کی تقسیم

جسم انسان صرف اور صرف چار قسم کے انسجہ سے مرکب ہے۔ ان میں سے ایک نسیج (کنکٹو ٹشوز) سے جسم انسانی کا ڈھانچہ بنتا ہے جسم کی بھرتی اس نسیج سے ہوتی ہے۔ اعضاء کو باہم ملانے اور سہارا دینے کا کام ان سے لیا گیا ہے۔ ان کے افعال باقی تین حیاتی و فعلی انسجہ (اعصابی' عضلاتی' اور غدی) کے ماتحت ہیں ثابت ہوا امراض کی صورت میں تین قسم کے حیاتی انسجہ متاثر ہوتے ہیں البتہ ان کی صورتیں جدا جدا ہوتی ہیں ہر عضو کی صرف تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔ یعنی اس میں تحریک ہو گی' تحلیل ہو گی یا تسکین ہو گی چوتھی حالت کوئی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی کوئی چوتھا عضو رئیس ہے چونکہ تین اعضائے رئیسہ ہیں اور تین ہی حالتیں پائی جاتی ہیں اس لئے جب کسی ایک عضو میں ایک حالت مثلاً" تحریک پائی جائے گی تو باقی دو اعضاء میں دوسری حالتیں تحلیل و تسکین ہی پائی جائیں گی۔ یاد رکھیں جہاں پر تحریک ہے وہی مقام مرض ہے اور جہاں تسکین و تحلیل ہو گی تو یہ اس کی علامات تصور ہوں گی۔

ایسا دوران خون کے تحت ہوتا ہے دوران خون کی گردش ہی قدرت نے اس طرح بنائی ہے کہ خون جہاں جا رہا ہے وہاں تحریک ہے جہاں سے گزر رہا ہے وہاں

تحلیل ہے اور جہاں سے گزر چکا ہے وہاں تسکین ہے اگر معالج دوران خون کی گردش کو پورے طور پر ذہن نشین کرلیں تو امراض کی ماہیت کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

قانون مفرد اعضاء میں دوران خون کا نظریہ

قانون مفرد اعضاء کے تحت دوران خون دل (عضلاتی انسجہ) سے جسم میں دھکیلا جاتا ہے پھر شریانوں کی وساطت سے جگر (غدی انسجہ) سے گزرتا ہوا دماغ (اعصابی انسجہ) پر گرتا ہے تمام جسم کی غذا بننے کے بعد پھر باقی رطوبات غدد جاذبہ کے ذریعے جو طحال کے غدد کی وساطت سے کام کرتے ہیں جذب ہو کر پھر خون میں شامل ہو کر دل (عضلاتی انسجہ) کے فعل کو تیز کرتا ہے۔ اسی طرح دوران خون کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ لیکن جس مفرد عضو (نسیج) کے مقام پر تحریک یا سوزش ہو کر تکلیف ہو جاتی ہے وہاں پر مرض قائم ہو جاتا ہے۔ سوزش، ورم، جراثیم مشینی اور دموی امراض سب کے سب اسی انداز سے پیدا ہوتے ہیں۔ دوران خون کی مفرد اعضاء میں اس حالت کو سمجھ لینے کے بعد حقیقت مرض پر دسترس حاصل ہو جاتی ہے۔

قانون علاج

علاج اسی وقت درست ثابت ہو سکتا ہے کہ اسی مفرد عضو کو تیز کیا جائے جس کی خلط کی خون میں کمی ہے تاکہ دوران خون جاری رہے خون کے دوران میں اسی وقت رکاوٹ پیدا ہوتی ہے جب خون میں اخلاط کی کمی بیشی یا خرابی واقع ہو جاتی ہے یہ صورت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب کوئی مفرد عضو اپنے فعل میں ست اور خراب ہو اور یہ تینوں فعلی اعضاء میں سے کسی ایک میں واقع ہو گی۔ باقی اعضاء اسی وجہ سے متاثر ہوں گے۔ جب اس ست مفرد حیاتی و فعلی عضو کو تیز کر دیا جائے گا تو وہ خلط پیدا ہو کر خون میں شامل ہو جائے گی اور دوران خون جاری ہو جائے گا۔

یاد رکھیں علاج میں خون کے دوران کا اپنے راستے پر جاری رہنا نہایت اہم

ہے اس لئے حیاتی مفرد اعضاء کے افعال اور اخلاط کا اعتدال نہایت اہم اور لازمی ہے جو علاج ان قوانین کے مطابق ہو گا بس وہی صحیح طریقہ علاج کہلانے کا مستحق ہے۔

افعال الاعضاء اور اخلاط کا باہمی تعلق

خون بہت سے اجزاء سے مرکب ہے لیکن اس میں چار بڑے مادے پائے جاتے ہیں۔ الحاقی مادہ' سوداء صفراء اور بلغم الحاقی مادہ سے بنیادی اعضاء بنتے ہیں۔ باقی تین اخلاط کا تعلق تین اعضائے رئیسہ سے ہے یہ تعلق اس طرح قائم کیا ہے کہ سودا کا تعلق قلب (عضلات) سے صفراء کا تعلق غدد و جگر اور بلغم کا تعلق دماغ و اعصاب سے ہے۔

اعصابی عضو میں سستی ہو جائے تو بلغم کی کمی واقع ہو جاتی ہے۔ عضلات میں سستی ہو جانے سے خلط سودا کم ہو جاتی ہے اسی طرح غدد و جگر کے فعل میں کمی آ جانے سے صفراء گھٹ جاتا ہے یا دوسرے انداز میں خلط بلغم کی کمی سے اعصاب و دماغ کے افعال ست ہو جاتے ہیں۔ صفراء کی کمی سے غدد و جگر کے افعال ست ہو جاتے ہیں اسی طرح سودا کے کم ہو جانے سے عضلات میں سستی واقع ہو جاتی ہے۔

قانون مفرد اعضاء کا طریقہ علاج

اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ جسم میں امراض کی جو صورت ہے وہ خون میں کیفیاتی و اخلاطی اور کیمیائی اثرات کی کمی بیشی ہے۔ جو خاص مفرد اعضاء کے تحت پیدا ہو رہی ہے اور قائم ہے اور جن مفرد اعضاء نے خون کے ان اثرات کو اعتدال پر رکھنا ہے ان میں سکون پیدا ہو گیا ہے۔ بس اس مسکن عضو کو تیز کر دینے سے نہ صرف علاج یقینی بن جاتا ہے بلکہ شرطیہ کیا جا سکتا ہے۔ جیسے بجلی کا بٹن دبانے سے کبھی بجلی چلا لیتے ہیں کبھی اپنی مرضی سے پنکھا چلا لیتے ہیں اور کبھی پانی کی نالی کھول دیتے ہیں۔ اس طرح جب مسکن اور ست عضو میں تحریک پیدا ہو جاتی ہے تو وہاں پر

تمام رطوبات اور بلغم ختم ہو جاتی ہے جس سے وہاں پر موجود جراثیم بھی ہلاک ہو جاتے ہیں۔ جب سکون کے مقام پر تحریک ہو جاتی ہے تو گزشتہ مقام تحریک پر تحلیل ہو کر سوزش و اورام تک بھی ختم ہو جاتے ہیں اور جہاں تحلیل تھی وہاں پر رطوبات پہنچ کر تحلیل کو روک دیتی ہیں۔ بس یہی صحیح طریق علاج ہے اور یہی اس کی مستقل صورت ہے۔ عضو مسکن کو تحریک دینے سے اس کی روح اور قوت بھی پیدا ہو جاتی ہے جس سے مرض رفع ہو کر شفا ہو جاتی ہے۔

حاصل کلام

معالج کے سامنے تین صورتیں ہونی چاہئیں۔ تسکین' تحریک اور تحلیل مثلاً" جب اعصاب میں تسکین ہو تو ان میں تحریک پیدا کر دیں اور جب ان میں تحریک ہو تو ان میں تحلیل پیدا کر دیں اور جب ان میں تحلیل ہو تو ان میں تسکین پیدا کر دیں۔ یہی صحیح طریقہ علاج ہے قدرت نے فطری طور پر ایسی ہی اغذیہ اور ادویہ پیدا کی ہیں اس طرح منٹوں میں علاج ہوتا ہے اور انجکشن سے پہلے شفا ہوتی ہے۔

مفرد اعضاء کا تعلق

تین مفرد اعضاء کی تین تحریک ہیں۔ جب ان کا تعلق جوڑا جاتا ہے تو چھ صورتیں بن جاتی ہیں۔ ہر مفرد عضو کی دو تحریکیں ہیں ایک کیمیاوی اور دوسری مشینی جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

اعصاب و دماغ کی

اعصابی غدی	تر گرم	کیمیائی
اعصابی عضلاتی	تر سرد	مشینی

عضلات و قلب کی

عضلاتی اعصابی	خشک سرد	کیمیائی
عضلاتی غدی	خشک گرم	مشینی

غدد و جگر کی

غدی عضلاتی	گرم خشک	کیمیائی
غدی اعصابی	گرم تر	مشینی

اس طرح یہ چھ صورتیں بن جاتی ہیں جن میں ہر عضو کی پہلی تحریک کیمیاوی اور دوسری مشینی ہے ان کا فرق اور وضاحت یہاں مطلوب نہیں' حاملین قانون مفرد اعضاء اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہیں۔

قول مجدد طب :۔

"یہ قانون فطرت ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک کیفیت بدلنے کی کوشش کریں۔ دونوں کیفیات بیک وقت بدلنے سے فساد پیدا ہوتا ہے۔ بلکہ تصادم کا خطرہ ہوتا ہے بعض اوقات جان خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ جیسے موسموں میں ایک ایک کیفیت بدلتی ہے۔ دونوں ایک دم نہیں بدلتیں۔ تحقیقات و تجربات کی بنیاد کا معیار صرف ایک شے ہے۔ جس کو قانون فطرت کہتے ہیں۔ اس کا گہرا مطالعہ ہمیشہ علم و عقل اور حکمت میں ترقی کا باعث ہوا کرتا ہے۔

(تحقیقات و علاج نزلہ و زکام صفحہ نمبر ۴۰)

مجدد طب نے تحریک کے تحت اس کے تمام امراض بیان کر دیئے ہیں اس کے ساتھ ہی اس کے مطابق تسکین و تحلیل کے اثرات و علامات کا بھی ساتھ ساتھ ذکر کر دیا ہے۔ اس طرح امراض و علامات تسبیح کے دانوں کی طرح ایک لڑی میں پرو دیئے ہیں

جس سے تشخیص و علاج میں آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔

طریقہ علاج

مندرجہ بالا چھ تحاریک میں سے جب کوئی تحریک شدت اختیار کرلیتی ہے تو وہ مرض کی صورت اختیار کرلیتی ہے۔

مریض کی نبض' قارورہ اور علامات سے اس کی غیر طبعی تحریک دریافت کریں جب ان تینوں میں سے کسی تحریک کی تصدیق ہو جائے تو پھر یقینی طور پر اس سے اگلی تحریک کی اغذیہ اور ادویہ تجویز کر دیں۔ مثلاً" اگر اعصابی عضلاتی ہے تو عضلاتی اعصابی کریں۔ اگر عضلاتی اعصابی ہے تو عضلاتی غدی کر دیں۔ یہی فطری طریقہ علاج ہے جس میں شفا خود بخود اپنا رنگ دکھلاتی ہے۔

(i)۔ تسکین کا علاج تحریک ہے

مجدد طب کا قول ہے "جس مفرد عضو میں سکون ہوتا ہے اس کو تیز کر دینے سے فوراً" صحت ہونا شروع ہو جاتی ہے۔"

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۹۶)

(ii)۔ تحریک کا علاج تحلیل ہے

یاد رکھیں تحلیل ہی سے ہمیشہ تحریک و درد اور سوزش و ورم بلکہ ہر قسم کے بخار کا علاج کرنا چاہئے۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ ۲۱۱)

(iii)۔ تحلیل کا علاج تسکین ہے

جہاں پر تحلیل ہو وہاں پر رطوبات (تسکین) پہنچ کر تحلیل کو روک دیتی ہے۔

(تحقیقات علم الامراض و العلامات صفحہ نمبر ۹۲)

یہ قانون فطرت ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک کیفیت بدلیں۔

(تحقیقات نزلہ و زکام صفحہ نمبر ۴۰)

مثلاً عضلاتی غدی کو غدی عضلاتی کر دیں۔

اب مجدد طب کے اس قانون علاج پر غور کریں۔ ہر طرح سے قانون اور کلیات کی میزان پر پورا اترتا ہے عضو مسکن کو تحریک دینے سے تحریک کے مقام پر تحلیل اور تحلیل کے مقام پر تسکین پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ نقشہ غور سے سمجھیں۔

اعصاب	تحریک	تحلیل	تسکین
غدد	تحلیل	تسکین	تحریک
عضلات	تسکین	تحریک	تحلیل

یہ ہے سسٹیمیٹک علاج کا کمال

رحمت علی راحت کا غلط اصول علاج

(ا) علاج بالضد کی صورت میں تسکین والے عضو میں تحریک پیدا کر دیں۔

(سمپل آرگینو پیتھی صفحہ ۵ مئی ۱۹۹۷ء)

اس ایک نکتہ سے حکیم رحمت علی راحت کی تمام تحقیقات رد ہو جاتی ہیں۔ اس سے قوانین علاج میں جو مزید فساد و تعفن پیدا ہو گا اس کو سمجھانے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی تفصیل سے غلطیوں کی نشاندھی کر دی جائے۔

اعصاب	غدد ناقلہ	عضلات	غدد جاذبہ
تحریک	تحلیل	تسکین	تخدیر

تخدیر تو تسکین کے مقام پر ہو سکتی ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تسکین عضلات میں ہو تو تخدیر طحال میں واقع ہو جائے یا تسکین اعصاب میں ہو تو تخدیر غدد ناقلہ میں

چلی جائے یہ قطعی طور پر غلط ہے۔ مجدد طب کا فرمان "تسکین کی علامات" کی سرخی کے تحت ملاحظہ ہو۔

"۱۔ تقویت ۲۔ تبرید ۳۔ تخدیر تشریح یہ ہے کہ جہاں پر تسکین ہو گی اس عضو میں رطوبات کی زیادتی واقع ہو گی اور حرارت و ریاح نہیں پائے جائیں گے۔ اول رطوبت سے غذائیت میسر آئے گی جو وہاں پر تقویت کا باعث ہو گی۔ جب رطوبت بڑھتی جائے گی تو اول تبرید پھر تسکین اور آخر میں تخدیر کا باعث ہو گی۔"

اگر عضلات میں تسکین کے مقام پر تحریک پیدا کر دیں تو غدد جاذبہ میں تحلیل' اعصاب میں تسکین اور غدد ناقلہ میں تخدیر واقع ہو گی جہاں پر پہلے تحریک ہے ثابت ہوا کہ ایسا کرنے سے تحریک کے مقام پر تسکین واقع ہو گی جو کہ قانون مفرد اعضاء کے قطعی خلاف ہے۔ اس لئے رد کیا جاتا ہے۔ مجدد طب نے فرمایا جب اعصاب میں تیزی ہوتی ہے تو ان میں سوزش کی صورت ہوتی ہے چاہے وہ کس قدر کم ہو اس کا علاج تسکین و تخدیر نہیں ہے بلکہ اس میں تحلیل پیدا کرنا ہے۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۲۱۱)

(۲)۔ دوسرا غلط طریقہ علاج :۔ اگر تحریک والے عضو میں سوزش و ورم سے وہاں خون کا اجتماع ہو چکا ہے تو اس کا امالہ اگلے عضو کی طرف سے یعنی تخدیر والے عضو کو تحریک دے کر ورم کے مقام پر تحلیل کر دیں۔

(سمپل آرگینو پیتھی صفحہ ۵ مئی ۱۹۹۷ء)

اعصاب	غدد ناقلہ	عضلات	غدد جاذبہ
تحریک	تحلیل	تسکین	تخدیر

اب ذرا غور کریں تخدیر کے مقام پر تحریک دینا حکیم صاحب کے مطابق ہی غلط ہے کیونکہ انہوں نے تخدیر کے بالضد تحلیل کو رکھا ہے اپنا بنایا ہوا اصول خود ہی توڑ رہا ہے۔

اس کی دوسری شکل پر غور کریں تخدیر کے مقام پر تحریک دینے سے اعصاب میں تحلیل اور تسکین کے مقام پر تخدیر چلی جائے گی الاماں الاماں تسکین کے مقام پر تخدیر پیدا کرنا جان سے مار دینے کے برابر ہے۔

"یہ غلطی نہیں بلکہ بہت بڑا غلطان ہے"

"مبردات' مسکنات اور مخدرات سے ہمیشہ گریز کرنا چاہئے ان سے بڑھاپا پیدا ہوتا ہے۔

(تحقیقات نزلہ و زکام صفحہ ۱۰۱)

تیسرا غلط طریقہ :۔ تحلیل والے عضو میں تحریک دے کر مقام تحریک پر تخدیر پیدا کرنا۔

(سمپل آرگینو پیتھی صفحہ ۵ مئی ۱۹۹۷ء)

تحلیل کے بالمقابل تخدیر قرار دینے والا تحلیل کے مقام پر تحریک دینے کی دعوت دے رہا ہے جو اس کے اپنے ہی اصول کے مطابق غلط ہے۔

مجدد طب نے تحلیل کا علاج تسکین تحقیق کیا ہے نہ کہ تحریک' تحلیل کے مقام پر تحریک دینے سے تسکین کے مقام پر تحلیل اور تخدیر کے مقام پر تسکین پیدا ہو گی۔ جہاں پہلے ہی تخدیر ہو' وہاں تسکین پیدا کرنے سے کیا حاصل ہو گا تخدیر کی جگہ تسکین پیدا کرنا جہالت و ظلمت اور فن عزیز کی تباہی و بربادی کے مترادف ہے۔

اب ذرا حکیم رحمت علی راحت اس دعوی پر کہ تحلیل کا علاج تخدیر ہے' غور کرے! طحال و غدد جاذبہ کا کام کھاری رطوبات میں خمیر کے ذریعے ترشی پیدا کرنا ہے اور ترشی کی انتہا تلخی ہے ترشی کا تعلق تیزابیت سے ہے اور تیزابوں کا تعلق خشکی و ترشی سے ہے۔ ترشی و تیزابیت کا حاصل ریاح ہیں اور اس لئے یہ محرک عضلات ہیں اور عضلات کی حرکت سے حرارت کی پیدائش عمل میں آتی ہے ثابت ہوا کہ گرمی کا علاج ترشی اور ریاح سے نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ثابت ہوا کہ تحلیل کا فطری علاج تسکین و رطوبت ہے اسی اصول کے تحت

حرارت ہمیشہ رطوبت ہی سے رفع ہوا کرتی ہے۔

اب ذرا مجدد طب کے ان اقوال پر غور کریں تو صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ رطوبت (پانی) کا مزاج تر سرد ہے۔ گویا رطوبت جب بھی تشریف لائے گی۔ برودت تو بخود ساتھ آ جائے گی۔ برودت کے لئے کسی اور عضو کو تحریک دینے کی ضرورت نہیں۔

مجدد طب کے فرمودات

(۱) یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ کھار کی یہ خاصیت ہے کہ اندرونی اور بیرونی طور پر جب اس کا کسی قسم کا جسم پر اثر ہوتا ہے تو وہاں پر رطوبت و تری پیدا کر دیتی ہے اور رطوبت و تری کا خاصہ ہے کہ وہ سردی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۱۰۳)

(۲) کھار یا کھارے اور آسمانی رنگ کی ادویات رطوبت اور تری پیدا کرتی ہیں اور رطوبت کی زیادتی سردی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

(تحقیقات علم الادویہ صفحہ ۱۰۴)

(۳) کھار رطوبت کی پیداوار ہے اور کھار سے جسم میں رطوبت اور سردی پیدا ہوتی ہے۔

تحقیقات علم الادویہ صفحہ نمبر ۱۵۴)

(۴) رطوبت کی زیادتی سے حرارت کی کمی کے ساتھ سردی کی زیادتی ہو جاتی ہے جس سے اعضائے جسم انتہائی طور پر ست اور سن ہو جاتے ہیں۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر ۱۵۴)

گویا رطوبات کی انتہائی صورت ہی کا نام تخدیر ہے۔ اس کو رطوبت سے علیحدہ کرنا سراسر غلط ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ رطوبت دافع حرارت ہے اور رطوبت اعصاب کو

تحریک دینے سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر برودت پیدا کرنے کے لئے کسی اور عضو کو رئیس قرار دے کر قانون مفرد اعضاء میں بلا جواز اضافے اور پیچیدگیاں پیدا کرنے سے باز رہیں۔

اب عضوی طور پر دیکھیں

فرمان مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ "دماغ و اعصاب کا مزاج سرد تر ہے۔ ان میں تحریک سے جسم میں سردی تری اور بلغم، بڑھ جاتے ہیں۔

(تحریک تجدید و احیائے فن صفحہ نمبر ۴)

جب اعصاب رطوبات کو پیدا کرنے لگتے ہیں تو خون میں حرارت کم ہونے لگتی ہے۔

(تحقیقات اعادہ شباب صفحہ نمبر ۱۸۰)

اس مسئلہ پر مجدد طب کا قول فیصل سنیں

"حرارت کو رفع کرنے کے لئے کسی مخدر یا بارد دوائی کی ضرورت نہیں۔ رطوبت پیدا کرنی چاہئے۔ رطوبت اصل میں دافع حرارت ہے۔"

(رجسٹریشن فرنٹ صفحہ نمبر ۲ جنوری ۱۹۷۰ء)

ان حوالا جات کی روشنی میں رطوبت ہی حرارت کو رفع کرنے والی ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تحلیل کا علاج تسکین سے کرنا فطری اصولی، سائنسی، حقیقی، یقینی، بے خطا اور قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے رفع حرارت کے لئے مجدد طب نے مخدر یا بارد دوائی سے علاج کرنا منع فرمایا۔

مزید تاکید

شدید گرمی کی صورت میں بھی سرد اشیاء اور سرد کیفیات سے دور رہیں کیونکہ ان سے حرارت بجھ جاتی ہے اور انسان بہت جلد موت کے قریب پہنچ جاتا ہے۔

(تحقیقات حمیات ۱۴)

خلاصہ بحث

مجدد طب کا یہ قول فن طب میں اب بھی روشنی کا فانوس بنا ہوا ہے۔ "تینوں صورتوں کے علاوہ چوتھی صورت کبھی نہیں ہو سکتی ان کو سمجھ لینے سے فتور اعضاء کو پورے طور پر سمجھا جا سکتا ہے پھر سستی و تسکین سے لے کر فالج و تخدیر تک اور بے چینی حرکت اعضاء سے جنون تک کو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے اور پھر ہر قسم کی خرابی خون اور ضعف کا آسانی کے ساتھ علاج کیا جا سکتا ہے۔

(تحقیقات سوزش و اورام صفحہ ۸۸)

(i) پس ثابت ہوا :۔ تسکین کی بگڑی ہوئی صورت کا نام تخدیر ہے۔ یہ غیر طبعی علامت ہے اس کو طبعی فعل قرار دینا رات کو دن کہنے والی بات ہے۔

(ii):۔ جس عضو میں تسکین ہوتی ہے وہی بڑھتے بڑھتے تخدیر کی صورت اختیار کر لیتی ہے اس طرح نہیں ہو سکتا کہ تسکین تو اعصاب میں ہے اور تخدیر غدد و جگر میں واقع ہو جائے گی۔

(iii):۔ تحریک کا علاج تحلیل ہے تحریک کے مقام پر تسکین پیدا کرنا یا وہاں پر تخدیر لانا غلط طریقہ علاج ہے۔

(iv):۔ تحلیل کا علاج تسکین ہے تحلیل کے مقام پر تحریک دینا یا تخدیر کا دعوی کرنا بھی درست نہیں ہے۔

لہٰذا حکیم رحمت علی راحت کا وضع کردہ طریق علاج "الف" سے لے کر "ے" تک مکمل طور پر غلط ہے۔ مجدد طب کے قوانین علاج سے متصادم ہی نہیں بلکہ متضاد ہے اسے مکمل طور پر رد کیا جاتا ہے۔

اظہار حقیقت

مجدد طب نے ہمیں ایک قانون دیا ہے کہ اعضائے رئیسہ کے افعال میں کمی و بیشی اور ضعف سے امراض پیدا ہوتے ہیں اور ان کے افعال درست کر دینے سے جسم الوجود کے تمام اعضاء کے افعال درست ہو کر صحت ہو جاتی ہے۔

اس قانون سے

صاف ظاہر ہے کہ مرض طحال میں ہو یا گردوں میں' معدہ میں ہو یا امعاء میں' پھیپھڑوں میں ہو یا لبلبہ میں ہو یا خون میں یا ہڈیوں میں ان تین ہی اعضائے رئیسہ کی خرابی سے پیدا ہو گا۔ ہم دیکھیں گے کہ تحریک' سوزش یا ورم اعصاب و دماغ میں ہے یا قلب و عضلات میں ہے یا جگر و غدد میں ہے۔ ان تینوں میں جہاں خرابی ہو گی اس کا علاج کر دینے سے معدہ' امعاء' پھیپھڑے ' طحال' لبلبہ' گردے' مثانہ غرضیکہ تمام اعضاء کے افعال بھی درست ہو جائیں گے۔ کیونکہ طحال و غدد جاذبہ سمیت تمام اعضائے مروسہ' شریفہ اور خادمہ کے افعال ان تین اعضائے رئیسہ دل و دماغ اور جگر کے ماتحت ہیں۔

پس یہی صحیح اور فطری طریق علاج ہے اور انشاء اللہ یہی دنیائے طب میں پھیلے گا۔

حکیم ڈاکٹر محمد ظفر فزیو تھراپسٹ لاہور

☆ قانون مفرد اعضاء ☆

دنیا بھر کے طریقہ ہائے علاج کے لئے کسوٹی

مجدد طب نے قانون مفرد اعضاء کو دنیا بھر کے طریقہ ہائے علاج کے لئے ایک کسوٹی کا مقام دیا تھا۔ ان کا فرمان ہے۔ "نظریہ مفرد اعضاء کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ دنیا بھر کے طریقہ ہائے علاج میں جو ماہیت الامراض بیان کی گئی ہیں چاہے وہ اخلاط اور دوشوں کے تحت ہیں چاہے جراثیم اور روح کی بیماری کو مد نظر رکھا گیا ہے یا عناصر اور انسانی جذبات کو مد نظر رکھا گیا ہے سب کے سب کی حسن و قبح کی حقیقت کھل جاتی ہے اور یہ تمام باتیں بیک وقت معالج کے ذہن میں آجاتی ہیں گویا قانون مفرد اعضاء "صحیح تشخیص اور درست تجویز کے لئے ایک کسوٹی ہے۔" مگر حکیم رحمت علی راحت نے طحال کو عضو رئیس اور تحذیر کو طبعی فعل قرار دے کر مقیاس الطب کی اس کسوٹی کے میزان کا ستیاناس کر دیا ہے۔ مقیاس الطب بھی اس کے ہاتھوں اپنے حشر پہ نوحہ کناں ہے۔

دوسرے چند اہم طریقہ ہائے علاج کے ساتھ مفرد اعضاء کی تطبیق پر غور کریں۔

قانون مفرد اعضاء	اعصاب	عضلات	غدد
ایورویدک	کف	وات	پت
طب یونانی	بلغم	سودا	صفرا
ہومیوپیتھی	سفلس	سائیکوس	سورا
ایلوپیتھی	نروز ٹشوز (اعصابی انسجہ)	مسکولر ٹشوز (عضلاتی انسجہ)	ایپی تھیلیل ٹشوز (غدی انسجہ)

چونکہ علاج کی بنیاد منافع الاعضاء پر رکھی جایا کرتی ہے جسم الوجود کے منافع الاعضاء کا کنٹرول تین حیاتی فعلی اعضائے رئیسہ کے سپرد ہے۔ باقی تمام اعضاء مفرد ہوں یا مرکب تینوں اعضائے رئیسہ کے ماتحت ہیں۔ اس لئے مرض اور صحت کا دارومدار ان پر مبنی اور موقوف ہے۔ دسمبر ۱۹۷۰ء میں مجدد طب نے تحریک تجدید اور احیائے طب پر ایک کتابچہ لکھا جس میں فرمایا!

"اگر کوئی ہماری کتب غلط ثابت کردے تو ہم ان کی خدمت میں ہزاروں روپے پیش کردیں گے یا کوئی ہماری اس تجدید و احیائے طب کو غیر اصولی وغیر قانونی اور بے بنیاد و بے قاعدہ ثابت کردے تو ہم اور ہماری جماعت ان کے ساتھ غیر مشروط طور پر شامل ہو کر ان کے معاون بن جائیں گے حق کو پیش کرنے کے لئے یہ بہت بڑا چیلنج ہے۔"

(تحریک تجدید اور احیائے طب صفحہ نمبر۲)

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ایک طرف قانون مفرد اعضاء کی حقانیت کا دعویدار ہے اور دوسری طرف ان لوگوں کی تردید کر رہا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مجدد طب تو اپنی عمر کے آخری دور میں تین اعضائے رئیسہ کو چھوڑ کر چار اعضائے رئیسہ کی طرف آ رہے تھے۔ کیونکہ وہ بڑی دلیل یہ دیتے ہیں کہ "بڑھاپا قابل علاج ہے" میں وہ ایسے نشانات چھوڑ گئے یہ سراسر غلط ہے اگر وہ ایسے نشانات دیتے تو تحریک تجدید اور احیائے فن کے نام سے پمفلٹ جو کہ بڑھاپا قابل علاج کی آخری قسط تقریباً" دسمبر ۱۹۷۰ء کیساتھ شائع ہوا۔ اس میں تین کے موقف کے تحت درست ہونے کا چیلنج دیا گیا ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ حکیم انقلاب زندگی کے آخری سالوں میں چار کے نظریے کی طرف آ رہے تھے۔ طب قدیم میں امور طبیعہ ایسی کڑیاں ہیں۔ جن میں سے اگر ایک کو نکال دیا جائے یا ان میں من گھڑت بلاجواز اضافے کردیئے جائیں تو فن طب ختم ہو کر رہ جائے گا۔ امور طبیعہ کی بنیاد پر ہی مجدد طب نے قوانین فطرت کو مربوط پا کر

قانون مفرد اعضاء کی بنیاد رکھی۔ مجدد طب ؒ کا فرمان ہے "کسی طب کا اصولی پن (پرنسپل) و باقاعدہ (سسٹیمیٹک) اور فطری (Natural) طریق علاج یہ ہے کہ اس میں مشینی و کیمیاوی صورتیں دونوں ساتھ ساتھ پائی جائیں۔ لیکن طب یونانی کا کمال یہ ہے کہ اس میں کیمیاوی و مشینی (عضوی و اخلاطی) صورتوں کے علاوہ کائنات کے ارکان و امزجہ اور قوی و ارواح کی تمام صورتیں بھی بیان کر دی گئی ہیں۔ گویا زندگی اور کائنات کے ذروں کو ایک دوسرے میں سمو دیا گیا ہے یعنی اگر کائنات کا ذرہ بھی حرکت کرے تو زندگی پر اثر انداز ہو اور اگر زندگی کے ذرے میں حرکت پیدا ہو تو کائنات تک اثر کرے۔ اس لئے حکماء نے طب قدیم میں طب کی ابتداء ایسے امور سے کی ہے جن کا تعلق ایک طرف کائنات سے ہے اور دوسری طرف زندگی کے حقائق کے ساتھ ہے ان کا نام امور طبیعہ ہے۔"

اب ذرا حکیم رحمت علی راحت نے جو حشر امور طبیعہ کے ساتھ کیا ہے اس کا مختصر خلاصہ ملاحظہ ہو۔ کائنات کی ہر مادی شئے کم از کم دو کیفیات رکھتی ہے مگر اس نے مفرد کیفیت پر بحث شروع کر رکھی ہے۔ اخلاط میں ریح کو پانچویں خلط قرار دے رہا ہے۔ قوی میں نباتی قوت اور ارواح میں نباتی روح کے فضول اضافے کرنے کا نام تحقیقات رکھ لیا ہے۔ اعضاء میں طحال کو عضو رئیس بنا ڈالا اور منافع الاعضاء میں پتھالوجی کی خطرناک علامت تحذیر کو طبعی فعل قرار دے کر قانون مفرد اعضاء کا بانی ہونے کا دعوی کر دیا ہے کہ تین اعضائے رئیسہ کا نظریہ درست نہیں ہے مگر جب جوابا" کہا کہ میدان اور کھلے جلسے میں آکر اپنی حقانیت کا ثبوت پیش کرو تو آئیں بائیں شائیں کرنے لگا۔ غیر طبعی افعال کی ابتدا اور انتہا پر غور کرو تو مسئلہ اسی وقت غلط ثابت ہو جاتا ہے۔

ابتدا	انتہا
تسکین	تحذیر

تحلیل

تحریک سوزش اورام

تخدیر کو طبعی فعل قرار دینے والے کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی حکیم تحلیل اور ضعف کو علیحدہ علیحدہ افعال قرار دے کر ان کے اعضائے رئیسہ تلاش کرتا پھرے یا پھر تحریک اور سوزش و ورم کو علیحدہ علیحدہ افعال قرار دے کر ان کے اعضائے رئیسہ کی تلاش کا نام تحقیقات رکھ لے اس لئے ایسی تحقیقات کو مکمل طور پر رد کیا جاتا ہے۔

طب یونانی کے لئے اس لئے کسوٹی ہے کہ اس میں بلغم اعصابی، سودا عضلاتی اور صفراوی غدی خلط ہے۔ اور چوتھی خلط خون ہے جو کہ مرکب ہے چونکہ طب یونانی کے امراض و علاج کی بنیاد اخلاط ہیں اس طرح طب یونانی کے اعضائے رئیسہ تین، قوی تین اور ارواح تین ہیں۔ منافع الاعضاء کی جان اعضائے رئیسہ اور ان کی ارواح اور قوی ہیں۔ اب اگر کوئی پانچویں خلط ریح کو قرار دیتا ہے۔

اعضائے رئیسہ میں طحال کو لا کھڑا کرتا ہے۔ نباتی روح اور نباتی قوت جیسے فضول اضافے کرتا ہے تو گویا وہ قانون مفرد اعضاء کو کسوٹی کے معیار سے دور کرے گا۔

اسی طرح ہومیوپیتھی میں بھی تین زہریں ہیں سفلس اعصابی زہر ہے، سائیکوس عضلاتی زہر ہے اور سورا غدی زہر ہے اگر کوئی یہاں پر بھی خنازیری زہر کو چوتھا میازم قرار دیتا ہے تو گویا ایک طرف تو اس نے ہومیوپیتھی کے تین میازم سے انکار کیا اور دوسری طرف بلغمی زہر (خنازیری زہر) کو چوتھی زہر قرار دے کر قانون مفرد اعضاء کی کسوٹی کو خاک میں ملا دیا۔

اسی طرح ایلوپیتھی (Allopaithy) میں علم الامراض کی بنیاد جراثیموں پر رکھی گئی ہے جن کی تین بڑی اقسام ہیں۔ عصاء نما جو کہ اعصابی ہیں۔ کرویہ جو کہ غدی ہیں اور حلزونیہ جو کہ عضلاتی ہیں۔ یہی مجدد طب مجدد کی تطبیق ہے۔ بتائیے اب چوتھی صورت کو اختیار کر

کے کسوٹی کے اس زاویہ کو مٹانے والی بات کرنے سے کیا فائدہ ہو گا؟ (Allopathy) ایلوپیتھی Tests وغیرہ سے کام لیتی ہے۔ ٹیسٹ الکلائن ہے تو اعصابی مرض ہے اگر "Acidic" ہے تو عضلاتی مرض ہے اور اگر تعدیلی ہو تو غدی مرض اس کے علاوہ کوئی چوتھی صورت ہو نہیں سکتی۔ اب یہاں پر بھی کسی نئی شناخت کا مطلب اس کسوٹی کو غلط ثابت کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ معلوم ہوا کہ قانون مفرد اعضاء اس وقت تک تمام طریقہ ہائے علاج کو پرکھنے کی کسوٹی کہلا سکتا ہے جب تک یہ تین اعضائے رئیسہ اور تین افعال پر قائم رکھا جائے۔

مجدد طب ﷺ نے امراض کو انسان کے بنیادی نظام اور قانون کلی کے تحت مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ جسم انسانی کے نظامات اور اعضائے رئیسہ میں سے جس کسی میں بھی خرابی ہو گی اس نظام اور عضو رئیس کے تمام متعلقہ نظام اور اعضاء میں اس کا اثر ہو گا۔ اس صورت میں امراض و علامات منسلک ہو گئی ہیں جس سے تشخیص میں بے حد آسانیاں پیدا ہو گئیں ہیں۔ اب تشخیص یقینی ہو گئی ہے جس سے علاج ظنی نہیں رہا۔ یہی ان کی تحقیقات کا کمال ہے۔ ثابت ہوا کہ طحال کو عضو رئیس بنانا' ریح کو پانچویں خلط قرار دینا تخدیر کو ایک طرف طبعی فعل قرار دینا اور دوسری طرف اس کو محرک طحال تسلیم کرنا کہاں کی تحقیقات ہیں۔ کوئی مخدر شے تحریک کیسے پیدا کر سکتی ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جس طرح اعضائے رئیسہ تین ہیں اسی طرح ارواح اور قوی بھی تین ہیں۔ زہریں بھی تین ہیں اور جراثیم کی بڑی میجر اقسام بھی تین ہیں۔ دوش بھی تین ہیں اسی طرح افعال بھی تین ہیں۔

مسلمہ حقائق سے انحراف کر کے ظنی' وہمی اور گمانی نظریات کے نام پر فن طب کو تباہ کرنے کی سازش ہے۔

حکیم ڈاکٹر خالد محمود صاحب ایم بی بی ایس (گولڈ میڈلسٹ)
سیکرٹری نشرو اشاعت تحریک تجدید طب فیصل آباد

ایلوپیتھی میں (SPLEEN) کی حیثیت

تلی کے افعال

تلی کے افعال کے متعلق ابھی تک مکمل طور پر علم نہیں ہو سکا لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ یہ کچھ یوں ہیں۔

۱۔ پرانے اور ابنارمل سرخ جسیموں کو تباہ کرنا۔

۲۔ قبل از پیدائش خون کی پیدائش۔

۳۔ فاضل سرخ جسیموں (RBCs) کا سٹور ہے۔

۴۔ فولاد کا ذخیرہ ہے۔

۵۔ مختلف جراثیم (Protoza Bacteria) کو ہڑپ کرنا۔

۶۔ Antiledies کی پیدائش میں بھی تلی کا حصہ ہے۔

نوٹ:۔ طحال کے ان کے علاوہ کئی قسم کے اور افعال بھی دریافت کر لئے جائیں تب بھی اس کو عضو رئیس قرار نہیں دیا جا سکتا چونکہ یہ الحاقی انسجہ Tissue Connective سے بنی ہوتی ہے اور Connective Tissues کے افعال اعضائے رئیسہ کے ماتحت ہیں۔ جس طرح پھیپھڑوں، گردوں اور خصیتین جسم میں بہت اہم افعال سرانجام دے رہے ہیں مگر یہ بھی اعضائے رئیسہ تسلیم نہیں کیے گئے۔ طحال، پھیپھڑوں گردوں جیسے دیگر تمام اعضاء کے افعال کا انحصار مکمل طور پر انہی تین اعضائے رئیسہ پر ہے۔

تلی نکالنے کے جسم پر اثرات

واضح ہو تلی (Spleen) زندگی کے لئے ضروری نہیں صرف Chances of Infection بڑھ جاتے ہیں وہ بھی صرف بچوں میں بڑوں میں کوئی خاص اثر نہیں ہوتا۔ Plateleus کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور خون جمنے کی صلاحیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

نوٹ:۔ یہاں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ عمل تخدیر طحال کے ذمہ نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ اس کو نکال دینے سے خون کے انجماد کی صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ بعض اوقات پیدائشی طور پر تلی نہیں ہوتی اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ طحال زندگی کے لئے لازمی نہیں۔

وہ حالتیں جن میں تلی نکالنا Allopathy میں علاج ہے۔

HydatedCyst

HerediterySpherocytosis

ThromlocytopenicPurpra

CongenitelNonparacyticCyst

AcquiredNonparacyticCyst

Angioma

PrimaryFibrosarcoma

وہ حالتیں جن میں تلی نکالنا مفید بھی ہو سکتا ہے اور نہیں بھی

AbcesofSpleen

Schistosomiasis

Mylofibrosis

ChronicLeakomia

AcquiredHalmolyticAnaemia

Thalassaemia

Hyperspleenism

GanchersDisease

InfectiveEndocarditis

Thrombophlebitis

FeltysSyndrome

Carcinomaof tailof panereas

HodgkinsDisease

LymhosarcomaandothermalignantLymplomas

اعضائے رئیسہ کی تعریف:۔ عضو رئیس ایسا عضو ہے جس کے بغیر زندگی محال ہے۔ اعضائے رئیسہ صرف تین (۱) دل (۲) دماغ (۳) جگر Spleen کو اس لئے عضو رئیس نہیں کہتے کہ تلی کو نکال دیا جائے تو زندگی ختم نہیں ہوتی یہاں پر ایک اور بات واضح کرتا جاؤں کہ

Accessory Spleen اگر موجود ہو تو تلی نکالنے کے بعد سائز میں بڑھ جاتی ہے جسے (Hypertrophy) کہتے ہیں لیکن یہ تین سال تک کے بچوں میں بڑھتی ہے اور جوانی پر Accessory Spleen غائب ہو جاتی ہے سو ہم اسے کیسے عضو رئیس مان لیں جو بچپن میں تو موجود ہو اور جوانی میں غائب ہو جائے۔

حکیم رحمت علی راحت نے تلی جسم سے نکال دینے کے اثرات کو کچھ یوں لکھا ہے۔

۱۔ سرخ ذرات کا شمار کم ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا۔ ہاں غیر پختہ ذرات خون میں گردش کرتے رہتے ہیں کیوں کہ تلی غیر پختہ ذرات کو تلف کرتی ہے یہ نہیں ہے کہ تلی ہڈی کے گودے کو Support کرتی ہے۔ بلکہ اصل مسئلہ جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ تلی غیر پختہ ذرات کو تلف کر دیتی ہے۔ اس لئے تو خون کے سرطان میں تلی نکالنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ چونکہ سرطان میں غیر پختہ ذرات بنتے ہیں اور ان کو تلی تلف کر دیتی ہے۔ چونکہ غیر پختہ ذرات ہی موجود ہوتے ہیں ان ہی سے کام لینا ہوتا ہے اس لئے تلی نکالنے کا سوچتے ہیں۔

(۲) جانور آکسیجن کی شدید کمی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ بات آپ کی درست ہے لیکن کچھ جانوروں کی حد تک انسان میں Spleen اتنی بڑی نہیں ہوتی کہ آکسیجن کی کمی (Anoxia) کا مقابلہ کرے اور نہ ہی یہ اتنا بڑا حوض ہوتا ہے یہ تو سائز میں بہت چھوٹی ہوتی ہے۔

(۳) سرایتوں کے خلاف دفاع کم ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ تین سال سے کم عمر کے بچوں تک محدود ہے بڑوں میں اس کا اثر نہیں ہوتا۔

(۴) سفید ذرات کا شمار بڑھ جاتا ہے۔ حکیم موصوف نے Eosinophils کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بڑھ جاتے ہیں میں کہتا ہوں کہ Platelets بھی بڑھ جاتی ہیں اور خون خنے کی صلاحیت بھی بڑھ جاتی ہے۔

(۵) سرخ ذرات کی پختگی اور روانگی رک جاتی ہے۔ یہ بات غلط ہے درحقیقت غیر پختہ ذرات کی کچھ مقدار جس کو تلی نے کھا جانا تھا وہ فالتو مقدار خون میں شامل رہتی ہے۔

(۶) جسم میں فولاد کی کمی ہو جاتی ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ تلی فولاد کو سٹور کرتی ہے لیکن اس حد تک بھی نہیں کہ فولاد کی کمی ہو جائے۔

حکیم رحمت علی راحت نے مختلف Medical Books کا حوالہ دے کر اپنے علم کی دھاک بٹھانے کی کوشش کی ہے حالانکہ دنیا بھر کی Medical Books بھی وہ کھنگال لیں تو پھر بھی انہیں یہ لکھا ہوا نہیں ملے گا کہ Spleen is a vital organ

از حکیم ڈاکٹر منور عباس پیتھالوجسٹ (پی ایس سی)' (ایم بی بی ایس)' (ڈی سی پی)' (ایم بی ایم اے ایس لندن)' ایف آر ایس ایچ (لندن)' ڈیمانسٹریٹر شعبہ پیتھالوجی ماہر تشخیص الامراض نشتر میڈیکل کالج ملتان

حکیم رحمت علی راحت کے حکیم انقلاب رحمتہ اللہ علیہ کے قانون مفرد اعضاء میں ترامیم واضافے

میں ایلوپیتھی فن علاج سے تعلق رکھتا ہوں۔ قابل احترام برادرم محمد ظفراللہ صاحب کے ذریعے قانون مفرد اعضاء سے متعارف ہوا۔ حکیم انقلاب رحمتہ اللہ علیہ کی کتب کے مطالعہ نے مجھے حیرت میں ڈال دیا کہ پاکستان میں بھی ایسے سائنسدان پیدا ہوئے جنہوں نے علم و فن طب میں ایسے ایسے اسرار و رموز کو ظاہر کیا جن سے ابھی تک یورپ' امریکہ اور چائنا کے سائنسدان بھی بے خبر ہیں۔

پچھلے ماہ بندہ قابل احترام برادرم ظفراللہ صاحب سے ملنے آیا تو انہوں نے بتایا کہ فیصل آباد کے ایک حکیم صاحب نے مجدد طب رحمتہ اللہ علیہ کے تحقیق شدہ نظریہ مفرد اعضاء میں کچھ ترامیم اور اضافے کر کے اس کو مکمل کرنے کا دعویٰ کر دیا ہے۔ جس میں اس نے ایلوپیتھی کی کچھ TERMS کو استعمال کیا ہے آپ ان کی وضاحت کریں گے۔؟

ان کے حکیم کے مطابق میں نے بغور مطالعہ کر کے جو نتائج اخذ کئے ہیں پیش خدمت ہیں۔ میرے علم کے مطابق حکیم رحمت علی راحت صاحب نے حکیم انقلاب کی PATHALOGICAL AND PHYSIOLOGICAL ANATOMICAL تطبیق (COORDINATION) کو نہیں سمجھا۔

ان کا ذرا جائزہ لیں۔

Anatomical Coordination among simple organs and Humours.

علم التشریح الابدان کی رو سے جب مرد اور عورت کے Gametes مل کر Zygote بناتے ہیں تو وہ رحم مادر میں پہنچنے سے پہلے ہی تقسیم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور پہلے ہی ہفتہ میں Morula اور Blastula کی Stages سے گزر کر Blastocyst بن جاتا ہے پھر رحم کی دیوار کے ساتھ Embed ہو جاتا ہے۔

دوسرے ہفتے میں خلیات کی دو تہیں واضح نظر آ رہی ہوتی ہیں جو مزید پرورش پا کر تیسرے ہفتے میں تین تہیں یعنی Three Layers بن جاتی ہیں۔

جو

1-Ectoderm

2-Mesoderm

3-Entoderm

کہلاتی ہیں یہی Layers آگے چل کر مختلف Organs اور Systems بناتی ہیں یہی تین تہیں نظریہ مفرد اعضاء کی بنیاد ہیں۔ یعنی

Ectoderm ۔ اعصابی نظام کی بنیاد ہے جس کا عضو رئیس دماغ ہے۔

Mesoderm ۔ عضلاتی نظام کی بنیاد ہے جس کا عضو رئیس دل (قلب) ہے۔

اور Entoderm ۔ غدی نظام کی بنیاد ہے جس کا عضو رئیس جگر Liver ہے۔ اور شائد یہی خلق فی ظلمٰت ثلٰث کی تفسیر ہے۔ (الزمر - ۳۹ر۶)

قانون مفرد اعضاء کی رو سے۔

Simple Organs (مفرد عضو)	Humour (خلط)
Nervous Tissue	بلغم
Epithelial Tissue	صفرا

خون	Muscular Tissue
سودا	Connective Tissue

تشریح الابدان میں صرف اعضاء اور ان کے مادوں یا خلطوں کے مقام کا ذکر آتا ہے۔ مثلاً" طحال میں اگر سودا موجود ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ سودا محرک طحال بھی ہے۔ اسی طرح قلب میں اگر خون ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ صفرا محرک پتہ ہے۔ خون ہی تمام اعضاء میں حرکت قائم رکھتا ہے لیکن یہاں پر اس کی تشریح مقصود نہیں کیونکہ یہاں صرف Anotomy یعنی تشریح الابدان کی بات ہو رہی ہے۔ افعال کا ذکر نہیں ہو رہا۔

اب Physiological Co-ordination among simple organs and Humours

Humour	Vital Organ
بلغم	Brain
سودا	Heart
صفراء	Liver

مفرد اعضاء کے ساتھ اخلاط کی یہ تطبیق حیاتی و فعلی اعضائے رئیسہ کے ساتھ ہے۔

یہاں پر مجدد طب حکیم انقلاب نے قانون مفرد اعضاء کے چوتھے عضو یعنی Tissue Connective کو بنیادی (Basic) عضو قرار دیا ہے۔ قانون یہ ہے کہ بنیادی اعضاء کے افعال حیاتی و فعلی اعضاء (دل' دماغ اور جگر) کے ماتحت ہیں۔ چونکہ جسم میں محرکات صرف تین ہیں۔ بلغم صفراء اور سودا اس لئے اعضائے رئیسہ بھی یہی ہیں۔ اس لئے Physiology (منافع الاعضاء) سے صرف ان کا تعلق ہو گا یہی دوران خون کو جسم الوجود کے تمام مفرد اور مرکب اعضاء کی سیر کراتے ہیں۔ دوران خون خواہ پھیپھڑوں کی طرف جائے یا گردوں کی طرف یا طحال کی طرف دوران خون کی جملہ اعضائے جسم کو سپلائی انہی تین

اعضائے رئیسہ اور تین محرکات کے تحت عمل میں آتی ہے۔ ثابت ہوا کہ منافع الاعضاء (Physiology) کا تعلق صرف Vital Organs سے ہے جو کہ تین ہیں۔ دل دماغ اور جگر طحال چونکہ Connective Tissue سے بنی ہوئی ہے اس لئے اس کا تعلق بنیادی اعضاء (Basuc Organs) کے ساتھ ہے اور بنیادی اعضاء ہمیشہ حیاتی اعضاء کے تحت کام کرتے ہیں اس لئے طحال کو عضو رئیس قرار دینا قانون طب کے خلاف ہے۔

Pathological Coordination among simple organs and humours.

یہاں پر تین محرکات پر غور کریں۔ بلغم صفراء اور سودا۔

خون میں بلغم بڑھ جائے گا تو اعصاب میں تیزی پیدا ہو جائے گی۔ اور یہی تیزی بڑھتے بڑھتے سوزش اعصاب کی صورت اختیار کر لے گی۔ اسی طرح اگر صفراء خون میں بڑھ جائے گا تو جگر کا فعل تیز ہو جائے گا۔ اور یہ تیزی جب شدت اختیار کرے گی۔ تو جگر اور غدد میں سوزش پیدا ہو جائے گی۔ بالکل اسی اصول کے مطابق خون میں جب سودا بڑھ جائے گا تو دل میں عضلات کا فعل تیز ہو جائے گا۔ جو شدت اختیار کر کے سوزش عضلات پیدا کر دے گا۔ لہٰذا Pathology میں بھی یہی تین اعضائے رئیسہ کارفرما ہیں۔ قانون مفرد اعضاء کے مطابق جب اعصاب میں تحریک ہوگی تو غدد میں تحلیل ہوگی۔ عضلات میں تسکین ہوگی۔

اب ان کی حالت پر غور کریں۔

تحریک جب حد سے بڑھتی ہے تو سوزش اور ورم پیدا کرتی ہے۔ تحلیل جب حد سے بڑھتی ہے تو ضعف پیدا کرتی ہے تسکین بڑھتے بڑھتے تخدیر پیدا کر دیتی ہے۔ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ

تحریک کی انتہا	سوزش ورم
تحلیل کی انتہا	ضعف
تسکین کی انتہا	تخدیر

اب اگر کوئی طبیب

تحریک اور سوزش کو علیحدہ علیحدہ طبعی فعل قرار دے گا تو غلطی کرے گا۔ تحلیل اور ضعف کو دو مختلف طبعی فعل قرار دینا بھی غلط ہے۔ اسی طرح تسکین اور تخدیر کو بھی دو مختلف طبعی فعل قرار دینا انتہائی غلط بات ہے۔

پس معلوم ہوا۔

تخدیر کوئی علیحدہ طبعی فعل نہیں بلکہ تخدیر تو ابطال افعال ہے۔

اب رہا حکیم راحت صاحب کا مسئلہ

تو غشائے مخاطی اور طحال کا تعلق اور اس کی تشریح درج ذیل ہے۔

غشائے مخاطی گرمی صفرا	طحال سردی سودا
Mucous Glands (Membranes)	Spleen
Entodermal Origin	Mesodermal Tissue
Epithelial Tissue	Connective Tissue

یہاں یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ غشائے مخاطی کا تعلق طحال سے قائم نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ غشائے مخاطی کو تحریک دینے سے جگر میں تحریک پیدا ہو گی۔ نہ کہ طحال میں۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم تحریک تو دیں Epithelial Tissue کو اور تحریک پیدا ہو Connective Tissue میں۔

پھر حکیم راحت صاحب کا Mucous Tissue اور Mucous Glands کو ایک ہی ٹشو (انسجہ) بنا دینا میڈیکل سائنس پر ایک بہت بڑا بہتان ہے۔

دراصل Mucous Tissue اور Mucous Gland دو بالکل مختلف ٹشوز ہیں۔

یہ بھی اعضائے رئیسہ (حیاتی اعضاء) وہ اعضاء ہیں جن کے بغیر حیات ناگزیر ہو جاتی ہے یعنی وہ اعضاء جو زندگی برقرار رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہیں چنانچہ دماغ' دل اور جگر تو واقعی اس زمرے میں آتے ہیں لیکن اگر **طحال** جسم سے نکال دی جائے تو زندگی برقرار رہتی ہے۔ حتیٰ کہ میڈیکل سائنس میں بہت سی بیماریوں کا علاج طحال نکال دینا یعنی Splenectomy کرنا ہے۔ یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ طحال کسی بھی صورت میں اعضائے رئیسہ میں شمار نہیں کی جا سکتی بلکہ **پھیپھڑے** اور گردے وغیرہ طحال کی نسبت زندگی کے لئے کہیں زیادہ ضروری ہیں اور ان کے بغیر زندگی ناممکن ہو جاتی ہے۔

مثلاً

1- Chronic Leukemia

2- Hemolytic Anemia

3- Thelassemia

4- Hypersplemism

5- Hodgkins disease

6- Thrombophlebitis

7- Carainoma Tail of Pencreas

وغیرہ

Thrombocytopenis Peurpura

تلی نکالنے کے بعد کے اثرات۔

Platelets in blood

Rupture of immature RBCS in blood

Coagulation Capacity

Mucous Tissue جنین کے اندر Mesodern کے

Embryonal Tissue سے بنتا ہے اور پھر Connective Tissue میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس کا غدد سے کوئی تعلق نہیں۔

جبکہ Mucous Glands یعنی غشائے مخاطی Endoderm سے بنتے ہیں اور Epithelial Tissue میں شمار ہوتا ہے۔ یا آسان الفاظ میں یوں سمجھیئے کہ Mucous Tissue ایک بنیادی یعنی Connective Tissue ہے جبکہ Mucous غدد یعنی Glands سے نکلی ہوئی ایک قسم کی رطوبت ہے جس میں کاربوہائیڈریٹ موجود ہوتے ہیں۔

میڈیکل سائنس میں Mucous کی تعریف کچھ یوں ہے۔

It is a viscus slimy carbohydrate rich secretion lubricative and protective in function.

جو اعتراض حکیم راحت نے حکیم انقلاب پر لگایا کہ صفرا کا تعلق گرمی سے اور سودا کا تعلق سردی سے ظاہر ہے کہ گرمی اور سردی ایک ہی مقام پر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ یہ تو اس نظریہ کی ایجاد کرنے والوں کا کمال ہے کہ انہوں نے سردی اور گرمی کو اکٹھا کر دیا ہے۔ اور طحال کو بائیں طرف سے اٹھا کر دائیں طرف جگر کے ساتھ باندھ دیا ہے۔

اسی غلطی کو بنیاد قرار دے کر حکیم انقلاب ؒ کے نظریہ میں خامہ سرائی کی گئی ہے۔ مندرجہ بالا حقائق سے ثابت کر دیا گیا ہے۔ یہ غلطی حکیم انقلاب نے تو نہیں کی تھی۔ بلکہ حکیم راحت صاحب اپنی کم علمی کی وجہ سے یہ غلطی خود کر بیٹھا ہے۔

غشائے مخاطی کا طحال سے تعلق قائم کرنا ہی گرمی اور سردی کو اکٹھا کرنا ہے۔ اور یہی فاش غلطی ہے دنیا کی کوئی سائنس اس کو ہرگز تسلیم نہیں کرتی۔ اسی طرح غشائے مخاطی اور

عمل کی تعلیق مکمل طور پر رد ہو جاتی ہے۔ جہاں تک حکیم رحمت علی راحت کے نظریات کا تعلق ہے تو میری دانست میں انہوں نے صرف میڈیکل سائنس کی غیر معروف کتابوں کالغو اور گمراہ کن ترجمہ کر کے اپنے آپ کو حکیم انقلاب سے بھی بڑا ثابت کرنے کی سازش کی ہے۔ جس شخص نے کسی رجسٹرڈ میڈیکل کالج سے کوئی تعلیم یا سند نہ لی ہو یا جس شخص نے کبھی خلیہ یا نشوز مائیکرو سکوپ میں بھی کبھی (Observe) نہ کیا ہو کتنا مضحکہ خیز ہے کہ وہ اپنے آپ کو دنیا کا سب سے بڑا۔ Histologist Cytologist

Physiologist Anatomist اور Pathalogist اور جانے کیا کیا سمجھ رہا ہے۔ اس کے بارے میں میں اپنی طرف سے رائے دینا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل کردہ علم اور فن طب کی توہین سمجھتا ہوں۔

میں تمام احباب سے التماس کروں گا کہ علم انبیاء کی میراث ہے اس پر محنت اور تحقیق کے بعد رائے زنی کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے سرخرو ہوں اب آپ اور آپ تمام اطباء حضرات سے گزارش ہے کہ ہم بھی بحثیت ڈاکٹر طبیب اور حکمت کے طالب علم ہیں بجائے اس کے ہم ایک دوسرے پر تنقید برائے تنقید کرتے رہیں ہمیں چاہئے کہ طب اسلامی کے لئے اپنی تمام تر کوششوں اور کاوشوں کو بروئے کار لائیں تاکہ ہم اپنی ہی کوتاہیوں کی وجہ سے جو یہودیوں اور عیسائیوں کے سامنے علم کے لئے ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں اس قابل ہو جائیں کہ وہ ہمارے پاس علم کی بھیک مانگنے آئیں ہم مسلمان ہونے کی حیثیت سے علم و حکمت کے وارث ہیں۔ اور مجدد علم الادیان و الابدان موسس و بانی دارالاحسان حضرت ابو انیس صوفی محمد برکت علی صاحب ؒ کے نقش قدم کو نصب العین بنائیں۔ اور اپنے اندر سویا ہوا مسلمان جگائیں تاکہ انبیائے کرام کے صحیح معنوں میں وارث کہلا سکیں۔ شکریہ

حکیم ڈاکٹر محمد عاصم ایم ایس سی' پی ایچ ڈی
جنرل سیکرٹری تحریک تجدید طب ضلع بہاولپور

حکیم رحمت علی راحت کے نظریہ کی الٹرا ساؤنڈ رپورٹ

☆ غشائے مخاطی ------- طحال ☆

Epithelial Tissues	(Connective Tissue) Spleen
غدی و قشری نسیج	الحاقی نسیج

اوپر نقشہ پر غور کریں۔ جس میں غشائے مخاطی کا تعلق طحال سے قائم کیا گیا ہے قشری نسیج کا تعلق غشائے مخاطی سے ہے اور طحال الحاقی نسیج سے بنی ہوئی ہے دونوں کی بنیاد ہی مختلف قسم کے مادے سے ہے۔ ان کا باہمی تعلق قطعی طور پر قائم نہیں کیا جا سکتا۔

غشائے مخاطی کو تحریک دینے سے غدی و قشری انسجہ غدد ناقلہ و جگر میں تحریک ہو جائے گی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ غشائے مخاطی و قشری و غدی نسیج کو تحریک دی جائے تو تحریک طحال میں چلی جائے۔

معلوم ہوا غشائے مخاطی کا تعلق طحال سے قائم نہیں ہو سکتا۔ اب چار اعضائے رئیسہ والوں کی قائم کردہ تحریکات پر غور کریں۔

(۱)۔ اعصابی مخاطی (۲) مخاطی اعصابی (۳) مخاطی عضلاتی

(۴) عضلاتی مخاطی (۵) عضلاتی قشری (۶) قشری عضلاتی

(۷) قشری اعصابی (۸) اعصابی قشری۔

اب ان کا باری باری جائزہ لیں۔

اعصابی مخاطی

- اعصابی — Nervous Tissues — عصبی نسیج
- مخاطی — Epithelial Tissues — غدی و قشری

نسیج

- تر
- گرم

گویا یہ اعصابی غدی تحریک بن جاتی ہے چار والوں کے مطابق اعصابی قشری تحریک ہے جو پہلے ہی سے مجدد طب کی تحاریک میں موجود ہے اس لئے اس کو دہرانے کی ضرور نہیں۔

مخاطی اعصابی

- مخاطی — Epithelial Tissues — غدی و قشری نسیج — قشری
- اعصابی — Nervous Tissues — عصبی نسیج — اعصابی

غدی اعصابی

مفرد اعضاء کو سامنے رکھا جائے تو مخاطی اعصابی تحریک دراصل غدی اعصابی تحریک بنتی ہے چار والے اس کو قشری اعصابی کا نام دیتے ہیں یہ بھی پہلے ہی مجدد طب کے قانون مفرد اعضاء میں ہے۔ اس لئے اس کا کوئی جواز نہیں۔

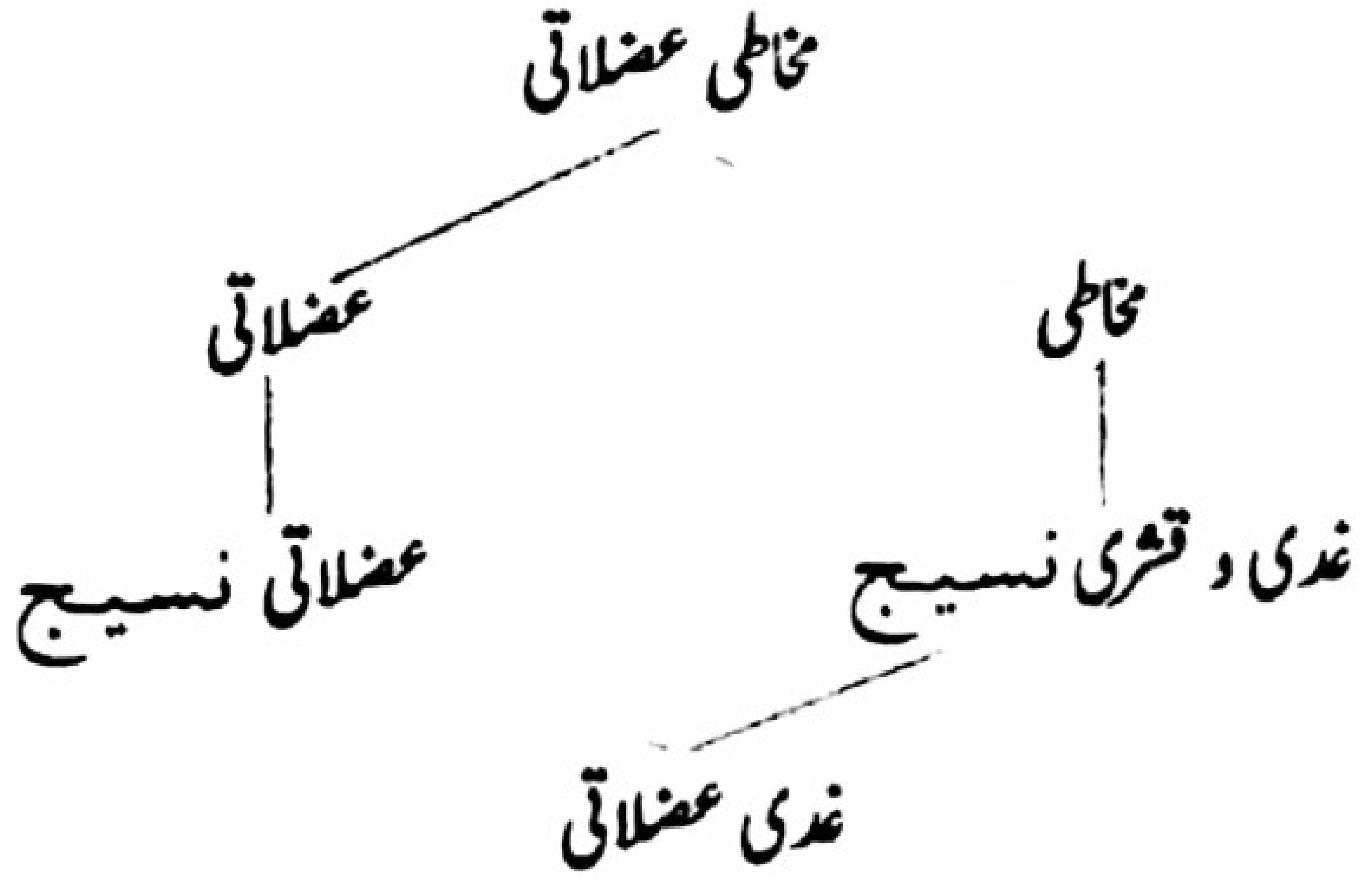

یہ تحریک بھی مجدد طب کی چھ تحاریک میں سے ایک ہے۔ چار والوں نے اس کا نام قشری عضلاتی رکھا ہے اب اس کو مخاطی عضلاتی کا نام دے کر کسی نئی تحریک کو وجود میں لانا غلط ہے۔

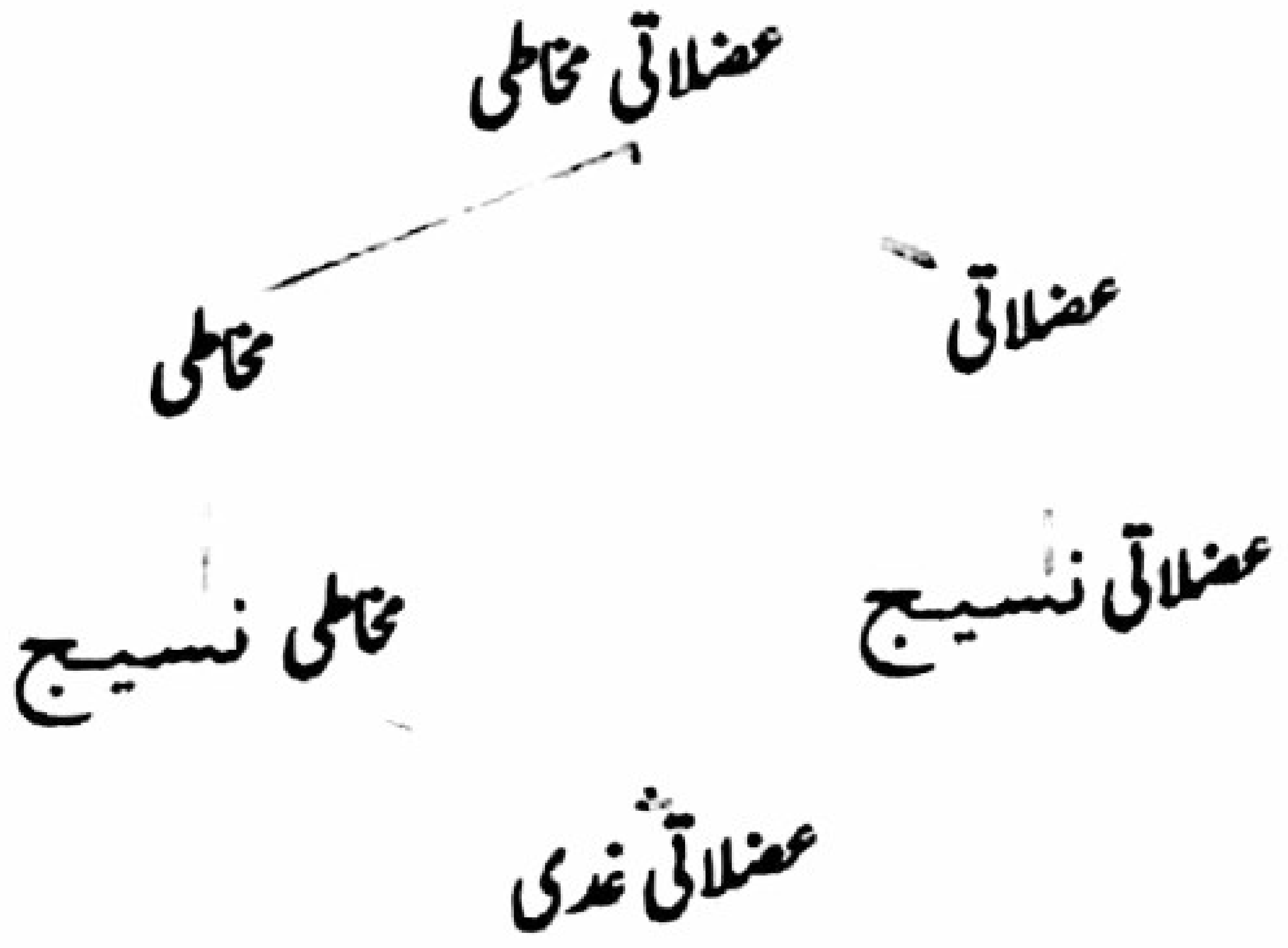

یہ تحریک بھی مجدد طب نے قائم کر دی ہے چار والوں نے اس کا نام عضلاتی قشری رکھا ہے۔ اس لئے اس کا نام عضلاتی مخاطی رکھ دینے کا کوئی جواز نہیں۔

اب آٹھ تحاریک پر غور کریں۔

۱۔ اعصابی مخاطی انسجہ کے اعتبار سے اعصابی غدی۔
۲۔ مخاطی اعصابی انسجہ کے اعتبار سے غدی اعصابی۔
۳۔ مخاطی عضلاتی انسجہ کے اعتبار سے غدی عضلاتی۔
۴۔ عضلاتی مخاطی انسجہ کے اعتبار سے عضلاتی غدی ہے
۵۔ عضلاتی قشری انسجہ کے اعتبار سے عضلاتی غدی۔
۶۔ قشری عضلاتی انسجہ کے اعتبار سے غدی عضلاتی۔
۷۔ قشری اعصابی انسجہ کے اعتبار سے غدی اعصابی۔
۸۔ اعصابی قشری انسجہ کے اعتبار سے اعصابی غدی۔

اب ان آٹھ تحاریک میں غدی اعصابی اور اعصابی غدی کو دو دو بار دہرایا گیا ہے۔ اگر ان کو دہرایا نہ جائے تو باقی چھ تحاریک بچ جاتی ہیں۔ جو مجدد طب نے قائم کی ہوئی ہیں اس لئے ان کو آٹھ بنانا سراسر غلط ہے۔

خوب جان لو کہ

غشائے مخاطی کا تعلق غدد ناقلہ جگر و قشری انسجہ سے ہے۔ جواب نمبر ۳ میں پوری وضاحت کر دی ہے۔ چند حوالہ جات پیش ہیں۔

۱۔ غدد اور غشائے مخاطی جن کا مرکز جگر ہے ان کے بگاڑ سے جو زہر پیدا ہوتا ہے اس کا نام زہر سوزاک یا سوزاکی مادہ ہے۔

۲۔ صفراء سے جگر و غدد اور دیگر غشائے مخاطی۔

(تجدید طب صفحہ نمبر ۷)

۳۔ غشائے مخاطی (Epithelial Tissues) کا غلبہ ہے۔
(تحقیقات علم الادویہ صفحہ ۲۰۸)

۴۔ غشائے مخاطی کی سوزش ہی ایک قسم کی غدی سوزش ہے۔
(تحقیقات جنسی امراض صفحہ ۲۴۱)

۵۔ دل کا پہلا پردہ غدی مخاطی ہے جس کا تعلق جگر سے ہے جو انسجہ مخاطی (Epithelial Tissues) کا بنا ہوا ہے۔

(علاج بالغذاء صفحہ ۱۸۷)

اس ثابت ہوا کہ غشائے مخاطی اور غدد ناقلہ و جگر غدی یعنی قشری نسیج سے بنے ہوئے ہیں۔ ان کا تعلق غدد ناقلہ و جگر کے ساتھ ہے۔ اب کوئی غشائے مخاطی کو تحریک دیگا تو اس سے تحریک غدد ناقلہ و جگر میں پیدا ہو گی۔

ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ غشائے مخاطی کو تحریک دیں تو غدد جاذبہ و طحال متحرک ہو جائیں۔ جبکہ غدد ناقلہ اور غشائے مخاطی میں صفراء کارفرما ہے اور الحاقی انسجہ و طحال کا تعلق نسیج الحاقی سے ہے۔ الحاقی نسیج کے افعال اعضائے رئیسہ کے ماتحت ہیں۔

اب اگر کوئی دن کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لے اور کہہ دے کہ رات ہے اور دوسروں کو بھی کہے کہ آنکھیں بند کر کے دیکھو تو اندھیرا ہی اندھیرا ہے دن نہیں بلکہ رات ہے۔ اس بات کو کون مانے گا۔ اب اس الٹرا ساؤنڈ رپورٹ اور سی ٹی سکین رپورٹ کے بعد غشائے مخاطی اور طحال کی تطبیق کلیتاً" غلط ثابت ہو جاتی ہے۔ ایسا کرنا غلطی نہیں بلکہ غلطان ہے۔

غدی و قشری انسجہ اور الحاقی انسجہ کو ایک ہی خلط سودا کے تحت اکٹھا کرنا' دونوں انسجہ کا فعل تحذیر قرار دینا اور ایک ہی خلط سے گرمی اور سردی دونوں کیفیات پیدا کرنے والا غلطی پر ہے۔ مجدد طب پر ایسا الزام لگانے والا خود ہی اس غلطی کا شکار ہو کر قانون فطرت سے انحراف کر بیٹھا ہے۔ قارئین خود ہی فیصلہ کریں کہ ایسا کرنے والا کس درجے کا محقق ہے۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

حکیم عبداللطیف دنیا پوری فاضل طب والجراحت' ڈپلومہ طب جدید فاضل قانون مفرد اعضاء

نفس مضمون کے سیاق و سباق کا حشر نشر

حکیم رحمت علی راحت نے حضرت مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ جات کو جس انداز میں تحریر کیا ہے وہ انتہائی جاہلانہ ہے۔ اور وہ انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ ان حوالہ جات کے سیاق و سباق کو قطعاً" نظرانداز کر رہا ہے۔ اس بزعم خویش محقق نے مجدد طب کے قانون مفرد اعضاء کو ایک پٹاری بنایا ہوا ہے۔ مطلب کا ٹکڑا نکال کر پیش کر دیتا ہے۔

اب ملاحظہ ہو حکیم رحمت علی راحت کی طرف سے دیا حوالہ نمبر1 میں مجدد طب کا فرمان "ہم نے بیس سالہ تحقیق میں ثابت کیا ہے کہ اخلاط جب مجسم ہوتے ہیں تو وہ مفرد اعضاء بن جاتے ہیں۔ جن کو فرنگی طب ٹشوز (انسجہ) کہتی ہے۔ جن سے ایک طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ مفرد اعضاء کل چار ہیں اور دوسری طرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ خون ایک خلط نہیں چار اخلاط ہیں اور فرنگی طب کے نظریہ کہ خون ہی ایک خلط ہے کو غلط ثابت کر دیا ہے جس سے یہ حقیقت ظاہر ہو گئی ہے کہ فرنگی طب جس بنیاد پر قائم ہے وہ بنیاد ہی غلط ہے۔"

اب اس سے آگے حکیم رحمت علی راحت کے دریافت شدہ چوتھے عضو رئیس اور پانچویں خلط ریح کی واضح طور نفی ہوتی تھی۔ اس لئے اگلے حصہ کو چھوڑ دیا۔ ایسا جان بوجھ کر کیا جو کہ بدنیتی پر مبنی ہے۔ قارئین تحقیقات و علاج جنسی امراض کے اس صفحہ کو نکال کر پڑھ سکتے ہیں۔ اسی پیرا سے ملحق اگلا پیرا پڑھیں۔

"مفرد اعضاء جو بنیادی اعضاء ہیں اور جن کو انسجہ کہتے ہیں کل چار ہیں گویا تمام جسم انہی چار مفرد اعضاء سے بنا ہوا ہے جن سے ایک مفرد عضو (نسیج) سے بنیاد جسم بنتی ہے۔ جس میں ہڈی و کری اور رباط و اوتار بنتے ہیں۔ اس کو بنیادی

اعضاء کہتے ہیں۔ جس میں ظاہری طور پر ذاتی حرکت نہیں دوسرے مفرد عضو (نسیج) سے دماغ و اعصاب بنتے ہیں۔ تیسرے سے دل و عضلات بنتے ہیں اور چوتھے سے جگر و غدد بنتے ہیں۔ یہ تینوں مفرد اعضاء (انسجہ) حیاتی کہلاتے ہیں انہی کی باقاعدہ حرکت پر زندگی و طاقت اور صحت قائم ہے۔ جب ان کے افعال میں نقص و خرابی واقع ہوتی ہے یعنی افراط و تفریط یا ضعف واقع ہو جاتا ہے۔ تو اس حالت کو مرض اور ضعف کہتے ہیں جب تک ان تینوں مفرد اعضاء کا باہم تعلق پیدا نہ ہو انسانی زندگی ظاہر نہیں ہو سکتی۔ جب تک ان کا باہم تعلق رہتا ہے انسان زندہ رہتا ہے۔ لیکن جب یہ تعلق ٹوٹ جاتا ہے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔

(تحقیقات و علاج جنسی امراض مطبوعہ نوری کتب خانہ صفحہ ۲۵-۲۴)

اب آپ خود ہی غور کر لیں کہ مجدد طب کا نفس مضمون ہی اس فیصلہ پر آ کر ختم ہو جاتا ہے کہ حیاتی اعضاء صرف تین ہیں۔ چوتھا مفرد عضو (نسیج الحاقی) بنیادی عضو ہے۔ مرض و صحت اور زندگی و موت کا تعلق تین مفرد حیاتی اعضاء سے قائم ہے۔

صرف اوپر والا پیرا لکھ کر نچلا پیرا چھوڑ کر حکیم رحمت علی راحت لکھتا ہے۔

کیا حکیم انقلاب کا یہ قول جھوٹا ہے

غلط ثابت کرنے والے کو ہم چیلنج کرتے ہیں"۔

یہ ہے حکیم رحمت علی رحت کی طرف سے دیے گئے حوالہ جات کے ڈھول کا پول حالانکہ مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ باربط مضمون اپنی وضاحت خود کر رہا ہے۔

اب حکیم انقلاب کی کتب سے دیے گئے دیگر حوالہ جات کا اس حکیم کے ہاتھوں حشر و نشر پیش خدمت ہے۔

"غور کریں کہ طب قدیم چار اخلاط تسلیم کرتی ہے اور ہر خلط اپنا ایک الگ مزاج اور عمل رکھتی ہے اور فرنگی طب چار اقسام کے انسجہ (ٹشوز) بیان کرتی

ہے۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ ہر قسم کے انسجہ میں طب قدیم کی ایک خلط پائی جاتی ہے اور اس سے وہ غذا اور زندگی حاصل کرتی ہے۔

تطبیق یوں ہے۔

۱۔ اعصابی انسجہ میں بلغم۔ ۲۔ عضلاتی انسجہ میں خون۔

۳۔ کبدی انسجہ میں صفرا ---۔ اور ۴۔ طحالی انسجہ میں سودا کے محلول پائے جاتے ہیں اور ان کی غذا اور عامل (ایری ٹینٹ) ہیں یہاں پر آکر حکیم رحمت علی راحت نے پیراگراف بند کر دیا ہے۔ حالانکہ اگلے پیراگراف میں یہ بات وضاحت کے ساتھ لکھی گئی ہے کہ اصل میں اعضائے رئیسہ تین ہیں اب اگلا پیرا گراف ملاحظہ ہو۔

اور جب انہی محلولات میں انسجہ (مفرد اعضاء) کے اندر جب خمیر پیدا ہوتا ہے تو وہاں پر ان کی خاص قسم کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں۔ ہماری تحقیق سے یہ بات بھی سمجھ لیں کہ جراثیم بھی ابتدائی طور پر تین قسم کے ہیں۔

(i) جراثیم (بیسی لائی) ڈنڈا نما۔--- جہاں پر اعصابی ہیں وہاں پر غیر طبعی بلغم پیدا کرتے ہیں۔ بلغم کے جس قدر غیر طبعی اقسام ہیں ان کے اقسام کو جراثیم سے تطبیق دے دیں۔

جراثیم کرودیہ :۔

(کاکائی) گیند نما۔ جہاں پر کبدی ہیں وہاں پر غیر طبعی صفرا پیدا کرتے ہیں۔ صفراء کے جس قدر غیر طبعی اقسام ہیں ان کے اقسام کو جراثیم سے تطبیق دے دیں۔

جراثیم حلزونیہ :۔

(وبریو) گھونگھ نما۔ جہاں پر عضلاتی ہیں دہاں غیر طبعی سودا پیدا کرتے ہیں۔ سودا کی جس قدر غیر طبعی اقسام ہیں ان کے اقسام جراثیم سے تطبیق پاتے ہیں جاننا چاہئے کہ فرنگی طب نے تین قسم کے انسجہ

۱۔ اعصابی ۲۔ عضلاتی ۳۔ غدی

کو حیاتی تسلیم کیا ہے مگر الحاقی کو ادنیٰ مانا ہے۔ اسی طرح طب یونانی نے بھی سودا کو گھٹیا خلط کہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایور ویدک نے تین دوش (وات ' پت' کف) مانے ہیں۔ چوتھے خون (رکت) کو الگ کر دیا ہے۔ ہم نے طب قدیم اور ایور ویدک کو ماڈرن سائنس کے ساتھ تطبیق دیتے ہوئے صرف تین ہی انسجہ کو حیاتی اور فعلی تسلیم کیا ہے تاکہ دنیا کی کوئی تحقیق ہماری اس تحقیق سے انکار نہ کر سکے۔

یہ ہماری تحقیق و تجدید علم و فن ہے۔ جو صرف خداوند کریم و حکیم کے فضل و کرم سے ہمیں نواز دی گئی ہے کیا طبی دنیا میں کوئی ہے جو اس کا مقابلہ کر سکے؟ یہ ایک نیا فلسفہ اور نئی حقیقت ہے۔"

(فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے۔ مطبوعہ نوری کتب صفحہ ۱۳۳۔ ۱۳۲)

اب اس سے اگلے حوالہ کا جائزہ لیں۔

۱۔ خون سے دل و عضلات

۲۔ بلغم سے دماغ و اعصاب

۳۔ صفرا سے جگر و گردے' غدد و غشا

۴۔ سودا سے ہڈی و کری' رباط و وتر

اب یہ حوالہ جو حکیم رحمت علی راحت نے **Quote** کیا ہے۔ اس کے ابتدائیہ جملوں کو سرے سے غائب کر کے تطبیق کو پیش کر دیا ہے۔ مضمون کو ابتداء سے پڑھیں۔

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"انسجہ چار قسم کے ہوتے ہیں ان میں تین اعضاء رئیسہ دل و دماغ و جگر بنتے ہیں جن کو:۔

۱۔ عضلی نسیج ۲۔ عصبی نسیج

۳۔ غدی نسیج ـــــ اور ۴۔ الحاقی نسیج

جس سے جسم کی بنیادیں تیار ہوتی ہیں۔ گویا اخلاط و انسجہ لازم و ملزوم ہیں۔

(تحقیقات المجربات صفحہ ۲۶-۲۵)

ملاحظہ ہو کہ اپنے استاد محترم کے حوالہ جات کو کتنی ناانصافی کے ساتھ بیان کیا جا رہا ہے۔

اب ایک اور حوالہ جو حکیم رحمت علی راحت نے پیش کیا ہے وہ یوں ہے کہ

"(۱) الحاقی نسیج (Connective Tissue) ان سے ہڈی رباط و اوتار و جسم کا ڈھانچہ تیار ہوتا ہے۔ یہ خلط سودا کی پیداوار ہیں اس کی کیفیت و مزاج سرد و خشک ہے"۔

"(۲) عضلاتی نسیج (مسکولر ٹشو) ان سے عضلات (گوشت) بنتا ہے۔ یہ خلط خون کی پیداوار ہے۔ اس کی کیفیت اور مزاج گرم تر ہے"۔

"(۳) غدی نسیج (ایپی تھیلیل ٹشوز) ان سے جسم کے غدد اور غشا بنتے ہیں۔ یہ خلط صفراء کی پیداوار ہیں۔ اس کی کیفیت اور مزاج گرم خشک ہے"۔

"(۴) عصبی نسیج (نروز ٹشوز) اس سے تمام جسم کے اعصاب بنتے ہیں۔ یہ خلط بلغم کی پیداوار ہیں۔ اس کی کیفیت اور مزاج سرد تر ہے"۔

(تحقیقات المجربات صفحہ نمبر ۳۵ - ۳۴)

اس حوالہ کو اس جگہ تک تحریر کر کے چھوڑ دیا ہے۔

یہ فن طب اور اپنے استاد کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے آپ کو اس بات کا ثبوت اس طرح مل جائے گا جب آپ اس پیراگراف کو مکمل طور پر پڑھیں گے۔

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ آگے لکھتے ہیں:۔

مفرد اعضاء دو قسم کے ہوتے ہیں ایک بنیادی جس میں نسیج الحاقی (کنکٹو

ٹشوز) جن میں ہڈی و کری اور رباط و اوتار شامل ہیں۔ یہ سب جسم کا ڈھانچہ بناتے ہیں۔

دوسرے حیاتی اعضاء ہیں جن میں تین قسم کے انسجہ شامل ہیں۔

۱۔ عضلی نسیج (مسکولر ٹشوز)

۲۔ غدی نسیج (ایپی تھیلیل ٹشوز)

۳۔ عصبی نسیج (نروس ٹشوز)

عضلی نسیج سے جسم کا گوشت بنتا ہے جن کا مرکز دل ہے۔ غدی غشائے مخاطی (جن کا مرکز جگر) ہے اور اعصاب (جن کا مرکز دماغ ہے) یہی دل، جگر و دماغ ہی وہ اعضاء ہیں جن کو ہم اعضائے رئیسہ کہتے ہیں۔ یاد رکھیں۔ زندگی تو نسیج الحاقی میں بھی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ بھی خلیات (حیوانی ذرات) سے بنتے ہیں جو زندہ اور حیات ہوتے ہیں۔ مگر اول تو ادنیٰ قسم کے خلیات اور انسجہ کہلاتے ہیں۔ جیسے طب یونانی میں سودا کا مقام ہے دوسرے ان سے جو اعضاء بنتے ہیں ان میں حرکت حیات نہیں ہے اور نہ ہی اعضائے رئیسہ میں ان کا دخل ہے اور ان کا تعلق زیادہ تر جسم کے بنیادی اعضاء کے ساتھ ہے اور باقی تینوں مفرد اعضاء کو حیاتی اعضاء کا نام دیا گیا ہے کیونکہ ان ہی کی مدد سے غذا خون بنتی ہے اور جسم میں گردش کر کے جسم کا جزو بنتی رہتی ہے۔

یہ تو تھا حکیم رحمت علی راحت کا مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ جات پیش کرنے کا انداز گویا ربط مضامین کو چاک چاک کر کے رکھ دیا ہے۔

محقق کو خداوند قدوس نے قوت حق اور حقیقت شناش قلب و دماغ بخشا ہوتا ہے۔ اس کی تحقیقات کو من گھڑت تاویلات سے مسخ کرنے کو فطرت و قدرت کبھی پسند نہیں کرتی۔

☆ جو آدمی ☆

۱۔ مفرد کیفیات کی رٹ لگا رہا ہو۔

۲۔ مزاج کے معنی تک نہ جانتا ہو۔

۳۔ خلط کی ماہیت سے بے خبر ہو۔

۴۔ ریح یعنی ہوا کو خلط قرار دیتا ہو۔

۵۔ وات کو ریح گردانتا ہو۔

۶۔ ریح کا تعلق اور تطبیق کے قوانین سے منحرف ہو۔

۷۔ فن طب میں خلط کی مسلمہ تعریف سے انکاری ہو۔

۸۔ سودا کا فعل تخدیر قرار دیتا ہو اور پھر اس مخدر خلط سے طحال میں تحریک پیدا کرنے کا دعویٰ کرتا ہو (حالانکہ مخدر ادویہ سے تحریک پیدا نہیں ہوا کرتی)۔

۹۔ بنیادی، فعلی اور حیاتی اعضاء کی حقیقت سے واقف نہ ہو۔

۱۰۔ الحاقی مادہ سے بنے ہوئے عضو کو عضو رئیس کہتا ہو۔

۱۱۔ سرد تر کا تعلق طحال (غدد جاذبہ) سے قائم کرتا ہو۔

۱۲۔ مٹی سے بننے والے عضو کو فعلی و حیاتی اور اس کے انسجہ کے مرکز کو عضو رئیس تسلیم کروانے پر بضد ہو (جو کہ بعید از قیاس ناقابل تسلیم اور فطرت سے متضاد ہے)۔

۱۳۔ پروٹو پلازم کی ماہیت سے بے خبر ہو۔

۱۴۔ جسم الوجود میں پائے جانے والے اعضاء کی تقسیم کے اصول و کلیات اور قانون کو جانتا نہ ہو۔

۱۵۔ قویٰ (قوت طبعی، قوت حیوانی، قوت نفسانی) کی جگہ غاذیہ کے خدام ماسکہ، جاذبہ، ہاضمہ اور دافعہ کو اعضائے رئیسہ کے قویٰ گردانتا ہو۔

۱۶۔ عضو رئیس کی تعریف تک سے ناآشنا ہو۔

۱۷۔ غشائے مخاطی (غدی و قشری نسیج) کا تعلق الحاقی انسجہ طحال سے قائم کرتا ہو۔

۱۸۔ یہ بھی تسلیم کرتا ہو کہ طحال تخمیر کے عمل سے بلغمی رطوبات کو سودا میں بدل دیتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ طحال کے ذمے تخدیر کا فعل بھی لگاتا ہو۔ حالانکہ دنیائے سائنس اچھی طرح جانتی ہے کہ تخدیر کے مقام پر تخمیر کا عمل ناممکن ہے۔ غذاؤں وغیرہ کو فریج و فریزرز وغیرہ میں رکھنے کا مطلب ان میں تخمیر کا عمل روکنا ہوتا ہے تاکہ وہ خراب نہ ہو جائیں۔

۱۹۔ اخلاط و اعضاء کی تطبیق کا ستیاناس کر رہا ہو۔

۲۰۔ مخدر اشیاء کو مقوی کہتا ہو اور تخدیر کو باعث تقویت قرار دیتا ہو۔ جو سن کر دینے اور مفلوج ہو جانے کا دوسرا نام ہے۔

۲۱۔ تحلیل کو مفرح قرار دیتا ہو۔

۲۲۔ منافع الاعضاء کے علم سے قطعی طور پر محروم ہو۔

۲۳۔ تحریک کا علاج تخدیر سے کرتا ہو۔

۲۴۔ تحلیل کے مقام پر تحریک پیدا کرنے کو قانون علاج قرار دے رہا ہے۔

۲۵۔ جنین کے ایمبریو کی ڈویلپمنٹ میں تین لیئرز کو چار لیئرز (Layers) قرار دے کر حقیقت سے کھلی روگردانی کر رہا ہو۔

۲۶۔ الفا سیلز، بیٹا سیلز اور گاما سیلز کی اصلیت سے آگاہی نہ رکھتا ہو۔

۲۷۔ حکیم انقلاب کے قانون اربعہ کو قانون ثلاثہ کا نام دے کر محقق کہلانے کا شوق پورا کر رہا ہو۔

۲۸۔ تحقیقات کے قواعد و ضوابط سے ناآشنا ہو۔

۲۹۔ اپنی تحقیقات کے ساتھ سابقہ تحقیقات کا ریویو نہ دے سکتا ہو۔

۳۰۔ علمی و فنی سیمینار میں آکر حقائق سننے کی اخلاقی جرأت نہ رکھتا ہو۔

۔ اپنے استاد محترم کو فادر آف دی میڈیسن تسلیم کرنے کے باوجود اس کے وضع کردہ اور محقق قانون مفرد اعضاء کو نامکمل قرار دے رہا ہو۔

۳۲۔ حوالہ جات کا حشرو نشر اور تشریح و ترجمہ کرتے وقت من گھڑت تاویلات سے کام لیتا ہو۔

۳۳۔ اپنی اثابت کی ضد میں ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی، آیورویدک طب اسلامی اور طب یونانی کا ستیاناس کر رہا ہو۔

۳۴۔ صدیوں سے رؤسائے فن کی مسلمہ تحقیقات کو بغیر کسی دلیل و ریویو اور تجربات و مشاہدات کے رد کر رہا ہو۔

۳۵۔ ایک طرف یہ تسلیم کرتا ہو کہ مجدد طب کے مطب سے ہزاروں لاعلاج مریض شفاء پاتے اور بعض مریض نہ صرف شفایاب ہو جاتے بلکہ بہترین طبیب بن کر لوٹتے۔ نصف صدی سے ہزاروں اطباء اسی تین اعضائے رئیسہ کے تحت کامیاب مطب چلا رہے ہیں پھر اس کو کس طرح غلط قرار دیا جا سکتا ہے۔

۳۶۔ جو اس فطری و اصولی اور یقینی طریقہ علاج کو غلط ثابت کرنے پر تلا ہوا ہو۔

قارئین کرام

یہ فیصلہ آپ خود کریں کہ وہ کیا ہے؟

والسلام والاکرام

حکیم محمد جعفر الطیار

جنرل سیکرٹری تحریک تجدید طب پنجاب

حکیم ڈاکٹر چوہدری شبیر احمد راں رجسٹرار تحریک تجدید طب پاکستان

حکیم رحمت علی راحت کا ٹیکنیکل مسئلہ

ماہنامہ سمپل آرگینو پیتھی میں حکیم رحمت علی صاحب نے منڈی بہاوالدین کے جلسہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ میں نے حسب معمول حکیم انقلاب سے یاددہانی کراتے ہوئے طحال اور غدد جاذبہ کے متعلق پوچھا تھا کہ ان کا تعلق کس عضو کے ساتھ ہے کیونکہ وہ ان دنوں طحال اور غدد جاذبہ کو دل اور عضلات کی جگہ رکھتے تھے اور اعصاب کی تحریک میں جیسے عضلات میں تسکین رطوبات کی زیادتی سے دل و عضلات پھول جاتے ہیں۔ ایسے ہی طحال بھی تسکین رطوبات کی زیادتی سے پھول جاتی ہے۔ جیسا کہ عظم طحال کے نسخہ جات میں انہوں نے لکھا ہے۔

اول یہ کہ اعصاب کی تحریک میں غدد جاذبہ میں تسکین کیسے پیدا ہوتی ہے جس سے وہ پھول جاتے ہیں۔ کیونکہ اعصاب کی تحریک میں غدد میں تحلیل ہوتی ہے نہ کہ تسکین۔

دوسرے یہ کہ کیا عضلات اور غدد جاذبہ ایک ہی قسم کے ٹشو سے بنتے ہیں کہ عضلات کی تسکین سے غدد جاذبہ بھی تسکین سے پھول جاتے ہیں۔

یہ ایک حل طلب مسئلہ تھا جس کے متعلق میں نے حکیم انقلاب سے سوال کیا تھا۔ حکیم انقلاب تو اس سوال کو سن کر سوچنے لگ گئے۔ مگر شریف چشتی جو ایک کونے میں بیٹھا تھا جھٹ بول اٹھا کہ طحال تو عضو رئیس نہیں ہے۔ حکیم انقلاب نے بات کو ٹالتے ہوئے کہہ دیا کہ سنو! وہ شخص کیا کہہ رہا ہے۔؟ میں نے حکیم انقلاب سے کہا کہ اس شخص کو تو یہ تک معلوم نہیں ہے کہ میں نے کیا سوال کیا ہے اور اس کا جواب وہ کیا دے رہا ہے۔ ہم اس سے کیا پوچھیں۔ یہاں سوال طحال کے عضو رئیس ہونے کا نہیں بلکہ اس کا تعلق کس عضو کے ساتھ ہے یہ پوچھا گیا ہے۔

یہ ایک ٹیکنیکل مسئلہ تھا جو ایسے ہی دخل در معقولات کرنے والوں کی

بھینٹ چڑھ گیا۔ جس کا حل نہ تو حکیم انقلاب کی زندگی میں ہو سکا اور نہ ہی ان کی زندگی کے بعد اس مسئلہ کا کوئی حل سوچنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

(سمپل آرگینو پیتھی)

حکیم محمد شریف چشتی صاحب کے اس بیان پر کہ مجدد طب نے طحال کو عضو رئیس قرار دینے کے مسئلہ کو بہت سختی سے رد کر دیا تھا جو تفصیلاً "علاج بالغذا میں چھپ چکا ہے۔ اس واقعہ سے انکار کرتے ہوئے مندرجہ بالا واقعہ بیان کر دیا ہے۔ جبکہ مندرجہ بالا پیرا میں انداز بیاں ہی سے بیان کرنے والے نے شکوک و شبہات پیدا کر دیئے ہیں۔

حسب معمول یاد دہانی کرانے کا مطلب ہے کہ یہ حکیم صاحب بہت بار حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ سوال کر چکا تھا مگر شاگردان رشید میں سے جن سے میری ملاقات ہوئی ہے کسی نے بھی اس طرح کے سوالات اور واقعات کی تصدیق نہیں کی۔ اور پھر یہ کہنا کہ "حکیم انقلاب تو اس سوال کا سن کر سوچنے لگے" یہ کوئی اتنا مشکل مسئلہ نہیں تھا جو حکیم انقلاب اس کو حل نہ کر سکتے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ من گھڑت قصہ بازی کی جا رہی ہے۔ اگر حکیم محمد شریف چشتی کی بات حکیم رحمت علی صاحب اور حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ نے سن لی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ راحت صاحب کا سوال حکیم محمد شریف چشتی نے نہ سنا ہو۔ حکیم انقلاب کا یہ کہنا کہ سنو وہ شخص کیا کہہ رہا ہے۔ اس بات کی تصدیق ہے کہ انہوں نے حکیم محمد شریف چشتی صاحب کے قول کو درست قرار دے دیا کہ طحال عضو رئیس نہیں ہے۔

حکیم رحمت علی راحت صاحب کا یہ سوال کہ طحال کا تعلق کس عضو کے ساتھ ہے کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے۔ یہ الحاقی انسجہ سے بنی ہوئی ہے تو اس کا تعلق بھی ان کے ساتھ ہی ہے۔ مجدد طب نے تو کہیں نہیں لکھا کہ طحال کا تعلق عضلاتی انسجہ کے ساتھ ہے۔ یہ اس حکیم کی اپنی اختراع ہے جس کو حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھ رہا ہے۔

اب رہا یہ ٹیکنیکل مسئلہ کہ "اعصاب کی تحریک میں غدد جاذبہ میں تسکین کیسے پیدا ہوتی ہے جس سے وہ پھول جاتے ہیں۔" یہ پہلے بڑی وضاحت سے ثابت کیا جا چکا

ہے۔ کہ اعضائے مروسہ' اعضائے شریفہ اور اعضائے خادمہ کے افعال و امراض اعضائے رئیسہ کے ماتحت ہیں جو کہ دل' دماغ اور جگر ہیں۔ اعصابی تحریک میں عضلات تسکین کی وجہ سے پھول جاتے ہیں۔ عضلات سستی و تسکین کی وجہ سے طحال میں تیار شدہ ترش رطوبات کو استعمال میں نہیں لا سکتے۔ ادھر اعصابی تحریک کی وجہ سے الکلائن رطوبات کی پیدائش بہت زیادہ ہوتی ہے جو کہ طحال میں جمع ہوتی رہتی ہیں۔ جس سے طحال الکلائن رطوبات سے پھول جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ طحالی انسجہ کا تعلق قلب و عضلات کے ساتھ ہے اس طرح جب عضلات و قلب کو تحریک دی جاتی ہے تو ان میں سکیڑ ہو کر رطوبات نچڑ جاتی ہیں۔ عضلات بھی درست ہو کر طحال کی رطوبات کا استعمال شروع کر دیتے ہیں جس سے طحال کی رطوبات کا فلو شروع ہو جاتا ہے۔ طحال بھی سکڑ کر اپنی اصل سائز کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

یہی تو طحال و غدد جاذبہ کی اہم ترین ڈیوٹی ہے کہ ترشہ پانے کے بعد بقایا رطوبات جو کہ کھاری ہوتی ہیں طحال و غدد جاذبہ ان کو جذب کر کے خمیری کیمیاوی عمل سے ان میں ترشی پیدا کر کے دل کو سپلائی کرتی ہے مگر عضلات و قلب تسکین سے پھولے ہوئے ہوں تو یہ الکلائن رطوبات طحال میں جمع ہونا شروع ہو جاتی ہیں جن سے وہ پھول جاتی ہے۔ گویا ایک عام فہم سا نکتہ ہے جس کو سمجھ نہ سکنے کی وجہ سے حکیم رحمت علی صاحب نے مجدد طب کا سارا نظریہ رد کرنا شروع کر دیا۔

جبکہ ہم نے اس کی تحقیقات کو طب قدیم' طب اسلامی' قانون مفرد اعضاء' ہومیوپیتھک اور آیورویدک کے مبادیات اور قوانین و کلیات کے حوالہ جات کے ذریعے مکمل طور پر رد کر کے حکیم انقلاب ؒ کی تحقیقات کو درست' صحیح اور فطرتی ثابت کر دیا ہے۔ اگر اس میں حق و صداقت کے تسلیم کرنے کی جرأت ہے تو اسے تسلیم کر کے سرخرو ہو سکتا ہے۔

حکیم انقلاب ؒ کی تحقیقات کو سمجھ نہ سکنے کی وجہ سے یہ آدمی خود ٹیکنیکل مسئلہ کا شکار ہو گیا ورنہ آج کل یہ مسند عزت پر رونق افروز ہوتا۔ غدد پر مکمل تفصیلات کے ساتھ غدد

جاذبہ اور ناقلہ کے عنوان کے تحت مفصل بحث ہو چکی ہے جو یہاں درکار نہیں۔ یہاں تو صرف یہ جان لینا کافی ہے کہ بعض غدد الکلائن رطوبات کا اخراج کرتے ہیں۔ (سیلیوری گلینڈز Salivary Glands) بعض غدد ایسڈک رطوبات کا اخراج کرتے ہیں جیسے طحال اور بعض غدد بائل جوسز (Bile Juices) پیدا کرتے ہیں۔ ہر تین اعضائے رئیسہ میں سے کسی نہ کسی سے ایک قسم کی رطوبات کی تطبیق قائم ہو جاتی ہے۔ جب کسی عضو رئیس میں خلل واقع ہوتا ہے تو اس کی متعلقہ خلط پیدا کرنے والے غدد بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔ لیکن اصولی تطبیق انسجہ کے تحت ہے۔ جس قسم کی نسیج ہو گی اسی قسم کے عضو سے ان کا تعلق ہو گا۔ لیکن تطبیق کے مسئلہ میں تو حکیم رحمت علی صاحب نے بہت غلطیاں کی ہیں۔ اب میں ان سے پوچھتا ہوں جو ٹیکنیکل مسئلہ تم نے خراب کیا ہے اس کا جواب بھی دو!

ا۔ غشائے مخاطی Epithelial Tissue سے بنی ہوتی ہے لیکن تم نے اس کا تعلق طحال (Spleen) سے قائم کر دیا ہے جو کہ Connective Tissue سے بنی ہوئی ہے۔

مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ پر اس انداز میں اعتراض کرنے والا کہ "یہ تو اس نظریہ کی ایجاد کرنے والوں کا کمال ہے کہ انہوں نے سردی اور گرمی کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا ہے۔"

(بحوالہ ماہانہ رپورٹ "تین اور چار کا مسئلہ مولفہ حکیم رحمت علی راحت)

گستاخی گستاخ ہی کے خرمن علم کو جلا کر بھسم کیا کرتی ہے۔ دراصل یہی غلطی تو حکیم صاحب خود کر رہے ہیں۔ غور کریں۔

غشائے مخاطی Epithelial Tissue

طحال Connective Tissue

اب غشائے مخاطی جو ایپی تھیلیل ٹشوز سے بنے ہوئے ہیں جن کا تعلق قشری غدد ناقلہ (جگر) سے ہے اور طحال (Spleen) الحاقی نسیج سے بنی ہوئی ہے۔

ثابت ہوا کہ حکیم صاحب محقق کہلانے کے جنون میں گرمی اور سردی کو خود ہی اکٹھا کر بیٹھے۔ حکیم صاحب ذرا جواب دیں کہ کیا مخاطی Epithelial اور الحاقی Connective

ٹشوز ایک ہی چیز ہیں اگر نہیں تو ان کی نئی تطبیق یہیں دم توڑ جاتی ہے۔

استاد محترم کا اس انداز میں تمسخر اڑانے والا خود اپنا مذاق آپ بن کر رہ گیا ہے۔ اس نے کہا "جسم میں ترشی اور کھار کے دو بڑے کارخانے ہیں جن کا اب اتحاد ہو گیا ہے۔

(اعتراض نمبر۷ ماہانہ رپورٹ "تین اور چار کا مسئلہ" مولفہ حکیم رحمت علی)

مخاطی مادہ الکلائن مادہ ہے اس کی PH بھی الکلائن ہے اور طحال میں ترشی (سودا) پایا جاتا ہے۔ اس طرح غشائے مخاطی کے افرازات جو الکلائن ہیں ان کا تعلق طحال سے قائم کرنا ہی غلطی تھی۔ ترشی اور کھار کے کارخانوں کی باہمی تطبیق دے دی ہے۔ حکیم صاحب کو جاننا چاہئے کہ غشائے مخاطی کو تحریک دینے سے سودا پیدا نہیں ہو گا بلکہ کھاری رطوبات کی پیدائش شروع ہو جائے گی۔ غشائے مخاطی کو تحریک دینے سے گرمی تری بڑھ جائے گی نہ خشکی میں اضافہ ہو گا۔ اسی طرح غشائے مخاطی کو تحریک دینے سے تحریک قشری غدد ناقلہ (جگر) میں جائے گی۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ قشری غشائے مخاطی کو تحریک دیں تو تحریک طحال یعنی الحاقی انسجہ میں چلی جائے۔ اب تین اور چار کے مسئلہ کا دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ظاہر ہو گیا ہے۔ یہی بہتر ہے غلطی مان کر درست راستے پر آ جایئے ورنہ غلط بات کو درست ثابت کرنے کے لئے آپ جتنے دلائل بھی دیتے جائیں گے غلطاں در غلطاں بنتا جائے گا۔ اور طب اسلامی کی تاریخ تمہارے رویئے سے ضرور نالاں رہے گی۔

وما علینا الا البلاغ المبین

چوہدری حکیم ارشاد احمد فیرد ... ی .ند میڈلسٹ صدر تحریک تجدید طب
موضع ردے تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ

ہوئے تم دوست جس کے!

حکیم انقلاب المعالج، مجدد طب حضرت صابر ملتانی رحمتہ اللہ علیہ نے طبی تحقیقات کا آغاز ۱۹۳۳ء سے کیا۔ طویل عرصہ پر محیط اپنے تجربات و مشاہدات کا نچوڑ "نظریہ مفرد اعضاء" کے نام سے ایک عظیم دعویٰ کے ساتھ جون ۱۹۵۸ء کو دنیائے طب کے سامنے پیش فرما دیا۔ آپ نے اپنی ہر تحقیق ایک چیلنج کے ساتھ پیش کی۔ ان میں سے کسی چیلنج کا کسی فلسفہ علاج کے کسی فاضل و ماہر اور کسی مکتب فکر کے معالج کو جواب دینے کا یا اسے رد کرنے کا حوصلہ ہوا نہ ہمت۔ حالانکہ آپ ہر چیلنج کے ساتھ ایک خطیر رقم بھی پیش فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ آپ اپنی علمی، فنی، تحقیقاتی کامرانیوں کا سہرا اپنے سر پر سجائے ۳۰ جون ۱۹۷۲ء کو واصل بالحق ہو گئے۔ ستم ظریفی یہ ہوئی کہ اسی عالم بے بدل، محقق و مجدد بیمثل کے ایک شاگرد نے ان کے چالیسویں پر ہی تحقیق و تجدید طب کی دستار فضیلت اپنے مربی و محسن استاد گرامی کے سر سے اتار کر اپنے سر پر سجانے کا اعلان کر دیا۔ میں اکثر سوچتا ہوں کہ کتنا روح فرسا ہو گا وہ لمحہ جب حکیم رحمت علی راحت اپنے استاد یگانہ کے سر سے پگڑی اتار رہا ہو گا اور حاضرین محفل میں کس ضبط کے پیکر ہوں گے وہ شاگردان باصفا و باوفا جو اس منظر جا نگداز کو صم "بکم" بیٹھے دیکھتے رہے۔ کون جانے کہ وہ اس جسارت پر دم بخود کیوں رہے۔؟ کیا ان کے پیش نظر محفل کا تقدس تھا یا وہ حیرت و استعجاب سے مہر بہ لب رہے؟ آخر تحیر کی یہ برف مبلغ اسلام حکیم محمد ظفر اللہ سلم اللہ تعالیٰ کے ان مضامین نے پگھلائی جو حکیم رحمت علی راحت کے پیش کردہ "تین اور چار کے مسئلہ" پر اٹھائے دس اعتراضات کے جواب میں انہوں نے لکھے اور ماہنامہ "علاج بالغذاء" موڑ ایمن آباد اور

"ترجمان قانون مفرد اعضاء" دنیا پور میں چھپتے رہے۔ ان مناظر پہ کوئی جانے نہ جانے، مانے نہ مانے روح صابر "ضرور پکار اٹھی ہو گی۔

جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھیں دھڑکنیں
ان کو زباں ملی وہ ہمی پہ برس پڑے

حکیم رحمت علی راحت کا مضمون "ربط ملت" "آرگینو پیتھی" کے ایک شمارے میں پڑھ کر میں مبلغ اسلام حکیم محمد ظفر اللہ صاحب سے ملا۔ میں نے استفسار کیا کہ المستفیض دارالاحسان سے بھلا فیصل آباد کا فاصلہ ہی کتنا ہے۔ جو بالمشافہ بات کر لینے کی بجائے اسے قلمی بحث بخشی اور لکھا پڑھی کا راستہ اپنانا پڑا۔ تو انہوں نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا کہ میں حکیم راحت کو حکیم انقلاب کا شاگرد جان کر اس کے پاس مجدد طب علیہ الرحمتہ کا تذکرہ سننے کبھی کبھی چلا جاتا۔ مگر یہ مجھ سے "تین اور چار کے مسئلہ" پر بات شروع کر دیتا۔ بادیا" میں اسے یہ کہہ کر روکنے کی کوشش کرتا رہا کہ سچائی ہمیشہ زندہ رہتی ہے اگر آپ سچے ہوئے تو آپ کی تحقیقات باقی رہیں گی۔ اگر غلط ہوئیں تو خود بخود ختم ہو جائیں گی۔

دراصل میرا مقصد یہ ہوتا تھا کہ یہ مجدد طب کے براہ راست شاگرد ہیں میں مجدد ؒ کا گرویدہ تھا۔ اس سے صرف ان کی باتیں سننے جاتا تھا کہ روح کو چین ملے مگر یہ بار بار تین اور چار کا مسئلہ چھیڑ کر بیٹھ جاتا۔ ایک دو بار میں نے اس موضوع پر سوال پوچھنا شروع کئے تو مشتعل ہو گیا اور جھگڑنے لگا۔ میں مسکراتے ہوئے اٹھتا اور چلا آتا۔ ایک دفعہ مجھے کہا گیا کہ میں اسے مان لوں یا غلط ثابت کر کے مجھے اس سے روک دو۔ لہٰذا میں نے علمی اور فنی لحاظ سے اس پر قلم اٹھایا تو اس پر مشتعل ہو کر جو کچھ حکیم راحت نے لکھا وہ آپ نے ربط ملت میں پڑھ ہی لیا ہے۔ یہ سن کر میں ورطہ حیرت میں پڑ گیا۔ کہ محقق طب نے جون ۱۹۵۹ء سے جون ۱۹۷۲ء تک اپنا نظریہ تواتر و تسلسل کے ساتھ پیش کیا۔ اس کی صداقت کے دعوے کئے۔ اس کی ترمیم و تردید کے لئے چیلنج دیئے۔ آپ ؒ نے اس نظریہ کی تبلیغ کی اس کی ترغیب دی اور

اسی کی تعلیم دی۔ اسی نظریے پر علم و فن طب کی تجدید کی اور اسی نظریئے کی اساس پر نہ صرف اپنا مطب تعمیر و استوار کیا اور اسے بے مثل کامیابی سے چلایا بلکہ ان کے بے شمار تلامذہ راشدہ نے کامیاب تشخیص و علاج کے جھنڈے گاڑ دیئے۔ ان کے نظریے (قانون) کی استقامت و صداقت کے لئے ان کتب بھری پڑی ہیں۔ حکیم راحت کے دعوے کی تردید کے لئے مجدد طب ؒ کے کون کون سے حوالہ جات منتخب کروں؟۔

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است

حکیم راحت کا یہ کہنا کہ مجدد طب "تین" کا نظریہ ترک کر کے عمر کے آخری ایام میں "چار" کے اسلامی نظریے کی طرف آ رہے تھے۔ جسے سرتاپا غلط ثابت کرنے کے لئے "مشتے از خر وارے" کے طور پر صرف چند حوالے تبرکاً" مثلاً" اور احتراماً" پیش کر رہا ہوں۔ آپ نے تحقیقات الامراض والعلامات "مطبوعہ ۱۹۶۳ء کے مقدمہ" کے آخر میں فرمایا کہ۔

آخر میں اس امر کی پھر تاکید کی جاتی ہے کہ یہ چھ صرف اعصابی، غدی اور عضلاتی تحریکیں ہیں اور ان کی تحلیل و تسکین کو نظریہ مفرد اعضاء کے مطابق مد نظر رکھیں۔"

رجسٹریشن فرنٹ جنوری ۱۹۷۰ء کے صفحہ نمبر ۲ پر آپ رقم طراز ہیں کہ یاد رکھیں کہ تسکین کے لئے مبردات، مسکنات، مخدرات اور مولد بلغم اشیاء استعمال کی جاتی ہیں جو کہ سب محرک اعصاب ہیں۔

شمارہ فروری ۱۹۷۰ء کے صفحہ نمبر ۷ پر "اعضائے رئیسہ" کی سرخی تلے تحریر فرماتے ہیں کہ "دل دماغ جگر اعضائے رئیسہ ہیں" طحال اعضائے رئیسہ میں سے نہیں بلکہ اعضائے شریفہ میں سے ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت تک مجدد طب کے علم میں یہ بات آ چکی تھی۔ کہ بعض لوگ طحال کو اعضائے رئیسہ گرداننے کا خیال کر رہے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ نے واضح اور دو ٹوک الفاظ میں اس کی تردید فرما دی۔

شمارہ مارچ ۱۹۷۰ء کے صفحہ نمبر ۱۲ پر آپ نے لکھا کہ "جہاں تک انسانی مشین کا تعلق ہے ہمیں حیاتی اعضاء صرف تین نظر آتے ہیں جن کو ہم اعضائے رئیسہ کہتے ہیں جو دل، دماغ اور جگر کے نام سے مشہور ہیں۔"

کوئی صاحب فہم و ذکاء ان دعاوی میں کہیں ابہام تو دکھائے۔ ان دعووں سے مجدد طب کا انحراف یا ترمیم و تنسیخ ان کی ذات پر الزام محض نہیں تو اور کیا ہے۔ بلکہ ایسے الزام تراشنے والوں کا مجدد طب کے نظریات سے اپنا ہی انکار و ارتداد و انحراف ثابت ہوتا ہے۔

اب "تین اور چار کا مسئلہ" کے خالق حکیم رحمت علی راحت کا اس تخلیق غلط سے پہلے طبی و فنی اور علمی عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

موصوف نے مجدد طب کی حیات مبارک میں "تشریح نظریہ مفرد اعضاء" نامی ایک کتاب مئی ۱۹۷۰ء میں طبع کرائی تھی جس میں اس نے تین اعضائے رئیسہ کے موقف کی بھرپور تبلیغ کی ہے۔ اور باقی طریقہ ہائے علاج سے موازنہ کر کے ثابت کیا ہے۔ کہ نظریہ مفرد اعضاء دیگر تمام طریقہ ہائے علاج کے لئے ایک کسوٹی کا مقام رکھتا ہے۔ اس طرح اس شاگرد کو حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں یہ جرأت نہ ہوئی کہ طحال کو عضو رئیس اور تخدیر کو طبعی فعل قرار دے کر اعصابی عضلاتی اور عضلاتی اعصابی تحاریک کو غلط قرار دیتا۔ بلکہ مجدد طب کی آنکھیں موندتے ہی یہ شاخسانہ کھڑا کر دیا کہ طحال عضو رئیس ہے اور چوتھا فعل تخدیر ہے وغیرہ وغیرہ۔ دراصل حالات و واقعات اس امر کے مظہر ہیں کہ اس کے ذہن میں پہلے ہی یہ فتور آ چکا تھا کہ مجدد طب کے ہوتے ہوئے تو اس کی دال نہ گلے گی۔ البتہ ان کے سفر آخرت اختیار کرتے ہی مسند تحقیق پر قابض ہو جاؤں گا اور محقق طب کی تحقیقات کی تکمیل کا دعویٰ کر دوں گا۔ اور یہی کچھ اس نے کر دیا۔ اس موقع پر بھی حکیم غلام نبی مرحوم نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر محقق کہلانے کے شوق نے اس کی عقل پر پردہ ڈالا ہوا تھا۔ اس طرح اعتراف حق سے انکاری ہی رہا۔ ان ہونی اور غلط باتیں کہہ جاتے ہیں وہ یہاں تک بے

ہاک ہے کہ سمپل آرگیسو پیتھی مارچ ۱۹۹۷ء کے صفحہ نمبر ۱۰ پر لکھتے ہیں۔ کہ اس مسئلہ پر میرے مخاطب حکیم انقلاب جناب صابر ملتانی ہیں کیوں کہ ان کے فرمودات تو میں نے "تین اور چار کے مسئلہ" کے ابتدائیہ میں لکھے تھے .... وہ تو میرے مسئلہ کی تائید کرتے تھے .... میرے مخاطب تو تکونی نظریہ کا پرچار کرنے والے حکیم لیٹیین دنیا پوری تھے۔ بلکہ یہاں تک لکھ دیا کہ حکیم انقلاب کی زندگی نے وفا نہ کی ورنہ وہ اپنی زندگی میں ہی نظریہ کو قانون اربعہ پر قائم کر جاتے۔ لیکن اس کے لئے وہ نشان چھوڑ گئے ہیں۔ جو صرف حکیم راحت ہی کی دیدہ بینا کے تصرف میں آئے۔ حکیم انقلاب نے تو تین اعضائے رئیسہ اور تین ہی افعال پر منافع الاعضاء اور امراض و علامات کی بنیاد رکھی۔ مگر حکیم راحت نے تو چار اعضائے رئیسہ بنا کر نظریہ ہی کو الٹ پلٹ دیا اور اعلان کر دیا کہ میں نے مجدد طب کے نامکمل نظریئے کو مکمل کر دیا ہے حالانکہ مجدد طب نے تو مٹی کو بنیادی رکن قرار دے کر باقی تین کو حیاتی افعال انجام دینے والے کہا اور اس طرح ان کا نظریہ تو شروع ہی سے ارکان اربعہ پر قائم ہے مثلث اور تکون پر تنقید کرنے والا یہ تو بتائے کہ دائرہ مجدد طب نے کہاں بنایا ہے؟ بات دائرے اور مثلث یا تکون کی نہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ظلم تو قانون و کلیات و مبادیات کو تلپٹ کر دینا ہے۔ اس نے طے شدہ اعضائے رئیسہ سے انکار کیا جسم انسان کی ظاہری تقسیم بلحاظ تحریکات و علامات و امراض سے انکار کیا۔ منافع الاعضاء سے انکار کیا' اخلاط خمسہ کا اظہار کیا اور نہ جانے کیا کیا کچھ نہ کیا۔ القصہ دنیائے طب تو اسے تخریب و تحریف فن ہی کہے گی۔

حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد چوتھا حیاتی عضو (طحال) اور چوتھا فعل (تخدیر) دریافت کر لینے کے اعلان کے ساتھ اسے متقیاس طب کا نام دینا استاد اور استاد کے نظریہ سے انکار و انحراف ہی نہیں بلکہ بغاوت کا درجہ رکھتا ہے اور اس پر طرہ یہ کہ دیدہ دلیری سے یہ پرچار کرنا کہ مجدد طب عمر کے آخری حصے میں میرے نظریات و خیالات کی طرف آ رہے تھے۔

اس سے پہلے کہ اس کی "تشریح نظریہ مفرد اعضاء" پر ہم کوئی تبصرہ کریں حکیم راحت کی کہانی ان کی اپنی زبانی سنتے جائیے وہ اپنے جاری کردہ ماہنامہ "سمپل آر گینو پیتھی" مئی ۱۹۹۷ء کے صفحہ نمبر۱۱ پر لکھتا ہے۔ میں نے مفرد اعضاء کو سمجھنے کے لئے اس کا ابتدائی قاعدہ لکھا۔ جس کا انہوں نے (یعنی حکیم انقلاب صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ) نے ہی تجویز کیا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔ کہ یہ کتنی بڑی غلط بیانی ہے۔ کیا کبھی ایسا کسی نے کیا کہ اپنے سمجھنے کے لئے کوئی خود قاعدہ لکھے۔ بلکہ ہوتا یہ ہے کہ کوئی عالم و فاضل دوسروں کو سکھانے پڑھانے کے لئے اپنی مہارت و بصیرت تامہ سے قاعدہ ترتیب دیتا اور لکھتا ہے یہ کتاب حکیم راحت نے مقتدیوں کو نظریہ مفرد اعضاء پڑھانے اور سمجھانے کے لئے اپنے استاد گرامی کے ایماء و ہدایت اور تائید و توثیق سے لکھی تھی کوئی صاحب تجسّس اس کا مطالعہ کر کے دیکھے کہ اس میں حکیم راحت نے کس طرح واقعی نظریہ مفرد اعضاء کی تشریح و تبلیغ کی ہے۔ لیکن بعد میں محقق طب کی دستار سجانے کے شوق میں اپنے راست ایمان و ایقان سے کس بے دردی سے منحرف ہو گیا۔ اس پیرے کے آخر میں لکھا کہ انہوں نے "یعنی حکیم مجدد طب علیہ الرحمتہ" نے میری کتاب کا مقدمہ لکھا اور مجھے واپس دے کر کہا کہ اس کو شائع کروا دو۔ سمپل آر گینو پیتھی مئی ۱۹۹۷ء کے صفحہ نمبر۱۱ تواتر کے ساتھ پڑھیں تو اس کا یہ کہنا بھی سو فیصد غلط ثابت ہو گا۔ اور جھوٹ کھل کر سامنے آ جائے گا کہ مجدد طب نے مسودہ دراز میں رکھ چھوڑا اور کچھ عرصہ بعد اسی طرح واپس کر کے فرمایا کہ اسے شائع کروا دو۔ الامان والحفیظ! اتنا بڑا بہتان اور اتنا بڑا جھوٹ اور اتنی بڑی تہمت کہ مجدد طب جیسی ہستی نے لاپرواہی اور بے اعتنائی ہی نہ دکھائی بلکہ راحت ظاہر یہ کرنا چاہتا ہے کہ انہوں نے مقدمہ بھی بغیر پڑھے ہی لکھ دیا۔ کیا کوئی صاحب عقل و ہوش شاگرد یہ تسلیم کرے گا کہ مجدد طب نے مسودے کا مطالعہ کئے بغیر ہی مقدمہ لکھنے کی ذمہ داری قبول کر لی ہو گی۔ بلکہ حکیم راحت کے ایسا کہنے سے تو اس کے استاد محترم و محسن کے بارے میں اس کا بہت گستاخانہ تاثر ابھرتا ہے۔ اس سے زیادہ تبصرہ اس ضمن میں محض

ضیاع وقت ہی ہو گا۔

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا

آیئے اسی رسالے کے اسی شمارے کے صفحہ نمبر ۱۰ کی طرف پھر لوٹیں، لکھا ہے میں وہ پہلا شخص تھا جس نے حکیم انقلاب کے نظریہ مفرد اعضاء میں جو تضادات تھے۔ ان کو آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ جس کی گواہی وہ لوگ دیں گے جو اس وقت زندہ ہیں۔ اگر ان کے ضمیر مردہ نہیں ہو چکے ان میں سے حکیم محمد شریف دنیا پور والے وفات پا چکے ہیں۔ لیکن ان کے چھوٹے بھائی حکیم محمد یٰسین ابھی زندہ ہیں۔ حکیم چوہدری برکت علی وفات پا چکے ہیں۔ لیکن ان کے بھتیجے حکیم محمد شریف چشتی ابھی زندہ ہیں۔ حکیم نور محمد ہیرو''ی وفات پا چکے ہیں لیکن ان کے ساتھی حکیم مشتاق احمد ابھی زندہ ہیں۔ حکیم محمد صدیق شاہین ابھی زندہ ہیں ان کے علاوہ بہت سے احباب جو اس وقت زندہ ہیں وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ میں نے ہر جگہ جہاں بھی تحریک تجدید طب پاکستان کے اجلاس ہوتے رہے۔ احباب کی مجلس میں جناب صابر صاحب کی موجودگی میں ان مسائل کے متعلق یاد دہانی کرواتا رہا ہوں۔ اسی پیرا میں کچھ آگے جا کر لکھا کہ وہ خود بھی نظریہ مفرد اعضاء میں تضادات سے آگاہ تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ نظریہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے میں اس کا بغور مطالعہ کر رہا ہوں۔ جب یہ باقاعدہ ایک قانون کی شکل اختیار کر لے گا تو سبھی مسائل حل ہو جائیں گے۔

ملاحظہ فرمایئے آپ نے حکیم رحمت علی راحت کے ریمارکس؟ اس کی کس کس بات کا جواب دیا جائے اور تبصرہ کیا جائے؟ لیکن چپ رہنے سے تو معاملہ پہلے ہی بہت چوپٹ ہو گیا ہے اور مزید چپ رہنا بھی قرین عقل و دانش نہ ہو گا۔ لیکن مفصل و مطول تبصرہ بھی واذا خطبھم الجاھلون قالو سلاماہ کی خلاف ورزی ہو گی آخر لکم دینکم و لی دین کا حکم بھی تو موقع کی مناسبت سے منسوخ کر کے جہاد کا حکم نافذ ہوا تھا۔ لیکن چلئے میں خیرا الامور اوسطھم کے فرمان نبوی ﷺ کی تعمیل میں جواباً'' ارشادات بھی رقم کرتا چلوں۔

بقول سید وارث شاہ جنڈیالوی

وارث شاہ دا بولنا بھید اندر دانشمند نوں غور ضرور یارو

ملاحظہ فرمائے ترتیب کے ساتھ اور خود ہی نتیجہ اخذ کریں۔

"میں وہ پہلا شخص تھا" نہیں بلکہ یہ کہنا درست ہو گا کہ "میں وہ واحد شخص تھا" نظریہ مفرد اعضاء میں جو تضادات تھے نہیں بلکہ نظریہ مفرد اعضاء کے خلاف جو میرے ذہن میں بغض و بغض تھا۔ کہنا زیادہ صحیح تھا۔ ان کو آپ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ نہیں بلکہ ان کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا حوصلہ نہ ہو سکا۔ کہنا زیادہ درست تھا۔ کیوں کہ مجدد طب کے ایک بہت ہی مخلص شاگرد اور ذہین و فطین عقیدت مند حکیم محمد سلیم صاحب منڈی فیض آباد والے مجھے بتاتے ہیں کہ جناب مجدد طب کی شخصیت اتنی بارعب تھی کہ کسی کو انٹ شنٹ بات ان کے سامنے کرنے کا حوصلہ ہی نہیں ہوتا تھا۔ اور فرماتے ہیں کہ راحت نے کبھی ان کے سامنے زبان ہی نہ کھولی تھی اور نہ ہی راحت اس کا مالک تھا کہ مجدد طب کے سامنے کوئی علمی موضوع برائے بحث چھیڑ سکتا بلکہ یہ سب راحت کی غلط بیانی اور لاف زنی ہے۔ یہ وہی حاجی حکیم محمد سلیم صاحب فاضل طب و جراحت اور ہومیوپیتھک کے مستند ڈاکٹر اور قانون مفرد اعضاء کے معالج و شاگرد مجدد طب ہیں ۔ جن کے متعلق ان کے ایک عقیدت مند نے کہا۔

حکمت جسے ملی بڑی دولت ملی اسے

سمجھے اسے وہی جسے عقل "سلیم" ہے

اگر ان کے ضمیر مردہ نہیں ہو چکے تو حکیم راحت صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتا کہ جو میرے حق میں گواہی دے اس کا ضمیر زندہ باقی سب کا مردہ ہے۔ اور اگر حکیم راحت نے ان کو مردہ ضمیر سمجھ ہی لیا ہے تو مردوں کی گواہی چہ معنی دارد؟ اب حکیم راحت نے گواہوں کی ایک مفصل فہرست شائع کر ہی دی ہے تو سارا مسئلہ ہی حل ہو گیا۔ میں اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہوں کہ

جن چشم دید گوش شنید گواہوں کے اس نے نام لئے ہیں وہ آگے بڑھیں اور حکماء برادری کی اس عدالت میں اس حلف کے ساتھ کہ میں فلاں ابن فلاں بلا جبر و اکراہ بقائمی ہوش و حواس اپنے خدا کو حاضر و ناظر جان کر جو کچھ کہوں گا سچ سچ کہوں گا۔ سچ کے سوا کچھ نہ کہوں گا اپنا بیان ریکارڈ کرا دے۔

اگر یہ عینی شاہدین اتنا کر دیں جبکہ ایسا کرنا ان کا فرض منصبی بھی ہے تو نہ اتنا مجمع گھمانے کی نہ مبلغ اسلام حکیم محمد ظفراللہ صاحب کو مزید زحمت اٹھانے کی اور مجھے اور مجھ جیسے دوسرے تابعین کو قلم اٹھانے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے بلکہ جلد ہی فیصلہ ہو جائے گا اور احباب بھی کتم شادت کی تعزیر سے بچ رہیں گے اور یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ مجدد طب کے تمام تر فرمودات و علامات درست ہیں۔ یا حکیم راحت کے سیلف میڈ یعنی خود ساختہ تضادات حکیم راحت کی تشریح نظریہ مفرد اعضاء میں کی گئی تین اعضائے رئیسہ کے حق میں تبلیغ و تفسیر درست ہے یا اس کے بعد میں کیا جانے والا اعلان انحراف صحیح ہے البتہ اس کی تحریر کردہ فہرست عینی گواہان میں سے ایک گواہ حکیم محمد شریف چشتی صاحب کا بیان بحوالہ ماہنامہ "علاج بالغذاء" جون ۱۹۹۷ء صفحہ نمبر ۳۵ ' ۳۶ عدالت کی توجہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔

فرماتے ہیں "ایک محفل میں مجدد طب نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ محمد شریف میں اس لڑکے راحت کو کافی دیر سے سمجھا رہا ہوں کہ طحال عضو رئیس نہیں ہے مگر اس کو سمجھ نہیں آ رہی آپ ہی اس کو سمجھائیں) یہی واقعہ اکتوبر ۱۹۹۷ء کے شمارے میں صفحہ نمبر ۱۵ پر بھی دہرایا گیا ہے۔ لیکن شائد کاتب کی غلطی کی وجہ سے "شریف" کی جگہ "سلیم" لکھ دیا گیا ہے۔ مکرر عرض ہے کہ جن گواہان کے نام حکیم راحت نے لکھے ہیں وہ بھی اور جو بقول موصوف ان کے علاوہ بھی بہت سے احباب ہیں وہ بھی جن کی موجودگی میں حکیم راحت نے مجدد طب سے کسی موقع پر کسی محفل میں یا کسی اجتماع میں ان تضادات یا موضوعات پر ذکر کیا ہو۔ اپنا بیان ضرور ریکارڈ کرائیں تاکہ نتیجہ پر پہنچنے میں کسی غلطی کا احتمال نہ رہے۔ اگر مجدد طب کے شاگردان رشید نے آج

ایسا نہ کیا تو تاریخ العلم و فن و طب انہیں کبھی معاف نہ کرے گی۔

حکیم راحت کا یہ کہنا کہ وہ تضادات کا ذکر مجدد طب سے کرتا رہا' مسائل کی یاددہانی کراتا رہا مجدد طب تضادات سے آگاہ تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ نظریہ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے وغیرہ وغیرہ یہ سب اس کی خود ساختہ باتیں ہیں بلکہ اس کے اپنے وہمی' خیالی' تخیری' نفسیاتی تضادات نے اس کو ورغلا کر پٹڑی سے اتار نیچے کیا اور محقق کہلانے کے خمار نے مجدد طب کے نظریے کو نامکمل کہہ کر مکمل کرنے کا دعویٰ بے جا کر دیا۔ کیسے ممکن مان لیا جائے کہ اتنا عظیم المرتبت سائنس دان تضادات کو جان کر بھی خاموش رہتا اور درست نہ کرتا۔ مجدد طب تو غدد ناقلہ کا مرکز جگر لکھتے ہیں اور غدد جاذبہ کا مرکز طحال۔ لیکن اس کے باوجود طحال کو عضو رئیس کہیں نہیں قرار دیا۔ البتہ اب تک حکیم راحت خود ہی زبانی و قلمی یہ پروپیگنڈہ کرتا رہا کہ مجھ سے ان موضوعات پر کسی نے بات ہی نہیں کی نہ سننا گوارہ کیا۔ ورنہ میری بات کو تسلیم کر لیا جاتا۔ لیکن جب اللہ کے ایک بندے حکیم محمد ظفر اللہ صاحب جن کو اللہ رب العزت نے فہم و فراست کے حسن سے آراستہ کیا ہے ان موضوعات پر قلم اٹھایا تو حکیم راحت نے ان کے علمی دلائل سے قائل ہو کر اپنا ایمان و ایقان درست کر لینے کی بجائے بوکھلا کر آسمان سر پر اٹھا لیا۔ کیا حکیم راحت "کیا بڑھاپا قابل علاج ہے؟" میں کہیں دکھا سکتا ہے کہ حکیم انقلاب مدظلہ نے کہیں لکھا ہے کہ طحال عضو رئیس ہے یا ریح پانچویں خلط ہے یا تخدیر بھی ایک طبعی فعل ہے۔"

طحال میں تو عمل تخمیر سے ترشی جنم لیتی ہے جو معدہ پر گر کر بھوک پیدا کرتی ہے اور دل میں شامل ہو کر اس کے فعل کو تیز کرتی ہے اور دوران خون میں تیزی کا سبب بنتی ہے اس کے ذمے تخدیر لگا دینا انتہائی غیر علمی بات ہے صرف محقق کہلانے کے جنون میں طب قدیم' ایورویدک' ایلوپیتھی' ہومیوپیتھی اور قانون مفرد اعضاء کے مبادیات قانون و کلیات سے تجاوز کر کے خود ساختہ اشارات و نشانات بنا کر فن کو برباد کرنا فن کی خدمت نہیں بلکہ بربادی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں کہ مجدد طب کے اقوال سے

مفہوم کس طرح اخذ کرتا ہے لکھتا ہے کہ "حکیم انقلاب کی اس جدید تحقیق سے کہ دونوں غدد کا مرکز جگر نہیں ہے بلکہ جگر غدد ناقلہ کا مرکز ہے جو صفراء پیدا کرتے ہیں اور طحال غدد جاذبہ کا مرکز ہے جو سودا پیدا کرتا ہے اس سے نہ صرف غدد ناقلہ اور غدد جاذبہ کا مسئلہ حل ہو گیا۔ بلکہ نظریہ مفرد اعضاء ایک قانون بن گیا تھا۔"

(بحوالہ سمپل آرگینو پیتھی مئی ۱۹۹۷ء صفحہ نمبر ۱۱)

اب مجدد طب ؒ کی صرف ایک کتاب کا حوالہ دے کر واضح کرتا ہوں کہ مجدد طب نے حکیم رحمت علی راحت کے تضادات کو پڑھ کر نہیں لکھا کہ غدد جاذبہ کا مرکز طحال ہے بلکہ شروع ہی سے ان کی تحقیقات ہیں۔ آپ ؒ "تحقیقات حمیات" مطبوعہ ۱۹۶۱ء صفحہ نمبر ۳۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ "مزید معلومات کے لئے آپ یہ سمجھ لیں کہ سودا کا مقام طحال ہے جو تمام جسم کے غدد جاذبہ خصوصاً طحال مرکز ہے خون کے جسم میں خرچ ہونے کے بعد کیمیاوی طور پر جو فضلات اکٹھے ہوتے ہیں۔ غدد جاذبہ خصوصاً طحال میں کیمیاوی طور پر (کسی نالی سے نہیں کیونکہ غدد جاذبہ بغیر نالی کے ہیں۔ اکٹھے ہو جاتے ہیں جہاں وہ سودا میں تبدیل ہو جاتے ہیں پھر وہاں سے کیمیاوی طور پر عضلات خصوصاً معدہ کے عضلات پر ترشح پاتے ہیں جس سے عضلات میں انقباض اور اس میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مجدد طب نے یہ تحقیق زندگی کے آخری ایام میں نہیں کی بلکہ شروع ہی سے وہ سودا کا مقام طحال قرار دیتے رہے ہیں اور غدد جاذبہ کا مقام بھی طحال ہی کو لکھتے رہے ہیں لیکن ان وجوہات کی بنا پر نہ انہوں نے طحال کو عضو رئیس قرار دیا نہ سودا کو محرک طحال گردانا اور نہ ہی طحال کو تخدیر کی ذمہ داری سونپی کیونکہ قانون و کلیات کی روشنی میں یہ ایسے امور نہیں جن کی بنیاد پر طحال کو عضو رئیس قرار دیا جائے اب آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ حکیم رحمت علی راحت مجدد طب کے حوالہ جات کو کس طرح غلط انداز میں پیش کر کے اپنا مقصد نکالنے کی کوشش کرتا ہے اس کی مزید وضاحت کے لئے ماہنامہ "علاج بالغذاء" موڑ ایمن آباد میں مطبوعہ مضمون محررہ حکیم عبداللطیف دنیا پور" حکیم رحمت علی راحت

کے ہاتھوں مجدد طب کے حوالہ جات کا حشرو نشر ملاحظہ فرمائیں۔ تو خوب تسلی ہو جائے گی ذرا سوچیں تو اتنابڑا سائنسدان جس نے اپنی تحقیقات کو بلا خوف و خطر چیلنج کے ساتھ پیش کیا طبع کرایا۔ وہ طحال کو عضو رئیس اور تخدیر کو طبعی فعل قرار دینے میں تامل کیوں کرتا یا اسے اشاروں میں تحقیقات سمجھانے کی کیا ضرورت تھی۔

ان کو تو اللہ تعالیٰ نے تجدید و تحقیق فن کے لئے چن لیا تھا۔ انہوں نے تو اپنی تحقیقات پیش کرنے کے سلسلے میں ذرا بھر بخل نہ کیا اور نہ ہی کسی صاحب سے مرعوب ہو کر حقائق بیان کرنے کے لئے اشاروں سے کام لیا۔ کسی ایک فرد واحد کا فتویٰ تسلیم کر لینے کی بجائے بہتر یہی ہے کہ باقی شاگردان رشید اور اصحاب علم وفن سے اس بارے میں رائے لے لی جائے اگر وہ حکیم رحمت علی راحت کی تحقیقات سے متفق ہوں تو کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے اگر وہ سب حکیم رحمت کے فتاویٰ کو حکیم انقلاب کے نظریہ سے انحراف قرار دیں تو راحت اور اس قبیل کا اگر کوئی دوسرا فرد بھی ہو تو اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی اصلاح کر لینی چاہئے نہ کہ مجدد طب کی تحقیقات کا تیا پانچا کرنے پر تلا رہنا چاہئے۔ صرف یہ سوچ کر "محقق طب" کا اعزاز حکیم انقلاب کی بجائے اسے مل جائے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر حکیم رحمت علی راحت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی بات مان لیں کہ۔

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

ترجمہ:۔ "جانیوالوں کی نیک نامی ضائع نہ کرنا کہ تیری نیک نامی برقرار رہے۔"

اب رہا یہ مسئلہ (بحوالہ سمپل آرگینو پیتھی مئی ۱۹۹۷ء صفحہ نمبر ۱۲) کہ "حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد دو مکاتب فکر پیدا ہو گئے۔ ا۔ دنیا پوری ــــــ جو تین کے نظریے پر قائم ہے اور قانون مفرد اعضاء کی تشریح قانون ثلاثہ کے تحت کرتا ہے۔

۲۔ فیصل آبادی ــــــ "جو چار کے نظریے پر قائم ہے اور قانون مفرد اعضاء کی

تشریح قانون اربعہ کے تحت کرتا ہے۔"

مگر واضح ہو کہ حقیقتاً" ایسی کوئی بات نہیں حکیم انقلاب کے تمام شاگردان ارکان اربعہ میں سے ایک کو بنیادی اور تین کو فعلی ارکان قرار دیتے ہوئے مجدد طب کی تحقیقات کی حقانیت و صداقت کو تسلیم کرتے ہیں حکیم راحت کے دوسرے خود ساختہ فرمودات کی طرح اس کا یہ کہنا بھی بہت بڑا بہتان ہے کہ مجدد طب آخری عمر میں ہندو آنہ ثلاثی نظریہ چھوڑ کر چار کے اسلامی نظریہ کی طرف آ رہے تھے۔

آپ نے تو شروع ہی سے اپنی تحقیقات کی بنیاد قرآنی تعلیمات پر رکھی تھی اور فرمایا کہ جو علم و سائنس قرآن حکیم کی تعلیم کے مطابق نہیں وہ غلط اور نامکمل ہے پھر ان کے متعلق یہ کہنا کہ وہ ہندو آنہ عقیدہ چھوڑ کر اسلامی نظریہ کی طرف آخری عمر میں آ رہے تھے۔ کتنی بڑی زیادتی، گستاخی اور جھوٹ۔ یاد رکھیں کہ "با ادب بامراد اور بے ادب بے مراد" ایک عالمگیر سچائی ہے۔ واضح ہو کہ "بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگاہ ڈھوئی" کے تحت حکیم رحمت کو محقق ہونے کا گوہر مقصود تو کیا ملے گا اسے اپنی گستاخیوں کا آگے جا کر بھی جواب و حساب دینا پڑے گا۔

تاریخ طب کا مطالعہ کر کے دیکھیں کہ نہ رو سائے فن نے کبھی طحال کو عضو رئیس قرار دیا نہ ریح کو خلط گردانا اور نہ ہی تخدیر کو منافع الاعضاء میں شامل کیا بلکہ ہومیو پیتھی میں بھی چوتھی زہر خنازیر ہے جو کہ سفلس کے تحت آ جاتی ہے لا کر اس کے مقیاس کا بھی توازن بگاڑ کر رکھ دیا۔ وات کو سودا نہیں ہے" کہہ کہ ایور ویدک کا بھی ستیاناس مارنے کی کوشش کی Connective Tissue (الحاقی نسیج) کو حیاتی عضو قرار دے کر ایلوپیتھی کی فزیالوجی کی خلاف ورزی کی۔ ریح کو خلط اور طحال کو عضو رئیس قرار دے کر حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ کے نظریہ سے روگردانی کی فن طب کی آبیاری ہے یا اس پر یلغار ہے۔!

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

میں اکیلا ہی مجدد طب کے نظریہ پر قائم ہوں کہنے والے سے میں صرف اتنا پوچھتا ہوں کہ جناب آپ نے تو اپنے رسالے کا نام سمپل آرگینو پیتھی رکھ کر مجدد طب کا منتخب کردہ نام سمپل آرگن تھیوری بھی مسترد کرتے ہوئے یہ کیوں نہ سوچا کہ چلئے اگر نومولود کے خصائل وہ نہ بھی ہوئے تو استاد کا تجویز کردہ نام لے کر تو ٹھنڈ پڑتی رہے گی۔ واہ کیا عقیدت اور محبت ہے! استاد گرامی سے میں ایسی محبت کے سلسلے میں دو سچے واقعات ضرور بیان کروں گا تاکہ حکیم راحت کو معلوم ہو جائے کہ عقیدت اور محبت والے کیسے ہوتے ہیں:۔

میں ۱۹۹۷ء میں عرصہ چوبیس سال بعد پشین (بلوچستان) اپنے شاگردوں سے ملنے گیا۔ ان میں غلام محمد نامی میرا ایک نہایت عزیز خدمت گار و نادار پٹھان شاگرد تھا میں نے اسی کے گھر قیام کیا۔ اس نے اپنے بیٹوں میں سے ایک کا نام ارشاد رکھا تھا۔ میں نے پوچھا غلام محمد یہ نام آپ نے کیسے رکھ لیا تو وہ بہت ہنسا۔ اس کا تخلص بھی تبسم تھا اور وہ کلاس میں اکثر ہنستا مسکراتا ہی رہتا تھا۔ کہنے لگا کہ جناب مجھے میری پٹھان برادری بھی اکثر کہا کرتی تھی کہ یہ پنجابیوں والا نام تم نے کیوں رکھ لیا۔ میں چپ ہو جاتا لیکن آج آپ کو اس کی وجہ تسمیہ بخدا سچ سچ بتاتا ہوں کہ جناب آپ تو پنجاب تبدیل ہو کر خوش ہو گئے اداسیاں ہمارے حصے میں آگئیں۔ شادی ہوئی۔ اللہ نے بیٹا عطا فرمایا تو میں نے آپ کے نام پر اس کا نام یہ سوچ کر رکھ دیا کہ چلو اسے پکارا کریں گے تو استاد محترم کی محبت و عقیدت تازہ رہے گی اور دل ٹھنڈا رہے گا۔

اسی طرح ۱۹۹۰ء میں غالباً" ایک میو برادری کے گیندے خان نامی جے وی ٹیچر نے جو فیصل آباد ضلع کے کسی پرائمری سکول تعنیات اور سینئر ہیڈ ماسٹر تھے۔ ایسی ہی اپنی کہانی سنائی کہ بہت سال پہلے اے ڈی آئی صاحب معائنہ کے لئے آئے۔ اے ڈی آئی نے کہا کہ بھائی یہ بھی کوئی نام ہے اسے بدل لینا چاہئے۔ میں نے کہا جناب میں جب پیدا ہوا۔ میرے ماں باپ نے گیندے کے خوش نما اور خوبصورت بھرے بھرے اور توانائ سے پھول کی مناسبت سے میرا نام اس پر تجویز کیا۔ وہ اپنی اس تجویز و

انہوں نے خوش ہوئے ہوں گے۔ میں ان کی محبت کی داستان کا ورق اپنی کتاب زندگی سے پھاڑ دینے کی کیسے جرات کر سکتا ہوں۔ اس پر اے ڈی آئی صاحب نے پہلے ٹھنڈی آہ بھری پھر ہلکے سے مسکرائے اور خاموش ہو گئے ایسی ہوتی ہیں سچی محبت اور عقیدت کی کہانیاں اور ایک طرف حکیم راحت ہے کہ اپنے استاد محترم .... صرف استاد ہی نہیں بلکہ مربی و محسن بھی ہیں جنہوں نے اپنی ایک کتاب بھی اس کے نام منسوب کر کے اپنی شفقت و محبت کا اظہار کیا۔ جہاں ان کے نظریات بدل دیئے وہاں نام بھی تبدیلی کی نذر کر دیا۔ چہ خوب !!

اب آئیے ذرا ان کی خود وضع کردہ تشریحات کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔ اپنے ماہنامہ سمپل آرگینو پیتھی مارچ ۱۹۹۷ء کے صفحہ نمبر۹ پر لکھتا ہے کہ قانون ثلاثہ کے تحت عظم طحال غدی تسکین کا مرض تسلیم کیا جاتا ہے جس کے مطابق عضلات میں تحریک ہو گی' اعصاب میں تحلیل اور ہر دو غدد میں تسکین ہو گی اور خود ساختہ تاویلات کیا ہوتی ہے حالانکہ قانون مفرد اعضاء کے تحت تو اعصابی اور غدی تحاریک میں عظم طحال ہوتا ہے نہ کہ عضلاتی تحریک میں۔ دیکھئے یہاں کس قدر غلط بات لکھ دی کہ ایک ہی تحریک (عضلاتی) کرنے سے ورم بھی درست ہو جاتا ہے اور عظم بھی۔ جب مبلغ اسلام حکیم محمد ظفر اللہ نے راحت کی نام نہاد تحقیقات کو قوت حق سے رد کیا تو پیسمرا بدلتے ہوئے لکھ دیا کہ میرا اس مسئلے میں روئے سخن حکیم انقلاب دوست محمد صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نہیں بلکہ حکیم یاسین دنیا پور والے کی طرف تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ جو مجدد طب کے نظریات و قوانین پر قائم وہ درست جو ان پر قائم نہیں وہ منحرف۔ وہ راحت ہو یا کوئی اور طب میں نہ کوئی قانون خمسہ ہے نہ اسے تسلیم کرنے پر کوئی تیار ہے ہاں طب میں صرف ارکان اربعہ کا تصور ہے ایک بنیادی رکن اور تین حیاتی ارکان اس کے علاوہ جب تشریح الابدان سے آگے جاتے ہیں تو نہ ارواح اربعہ ہیں نہ قوی اربعہ' نہ افعال اربعہ ہیں اور نہ ہی اعضائے رئیسہ اربعہ اس نظریہ مفرد اعضاء کو قانون اربعہ یا قانون ثلاثہ کا نام دینے کی ضرورت نہیں بلکہ قانون مفرد اعضاء

کو قانون ثلاثہ کا نام دینے کی ضرورت نہیں بلکہ قانون مفرد اعضاء ہی کہنا لکھنا اور پکارنا درست ہے۔ گیندے خاں کو گیندے خاں پکارا جائے تو بہتر ہو گا۔ اسی طرح حکیم راحت سمپل آرگینو پیتھی شمارہ جولائی ۱۹۹۷ء کے صفحہ نمبر ۹ پر گوہر افشانی کرتا ہے کہ "یہ ایک ٹیکنیکل مسئلہ تھا جو نہ تو حکیم انقلاب کی زندگی میں حل ہو سکا نہ اس کے بعد اس کا حل سوچنے کی ضرورت محسوس ہوئی کوئی پوچھے کہ پھر بندہ خدا آپ نے بلا ضرورت کیوں حل نکال ڈالا پھر لکھتا ہے کہ مجھے قانون مفرد اعضاء کے کلیات کا قائل کہا گیا۔ جبکہ نظریہ مفرد اعضاء قانون ہی نہیں بن سکا تو اس کے کلیات کہاں سے آ گئے جن کا مجھے قائل ٹھرایا جا رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب تک راحت اس کو قانون نہیں مانتا یہ قانون نہیں بن سکتا۔ یہ کوئی ویٹو پاور تو نہیں شاگردان رشید کی اکثریت تو نظریے کا لفظ سن کر آگ بگولہ ہو جاتی ہے کہ نظریہ نہیں قانون کہئے۔ مجدد طب نصف صدی تک جن نظریات کو چیلنج کے ساتھ پیش کرتے رہے انہیں غلط ثابت کرنے کی جرات کسی کو نہ ہوئی۔

انہی نظریات و تحقیقات نے فیض باغ کی چھوٹی سی گلی سے تشخیص و علاج اور علم و فن طب کے ایسے چشمے بہائے کہ مریض متلاشیان علم و فن طب فیض یاب و سراب ہو ہو کر گئے اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے اندرون ملک بھی اور بیرون ملک بھی اسی لئے تو آپ نے فرمادیا تھا کہ نظریہ جلد اپنے آپ کو قانون ثابت کر دے گا سو وہ الحمد اللہ ہو گیا۔ ایک راحت کے نہ ماننے سے کیا ہوتا ہے راحت لاکھ یہ کہتا رہے کہ حقیقت یہ ہے کہ نظریہ مفرد اعضاء قانون تب ہی بن سکتا ہے جب اس کو قانون اربعہ چار کیفیات و چار ارکان، چار اخلاط، چار مفرد اعضاء، چار ارواح، چار قویٰ اور چار افعال پر قائم کیا جائے۔ طب میں صرف ارکان اربعہ کا تصور ہے جس کا تعلق مفرد اعضاء تک قائم ہو جاتا ہے جب منافع الاعضاء کی باری آتی ہے تو طب میں تین اعضائے رئیسہ، تین ارواح اور تین ہی افعال طب قدیم و جدید میں مسلمہ ہیں اور نہ ہی کہیں اخلاط خمسہ کا تصور ہے۔

حکیم راحت، حکیم محمد ظفراللہ صاحب کے جوابات کا پیرا بہ پیرا جواب الجواب دینے کی بجائے سیخ پا ہو گئے اور شکست کھانے پر بے اصول چیلنج کی ڈیڈ لائن مقرر کر دی کہ بند کمرے میں فرد واحد سے بات کروں گا اور من پسند جج ہو گا جس کا فیصلہ قابل قبول ہو گا۔ حالانکہ مناظرہ و مقابلہ کھلے میدان میں ہو یا محفل عام میں اور کم از کم تین جج مقرر کئے جاتے ہیں۔ حکیم ملک خیر دین ڈوگر صاحب اسے اخلاقی حدود کے اندر رہنے کی تلقین کرنے گئے تو ان کا من گھڑت اور توڑ مروڑ کر انٹرویو چھاپ دیا اور فتویٰ دے دیا کہ وہ طحال کو عضو رئیس تسلیم کر گئے ہیں۔ اس لئے آج کے سیمینار کا فیصلہ کیا گیا کہ مجدد طب سے براہ راست فیضیاب ہونے والے کسب علم کرنے والے اور دیگر اکابر تابعین اس امر کا فیصلہ کریں کہ تحقیقات صابر ملتانی مجدد طب درست تسلیم کرتے ہیں یا ترمیمات و اضافات حکیم رحمت علی راحت۔

حضرات گرامی اگر آپ نے آج لب کشائی نہ کی تو تاریخ آپ سے مواخذہ کرے گی اور آپ کے بعد آنے والے آپ سے انصاف نہ ملنے پر آپ کے خلاف بارگاہ ایزدی میں استغاثہ دائر کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ روح صابر بھی آپ سے کہہ دے کہ۔

ہوئے تم دوست جس کے
دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

والسلام

حکیم چوہدری ارشاد احمد فیروز پوری
گولڈ میڈلسٹ ایم اے (اردو) ۔ ایم اے (پنجابی) آنرز
موضع رو سے تحصیل ننکانہ
ضلع شیخوپورہ

ڈاکٹر و حکیم محمد دیدار لاہور

ایڈیشنل جنرل سیکرٹری تحریک تجدید طب پنجاب

سب سے پہلے بڑے بھائی ظفر اللہ صاحب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اتنا کامیاب طبی سیمینار منعقد کیا۔

اس سیمینار میں میں نے اپنا صرف ایک پیغام حکیم بنیامین صاحب کے ذریعے حکیم رحمت علی راحت تک پہنچانا ہے۔ یہاں پر اس وقت ڈاکٹر، حکماء اطباء، محقق، سائنسدان اور سکالرز موجود ہیں۔ ان سب کی موجودگی میں یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں۔

قانون مفرد اعضاء جو کہ ایک فطری قانون ہے اس میں کچھ لوگوں نے اپنی مرضی سے تبدیلی پیدا کر کے ایک نیا فتنہ پیدا کر دیا۔ اس سے قانون کو سمجھنے والوں کے لئے بڑی دقت پیدا ہوتی تھی اس کی مثال بالکل اس طرح ہے کہ جیسے کوئی اسلام قبول کرے۔ اور اس کے بعد وہ پریشان ہو جائے کہ اب میں کس فرقہ کا اسلام قبول کروں۔ اس لئے یہ ضروری ہو گیا تھا کہ قانون مفرد اعضاء میں پیدا ہونے والے اس نئے فتنے کو ان کے بانی حکیم رحمت علی راحت کی زندگی میں ہی انجام پر پہنچا دیا جائے۔ میں اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ حکیم رحمت علی راحت کوئی اتھارٹی نہیں کہ وہ ایک قانون کو بدل دیں۔ اگر کوئی محقق کہلوانا چاہتا ہے تو اس کا قانون ہے۔ اسے **Follow** کرے۔ ولی اور محقق بار بار پیدا نہیں ہوتے۔ محقق کی بات کو صرف محقق بدل سکتا ہے۔

ہم تو خوردبین سے بھی Cell کی حقیقت کو نہیں جان سکے لیکن حکیم انقلاب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔ ریسرچ تو اس بات پر ہونی تھی کہ کس Bacteria اور وائرس Virus کا کس Tissue کے ساتھ تعلق ہے لیکن یہاں تو بنے بنائے قانون کو بدلا جا رہا ہے۔

اگر کسی نے ریسرچ کرنی ہے تو قانون فطرت کو مد نظر رکھ کر کرے ہم تو بزرگ سمجھ کر شاید چپ کر جائیں گے لیکن باہر سے اسے مار پڑے گی۔

آج تک دنیا میں کسی حکیم نے طحال کو عضو رئیس نہیں کیا اگر حکیم رحمت علی راحت صاحب اس کو عضو رئیس کہتے ہیں تو ان کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ میری یہ بات اشٹام پیپر پر لکھ لیں۔ الائیڈ ہسپتال یہاں موجود ہے۔ مجھے وہاں لے جائیں۔ وہاں پر میری طحال نکال دی جائے اگر تو میں زندہ بچ گیا تو پھر میں حکیم رحمت علی راحت کا تین اعضائے رئیسہ میں سے کوئی ایک عضو رئیس نکال دوں گا۔ پھر فیصلہ ہو جائے گا کہ

عضو رئیس تین ہیں یا چار

حکیم رحمت صاحب کہتے ہیں کہ تو تین چار ہیں اور اس سلسلے میں وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ فرشتے بھی تو چار ہیں۔ تو گذارش ہے کہ فرشتے بھی تین ہی کام کر رہے ہیں اگر چوتھے فرشتے نے کام کر دیا تو پھر کام ہو جائے گا۔

اصل بات یہ ہے کہ مفرد اعضاء صرف تین ہیں باقی سمجھ کا ہیر پھیر ہے۔

حکیم انقلاب کے شاگردرشید اوران کے قتل رشک سیکرٹری جناب حکیم پروفیسر اکبر علی نسیم صاحب سرگودھا کا مکتوب

عزیز القدر برادر گرامی قدر جناب شبیر احمد راں صاحب السلام علیکم!

آج ہی آپ کی محبتوں کا پیغامبر ماہنامہ علاج بالغذاء بذریعہ ڈاک ملا۔ محبت اور یاد آوری کے لئے شکر گزار ہوں برادرم چوہدری دلاور علی بھلی صاحب نگران اعلیٰ تحریک تجدید طب پاکستان اکثر مہربانی فرماتے ہیں اور پندرواڑے مہینے بعد چک نمبر ۳۶ جنوبی تشریف لاتے ہیں۔ تحریک اور مرکزی اجلاس کے حوالے سے تمام کاروائی ان کی وساطت سے سن لیتا ہوں۔ کافی عرصہ قبل بھلی صاحب نے مجھے کہا کہ حکیم رحمت علی راحت قانون مفرد اعضاء میں تکمیل کے داعی بن کر جناب حکیم انقلاب کی محققانہ کاوشوں پر پانی پھیرنے کے لئے سرگرم عمل ہو گئے ہیں۔ آپ اس سلسلہ میں کچھ لکھیں۔ میں نے معذوری کا اظہار کیا کہ جناب حکیم انقلاب کی زندگی ہی میں راحت صاحب کبھی کبھار دبی دبی زبان سے چار کا راگ الاپ لیتے تھے لیکن صرف ہم احباب کی حد تک اس وقت استاد مکرمی قبلہ چوہدری برکت علی صاحب بھلی صاحب احقر اور دیگر احباب نے راحت صاحب سے تفصیلی گفتگو کی۔ چوہدری برکت علی صاحب، بھلی صاحب اور میں کئی بار فیصل آباد جناب راحت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کی تحقیقات کو ان کی زبانی سنا۔ سمجھنے کی کوشش کی لیکن کوئی تک نظر نہ آیا۔ ہم نے سرگودھا فیصل آباد لاہور اور مختلف جگہوں پر جناب راحت صاحب سے تفصیلی مباحث کئے اور انھیں اس انحراف سے باز رہنے اور رکھنے کی سرتوڑ کوشش کی۔ وہ چونکہ نظریہ مفرد اعضاء کی ترویج و اشاعت کا ابتدائی دور تھا۔ ہم اکثر قبلہ جناب صابر صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دیتے تھے۔ رجسٹریشن فرنٹ کی اشاعت میں توسیع میں کوشاں تھے۔ مختلف شہروں اور دیہات میں اجلاس منعقد کرواتے تھے۔ چنانچہ ہم نہیں چاہتے تھے کہ راحت صاحب جو ہمارے استاد بھائی محترم دوست اور ایک علمی شخصیت ہیں۔ وہ اپنے ماضی کے بتوں

سے یوں چمٹ کر انہیں تحقیق کے رنگ میں پیش کر کے نظریہ مفرد اعضاء میں تشکیک پیدا کریں اور اس طرح مخالفین کے لئے ایسا شوشہ چھوڑیں۔ جس سے مخالفین کو نظریہ مفرد اعضاء کو جھٹلانے کا موقع ملا۔ اگرچہ اس صداقت کو نہ کوئی جھٹلا سکا۔ اور نہ کسی نے جرات کی اور جس نے جرات کی اس کو تسلیم کرنے یا خاموش ہو جانے کے سوا چارہ نہ رہا۔ راحت صاحب اکثر سرگودھا تشریف لاتے تھے اکثر مواقع پر حکیم محمد شریف چشتی صاحب بھی موجود ہوتے تھے۔ ہم نے لاکھ سر مارا لیکن راحت صاحب چار کے نظریہ سے نہ چونکے۔ بعد میں جب آپ نے اپنے مطب پر اپنے چار کے نظریہ کے مطابق باقاعدہ تدریس کا کام شروع کیا تو اس وقت بھی میں اور بھلی صاحب ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ لیکن نہ راحت صاحب ہمیں قائل کر سکے اور نہ ہماری معروضات پر غور و فکر کیا۔ ہم راحت صاحب کی طرف سے بالکل مایوس ہو گئے۔ اگرچہ ایک قابل اور بزرگ ساتھی کے چھوٹ جانے کا قلق ضرور تھا۔ اور یہی قلق ہمیں بار بار راحت صاحب کی خدمت میں لے جاتا تھا۔ لیکن ''اے بسا آرزو کہ خاک شد'' یہ تھا وہ پس منظر جس پس منظر میں بھلی صاحب سے اظہار معذوری کیا۔ میری علمی کم مائیگی اس قابل نہ تھی کہ ایک لاحاصل بحث میں الجھ جاتا وہ بحث جو ہم نے کئی سال جاری رکھی لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ ہمیں راحت صاحب کی نام نہاد تحقیق و تکمیل سے نہ کل اتفاق تھا اور نہ آج ہے۔ یہ صریحاً قانون مفرد اعضاء سے انحراف ہے۔ راحت صاحب کو اپنی بات کی اشاعت کا پورا حق ہے۔ بشرطیکہ وہ مسلمہ قوانین طب کی کسوٹی پر اپنی تحقیق کو درست ثابت کر سکیں۔ قبلہ صابر صاحب کے مطب پر جناب صابر علیہ رحمت اللہ کی موجودگی میں چوہدری برکت علی صاحب بھلی صاحب اور میں نے راحت صاحب سے چوتھے عضو رئیس اور خلط کے متعلق استفسار کیا۔ جسے قبلہ صابر صاحب نے سختی کے ساتھ رد کیا اور واضح دو ٹوک الفاظ میں فرمایا کہ بنیادی اعضاء صرف تین ہیں اور اخلاط بھی تین ہیں۔ اور اعضاء رئیسہ بھی تین اس کے علاوہ اور کیا عرض کروں۔

والسلام خیر اندیش

حکیم سمیع اللہ فاضل قانون مفرد اعضاء صدر تحریک تجدید طب ضلع رحیم یار خان

حکیم رحمت علی راحت سے سوالات

حکیم رحمت علی راحت سے قانون مفرد اعضاء قائم رہنے کا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے چند سوالات۔

۱۔ مجدد طب نے طحال کو عضو رئیس کہاں لکھا ہے۔؟

۲۔ مجدد طب نے کہا لکھا ہے کہ ہاں خون نہیں پہنچ رہا وہاں تخدیر ہے۔؟

۳۔ مجدد طب نے یہ کہاں لکھا ہے کہ تخدیر ایک طبعی فعل ہے اور اس کا تعلق طحال سے ہے۔؟

۴۔ مجدد طب نے ریح کو کس مقام پر خلط قرار دیا ہے۔

۵۔ یہ کہاں لکھا ہے کہ سودا محرک طحال ہے۔؟

۶۔ لوح نباتی کا ارواح کے باب میں مجدد طب نے کہاں ذکر کیا ہے اور یہ کہاں بتایا ہے کہ یہ روح طحال میں کار فرما ہے۔؟

۷۔ یہ قوت نباتی کون سی قوت ہے جس کے ذمہ تخدیر پیدا کرنے کی ڈیوٹی ہے اور قویٰ کے ابواب میں اس کا ذکر کہاں ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ قوت نباتی کا کیا مفہوم ہے۔ نبات تو مختلف مزاج کی ہوتی ہیں کوئی اعصابی کوئی غدی اور کوئی عضلاتی پھران کو کسی ایک عضو کے ساتھ کیسے مخصوص کیا جا سکتا ہے۔

۸۔ مجدد طب کی جملہ کتب میں بار بار تاکید کی گئی ہے کہ تحریک، تسکین اور تحلیل کے سوا چوتھا اور کوئی فعل واقع ہی نہیں ہوتا کسی ایک مقام پر لکھا دکھا دیں کہ چوتھا فعل واقع ہوتا ہے۔؟

۹۔ مجدد طب نے کہاں لکھا ہے کہ قلب و عضلات میں تخدیر ہو جانا ایک طبعی فعل ہے۔ یہ قلب کا سن ہو جانا بھی اس کا فعل ہے؟ یا کہ ابطال فعل ہے۔؟

... غدد میں تخدیر کا منافع الاعضاء میں کہاں ذکر فرمایا ہے بلکہ یہ بتائیں کہ جگر ... ہو جب ... تحلیل اغذیہ کا کام کون کریگا۔

۱۱۔ مجدد طب نے کہا فرمایا ہے کہ مقام تخدیر پر تحریک دینے سے اورام دور ہو جاتے ہیں۔ تخدیر کو تو آپ نے سردی قرار دیا ہے۔ سردی سے سکیڑ پیدا ہوتا ہے۔ تحریک بھی عضو میں سکیڑ پیدا کرتی ہے لہٰذا تخدیر کے مقام پر تحریک دینے سے سکیڑ اور بڑھ جائے گا حالانکہ آپ نے تو ہی تو تخدیر کا علاج تحلیل قرار دیا ہے۔

۱۲۔ صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہاں لکھا ہے کہ تحلیل والے عضو کو تحریک پر تخدیر پیدا کردیں۔ مجدد طب نے تو جگہ جگہ پر تحریک کے مقام پر تحلیل پیدا کرنے کا حکم لگایا ہے اور تحریک کے مقام پر تخدیر سے منع فرمایا ہے۔

۱۳۔ طحال میں تحریک سے عضلات و قلب میں تخدیر آجائے گی لہٰذا بتایا جائے کہ کیا خون و قلب میں تخدیر سے موت وارد نہ ہو جائے گی۔

تحریک کے مقام پر تخدیر پیدا کرنا کس قانون کے تحت ہے۔

۱۴۔ مجدد طب نے حیوانی ذرہ کا دل دماغ اور جگر چیر کر اس کے ایٹمی اثرات انرجی' پاور اور فورس کا انکشاف کیا اب حکیم رحمت علی راحت اپنے چوتھے عضو ریس کے ساتھ کس طاقت کو تطبیق دے گا۔

۱۵۔ مجدد طب کا قول ہے کہ اس سے زیادہ دقیق تحقیق و تشخیص اور تقسیم امراض ناممکن ہے لیکن اس نام نہاد محقق نے ان کے اس فرمان کو بھی مٹی گھٹے میں رول کر رکھ دیا کیا مجدد طب کا یہ فرمان غلط ہے۔

۱۶۔ مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے سودا کا فعل کب اور کہاں تخدیر کو قرار دیا ہے۔

۱۷۔ حکیم انقلاب کی تحقیقات میں دکھادیں کہ طحال کو تحریک دینے سے اعصاب میں تحلیل' غدد میں تسکین اور قلب میں تخدیر چلی جاتی ہے۔

۱۸۔ مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے ذیابیطس کو دماغی (اعصابی) قلبی (عضلاتی) اور کبدی قرار دیا ہے مگر تم

نے طحال (مخاطی) کا بھی اضافہ کردیا ہے۔ اس اضافے کی استاد محترم کی طرف سے کیا توجیہ پیش کریں گے۔

سمپل آرگینو پیتھی اپریل ۱۹۹۷ء صفحہ ۱۳ پر ذیابیطس طحال لکھی گئی ہے۔

۱۹۔ سمپل آرگینو پیتھی مارچ ۱۹۹۷ء صفحہ نمبر ۹ پر لکھا ہے۔ کہ عضلاتی تحریک پیدا کرنے سے طحال میں تحلیل پیدا ہو جاتی ہے جس سے طحال کا نہ صرف عظم بلکہ ورم بھی ٹھیک ہو جاتا ہے۔ عظم اعضاء کے بارے میں قانون یہ ہے کہ تسکین سے عضو پھولتا ہے اور تحلیل سے پھیلتا ہے ان دونوں صورتوں میں عضو میں عظم واقع ہو جاتا ہے۔ جو طحال میں تحلیل ہو گی تو اس کا عظم کس طرح ٹھیک ہو جائے گا۔ مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا لکھا کہ عضلاتی تحریک میں طحال و غدد جاذبہ میں تحلیل ہوتی ہے۔؟

۲۰۔ ماہنامہ سمپل آرگینو پیتھی مارچ ۱۹۹۷ء صفحہ نمبر ۱۳ پر تمہارا یہ کہنا کہ اعصاب میں تحریک سے طحال میں تخدیر ہوتی ہے۔ مجدد طب کی کس کتاب سے لیا گیا ہے۔؟

۲۱۔ اعصابی قشری مجدد طب نے کہیں نہیں لکھا اس کو مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے ہر جگہ اعصابی غدی لکھا ہے اس طرح قشری اعصابی نہیں بلکہ غدی اعصابی نام دیا ہے۔ تحاریک کے بلاجواز نام تک بدل دینے والے کو کیا قانون مفرد اعضاء کی وفا کا دعویٰ زیب دیتا ہے۔؟

۲۲۔ اعصابی مخاطی، مخاطی اعصابی تحاریک وغیرہ مجدد طب کی طرف سے کہاں مقرر کی گئی ہیں؟ حالانکہ غشائے مخاطی اپی تھیلیل ٹشوز کی بنی ہوئی ہیں اگر اس کا نام نسیج کے تحت رکھا جائے تو یہ اعصابی غدی اور غدی اعصابی بنتا ہے اس طرح تو تمہاری آٹھ تحاریک میں سے چار تحریکوں میں دو دو کے مزاج ایک ہی ہیں۔

۲۳۔ عضلاتی تحریک میں جگر و غدد ناقلہ کو مجدد طب نے کہا لکھا ہے۔؟

۲۴۔ مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے مخاطی تحریک کا کہاں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح عضلات میں تخدیر پیدا ہو جانے یا پیدا کر دینے کی بات کہاں کی ہے۔

۲۵۔ مجدد طب رحمۃ اللہ علیہ نے کہاں لکھا ہے کہ اعصابی عضلاتی اور عضلاتی اعصابی تحاریک کیفیاتی و مزاجی طور پر غلط ہیں۔؟

۲۶۔ کیا حکیم انقلاب نے کہیں تحریر کیا ہے کہ اعضائے رئیسہ تین نہیں بلکہ چار ہیں۔
۲۷۔ مجدد طب کی کس کتاب کے کونسے صفحہ پر یہ درج ہے کہ

طحال عضو رئیس ہے

۲۸۔ مجدد طب نے سودا کو کہاں باعث تخدیر قرار دیا ہے۔؟
۲۹۔ مجدد طب کے کسی حوالے سے بتائیں کہ انہوں نے غشائے مخاطی کا تعلق غدد جاذبہ میں قائم کیا ہے یا غدد ناقلہ سے۔

حکیم رحمت علی راحت نے اپنی تحریرات میں قانون مفرد اعضاء پر قائم رہنے کا جا بجا دعوی کیا ہے۔ موصوف ان سوالات کے جوابات کے آئینے میں اپنا چہرہ خود ہی ملاحظہ فرما کر بتائیں کہ آیا۔

(i)۔ ان کا یہ دعوی اپنے استاد گرامی کے فکر و فلسفہ سے عقیدت و محبت اور خلوص و وفا کے اظہار کا انداز ہے۔

یا

(ii)۔ استاد محترم کی تحقیق و تحریر کے خلاف ان کی ایک شاطرانہ چال ہے۔

آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

آخر میں ایک حقیقت بیان کر دوں کہ:۔

کسی کے حال پر چپ رہنے والے ۔۔۔ اس کے نفع و ضرر سے لاتعلق ہوتے ہیں۔
ہاں جی ہاں جی کرنے والے ۔۔۔ خوشامدی ہوتے ہیں۔
درست آئینہ دکھانے والے ہی مخلص ہوتے ہیں۔
ہم تو آپ کے بھلے میں ہیں کہ داغ دھبے نظر آئیں تو چہرہ صاف ضرور کر لیں۔ آپ اچھے لگیں گے۔ ان میں سے نہ ہو جان کہ۔،

آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے۔

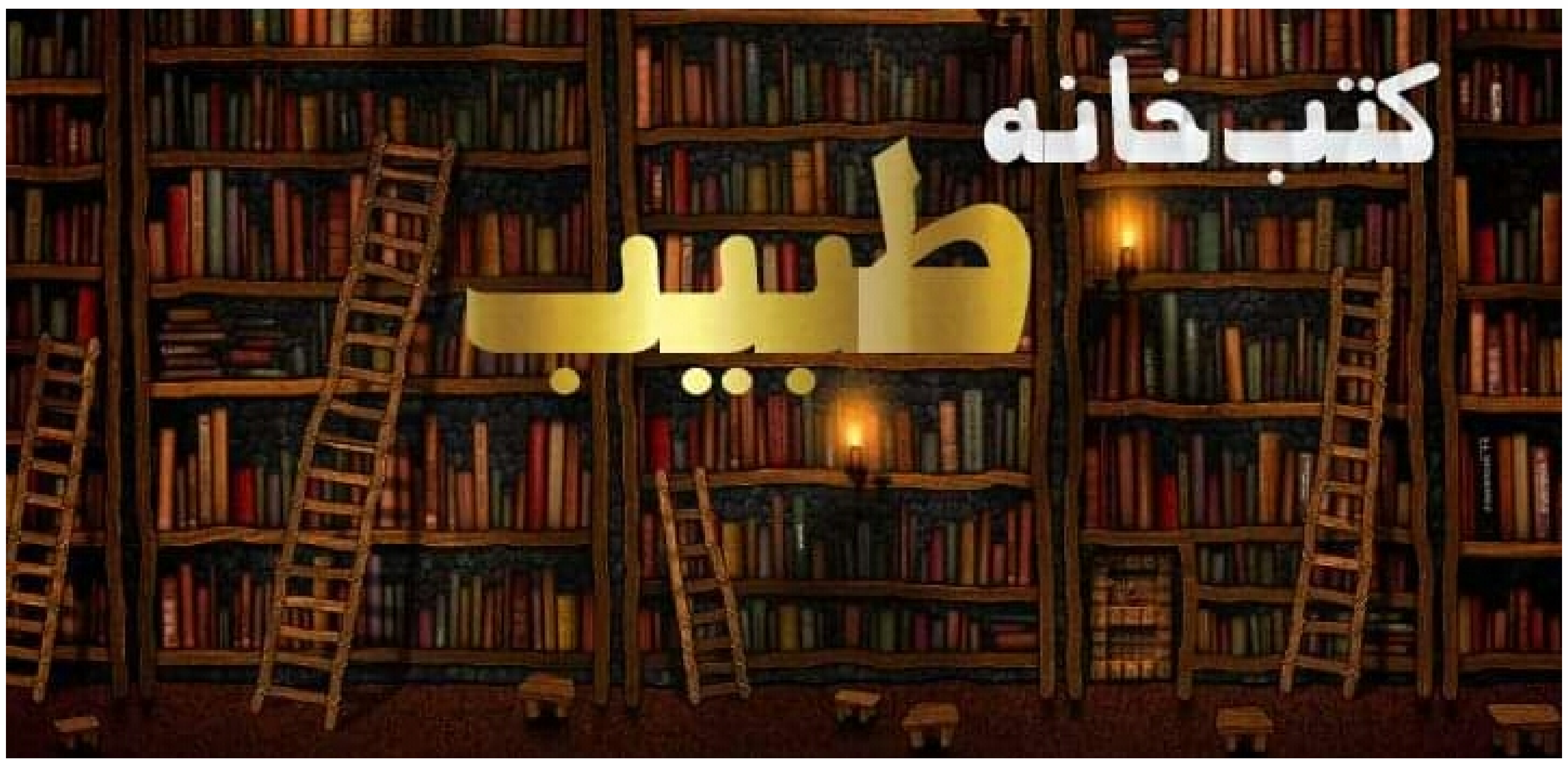

☆ فن طب کے فاضل ایوان کی متفقہ قرارداد ☆

مورخہ 1997-11-9ء کو تحریک تجدید طب پاکستان کی طرف سے، فیصل آباد میں منعقد کئے جانے والے اس خصوصی سیمینار کا محرک تین اور چار کا وہ مسئلہ ہے جسے مجدد طب حضرت صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد نظریہ مفرد اعضاء میں شامل کر کے مجدد طب کی تحقیقات کو مسخ اور سبوتاژ کرنے کی مذموم کوشش کی گئی ہے۔ مجدد طب کی تمام تحقیقات کم و بیش نصف صدی پر محیط ہیں۔ جنہیں تحریک تجدید طب کے تمام اراکین ہر لحاظ سے درست اور سائنٹیفک تسلیم کرتے ہیں۔

چار کا نظریہ جو کہ مسلمہ تین اعضائے رئیسہ کی بجائے ان میں طحال کو شامل کر کے کھڑا کر لیا گیا ہے قطعی طور پر غلط، غیر سائنسی اور غیر حقیقی ہے۔ اسے تحریک تجدید طب پاکستان یکسر متفقہ طور پر بہت سختی سے مسترد کرتی ہے۔ قانون مفرد اعضاء میں اس کی کوئی گنجائش نہیں اس کے دعویدار اسے کسی اور نام سے پکاریں تو ہم اس پر معترض نہ ہوں گے۔ لیکن تحریک تجدید طب پاکستان اسے مجدد طب حضرت صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے قائم کردہ نظریہ مفرد اعضاء کے نام سے اس سلسلے میں کوئی پراپیگنڈہ اور کوئی لٹریچر شائع کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتی۔ تحریک تجدید طب پاکستان مجدد طب کی اس تحقیق اور موقف پر پوری طرح قائم ہے کہ:-

۱۔ طحال ہرگز عضو رئیس نہیں ہے بلکہ عضو شریف ہے۔

۲۔ حیاتی و فعلی اعضائے رئیسہ صرف تین ہیں یعنی دل، دماغ اور جگر۔

۳۔ تخدیر کوئی طبعی فعل نہیں بلکہ یہ تو اعضاء کو سن کر دینے والی اور احساسات و ادراکات کو ختم کر دینے والی بلکہ فعل کو باطل کر دینے والی ہے۔

۴۔ غشائے مخاطی کا تعلق طحال سے قائم کرنا قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ غشائے مخاطی (قشری انسجہ (Epithelial Tissues) سے بنی ہوئی ہیں۔

۵۔ غشائے مخاطی کو تحریک دینے سے جگر و غدد و قشری انسجہ میں تحریک پیدا ہوگی۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ غشائے مخاطی کو تحریک دینے سے غدد جاذبہ و طحال متحرک ہو جائیں۔

۶۔ سودا کو مخدر قرار دینا، پھر اسی مخدر مادے سے تحریک پیدا کرنا کسی بھی طرح درست نہیں ہو سکتا۔ سیمینار کے حاضرین نے ۹۸ فیصد کی بھاری اکثریت سے اس قرارداد کی حمایت میں ہاتھ بلند کرتے ہوئے منظور دی۔

☆ حرف آخر ☆

وہ تحقیقات جو کہ حقائق پر مبنی ہوتی ہیں اپنے آپ کو منوا لیا کرتی ہیں۔ تحقیق جب سچائی کے روپ میں جلوہ گر ہوتی ہے تو اپنے تو درکنار غیروں کے پاس بھی تسلیم کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا۔ مسلمہ حقیقت (UNIVERSAL TRUTH) بن جایا کرتی ہے۔

مگر ان چار اعضائے رئیسہ والوں کی نام نہاد تحقیقات کا نہ تو سابقہ صدیوں پر محیط تحقیقات سے ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی مجدد طب حکیم انقلاب ؒ کے شاگردان رشید نے اس کو تسلیم کیا۔ بلکہ سب نے اس کی تردید کی۔ یہی وجہ ہے کہ حکیم موصوف تنہا رہ گئے۔

ذرا غور کریں:

جناب حکیم غلام نبی صاحب مرحوم، جناب حکیم محمد شریف صاحب مرحوم، جناب حکیم غلام رسول بھٹہ صاحب، جناب حکیم محمد یسین صاحب، جناب حکیم دلاور علی بھلی صاحب، جناب حکیم برکت علی صاحب سرگودھا، جناب حکیم خیر الدین ڈوگر صاحب، جناب حکیم محمد صدیق شاہین صاحب، جناب حکیم محمد شریف چشتی صاحب سرگودھا، جناب حکیم نسیم اکبر صاحب سرگودھا، جناب حکیم الٰہی بخش عباسی صاحب ملتان سب کے سب نے اس سے انکار کیا۔ اور اسے سراسر غلط قرار دیا ان تمام شاگردان رشید نے مجدد طب کی تحقیق شدہ تحاریک اور فارماکوپیا کو اپنا معمول مطب بنایا ہوا ہے۔ حکیم انقلاب بھی ۲۵ سال تک اس کے مطابق کامیاب مطب چلاتے رہے۔ مایوس و لاعلاج امراض میں مبتلا مریض شفایاب ہوتے رہے۔ حکیم انقلاب کا مطب لاثانی علاج گاہ بنا رہا۔ دست شفا کی شہرت ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیلی ہوئی

تھی۔ ان کے وصال کے بعد شاگردان رشید کے مطب بھی کامیابی کا سکہ جما رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ہزاروں اطباء کرام اس طریقہ علاج کو حرز جاں بنائے ہوئے ہیں۔ اب تو یہ دنیا بھر کے ممالک میں اپنایا جا رہا ہے۔ حکیم انقلاب نے اس پر کم و بیش ۲۰ کتب لکھیں۔ جن میں سے ہر ایک اپنا جواب نہیں رکھتی۔ اور ایک مضبوط اور کامیاب طبی فارما کوپیا دیا۔ جو کہ طب اسلامی میں ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔

یاد رکھیں

اطباء و حکماء کے تجربات و مشاہدات اور تصدیقات و یاد داشت میں ایک بڑی وسعت و ربط تواتر اور تاریخی شہادت پائی جاتی ہے۔ اس لئے ان کا علم و فن تحقیقاتی و آفاقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو تحقیقات قانون و کلیات سے ہٹ کر کی جاتی ہیں۔ غیر علمی اور غلط ثابت ہو کر ہمیشہ کے لئے متروک ہو جایا کرتی ہیں۔

افسوس تو یہ ہے کہ جن تحقیقات پر مجدد طب کو اس قدر حق الیقین تھا کہ انہوں نے اپنی تحقیقات کو چیلنج کے ساتھ دنیائے طب کے سامنے پیش کیا۔ دنیائے طب کا کوئی جگادھری ان کا جواب پیش نہ کر سکا۔

اب ان چیلنجڈ علمی اور یقینی تحقیقات کا بلا جواز حلیہ بگاڑا گیا۔ مجدد طب کی تحقیقات کو نامکمل قرار دے کر مکمل کرنے کا دعوی کیا گیا۔

اللہ کا شکر ہے کہ فاضل اطباء کرام نے ان ترمیمات کو مکمل طور پر رد کر دیا اور حکیم انقلاب کی تحقیقات پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

خبردار

مجدد طب کا پیش کیا ہوا نظریہ مفرد اعضاء اب کوئی مفروضہ یا نظریہ نہیں رہا بلکہ اپنی حقانیت کا لوہا منوا کر مکمل طور پر جامع قانون کا درجہ اختیار کر چکا ہے۔ اگرچہ

اس تاریخی حقیقت سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ انسانی علوم و نظریات بلکہ قوانین تک میں تحقیق و ترمیم ہوتی رہتی ہے اور ہوتی رہے گی۔ لیکن یہ کوئی ایک دن یا فرد واحد کا کام نہیں ہے۔ بلکہ کسی بھی سابقہ نظریہ و قانون میں کی جانے والی ترمیم و تنسیخ کے پس منظر میں اکابر مفکرین اور رؤسائے فن کے طویل عرصہ پر محیط تجربات و مشاہدات ہوتے ہیں۔

سو بار جب عقیق کٹا تب نگیں ہوا

کے مصداق پھر کہیں جا کر ترمیم ہو جاتی ہے اس لئے اگر حضرت صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے کسی شاگرد' معالج' مقلد اور قاری کو ان کے کسی نظریہ' خیال' رائے اور تحریر سے کہیں اختلاف ہو تو "آناً" فاناً" فتویٰ و فیصلہ صادر فرمانے کی بجائے قانون مفرد اعضاء کے اکابرین فاضلین و معالجین سے رائے طلب کی جائے۔ اگر اکابرین قانون مفرد اعضاء اس نئی تحقیق کی تصدیق و توثیق فرمائیں اور وہ تحقیق مسلمہ حقیقت بن جانے کا معیار رکھتی ہو تو اسے ضرور شائع کیا جائے تاکہ جملہ اطبائے کرام قانون مفرد اعضاء بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔ اگر دانایان قانون مفرد اعضاء اصول و کلیات کی روشنی میں اس کی تردید کر دیں تو ایسی تحقیق یا ترمیم پیش کرنے والے کو اپنے دعوے سے بلا تامل فراخ دلی سے دست کش و دست بردار ہو جانا چاہئے اسی میں اس کی سعادت اور فن کی خدمت ہے۔

منجانب ○ حکیم ڈاکٹر چوہدری شبیر احمد راں

چیف ایڈیٹر ماہنامہ علاج بالغذاء گوجرانوالہ

انقلابی ترانہ

تحریک تجدید طب پاکستان

ہم قال رسول ﷺ اور قال اللہ دنیا کو بتا کر دم لیں گے
اسلام کو سرچشمہ طب ثابت کروا کر دم لیں گے
ہم صابر ؒ کے افکار و بیاں پروان چڑھا کر دم لیں گے
ہر پہلو مفرد اعضاء کا دنیا کو سکھا کر دم لیں گے

یہ ملک خدا نے بخشا ہے اس ملک سے اب ہر حال میں ہم
باطل کو مٹا کر دم لیں گے ظلمت کو بھگا کر دم لیں گے
جو راہ دکھائی ہے ہم کو صابر ملتانی ؒ رہبر نے
اس راہ سے اپنی منزل تک ہر حال میں جا کر دم لیں گے
اب دنیا صابر ؒ کو طب کا مانے گی سچا سائنسدان
ان کی طب کے جوہر اب دنیا کو دکھا کر دم لیں گے

ہم قال رسول ﷺ اور قال اللہ دنیا کو بتا کر دم لیں گے
اسلام کو سرچشمہ طب ثابت کروا کر دم لیں گے
ہم صابر ؒ کے افکار و بیاں پروان چڑھا کر دم لیں گے
ہر پہلو مفرد اعضاء کا دنیا کو سکھا کر دم لیں گے

ہم فن نبض شناسی کو اب اوج دلا کر دم لیں گے
اور چھوٹے سے اس کالج سے تحریک اٹھا کر دم لیں گے
افرنگ کی ہر عیاری کا ہر پردہ چاک کریں گے ہم
نشیلی مضر ادویہ کو دھرتی سے مٹا کر دم لیں گے
جس نے ملک و قوم کو لوٹا اور چوسا خون مریضوں کا
ان کی اک اک چال کو ننگا ہر حال میں کر کے دم لیں گے

ہم قال رسول ﷺ اور قال اللہ دنیا کو بتا کر دم لیں گے
اسلام کو سرچشمہ طب ثابت کروا کر دم لیں گے
ہم صابر رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و بیاں پروان چڑھا کر دم لیں گے
ہر پہلو مفرد اعضاء کا دنیا کو سکھا کر دم لیں گے

بیج جو صابر رحمۃ اللہ علیہ نے بویا برکت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو خون دیا
شریف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پھیلایا یسین نے اس کو سنوارا
ناصر نے از حد محنت سے مطلوب خاص و عام کیا
بھلی نے پوری کوشش سے اس کو ہے فروغ دیا
ڈوگر نے اس کو چمکایا اسلم نے اس کو روپ دیا
حقانی دل و جان سے اس کی حقانیت پر اترایا
اختر نے چھوڑا ایلوپیتھی کو اور اسے ہے اپنایا
ظفر نے میڈیکل سائنس سے کیا خوب اسے مربوط کیا
ہے عبدالحکیم سرحدی اور بلوچی نے یہ سلجھایا
جعفر نے اس پر عمل کیا اور افرنگی کو ہے جھٹلایا
بھٹہ نے روشن نام کیا اور نذر نے اس کو مہکایا
چشتی نے عجب نکھار دیا اور ورک نے اس کو سمجھایا
شبیر نے اس کے پرچم کو دھرتی کے رخ پہ لہرایا
اب پاک وطن کے اطباء کو احساس دلا کر دم لیں گے

ہم قال رسول ﷺ اور قال اللہ دنیا کو بتا کر دم لیں گے
اسلام کو سرچشمہ طب ثابت کروا کر دم لیں گے
ہم صابر رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و بیاں پروان چڑھا کر دم لیں گے
ہر پہلو مفرد اعضاء کا دنیا کو سکھا کر دم لیں گے

اے صابرؒ تیرے گلشن کی ہر ڈالی پہ بلبل چہکے گا
ہر ہر بستی، ہر کوچے میں یہ باغ سجا کردم لیں گے
اللہ بخشے تمہیں اے صابرؒ فردوس کرے عطا تجھ کو
متوالے تیرے اس دھرتی پہ اب قدم جما کر دم لیں گے
غدی، اعصابی، عضلاتی نبضوں کا ہے کیسا فن دیا
صابرؒ نے بحر حکمت کو اک کوزے میں ہے بند کیا
تسکین والے اعضاء کو ذرا تحریک میں لا کر دیکھو تو
اللہ شفا بخش دیتے ہیں یہ جادو جگا کر دم لیں گے

ہم قال رسول ﷺ اور قال اللہ دنیا کو بتا کر دم لیں گے
اسلام کو سرچشمہ طب ثابت کروا کر دم لیں گے
ہم صابرؒ کے افکار و بیاں پروان چڑھا کر دم لیں گے
ہر پہلو مفرد اعضاء کا دنیا کو سکھا کر دم لیں گے

یہ مانا کہ ہم تھوڑے سہی پر بات اپنی منوائیں گے
اے فرنگی ایجنٹو! سن لو کبھی اس تھیوری کو لاء بنوائیں گے
ظاہری سکون سے افرنگی ہر اک کو دھوکا دیتا ہے
ہم جھوٹے سکون و راحت کے پردوں کو اٹھا کر دم لیں گے
شبیر بنتی کرتا ہے یارو یوں آئے ہو ان چالوں میں
اب بچ لٹیروں سے جاؤ تم سب کو بچا کردم لیں گے

ہم قال رسول ﷺ اور قال اللہ دنیا کو بتا کر دم لیں گے
اسلام کو سرچشمہ طب ثابت کروا کر دم لیں گے
ہم صابرؒ کے افکار و بیاں پروان چڑھا کر دم لیں گے
ہر پہلو مفرد اعضاء کا دنیا کو سکھا کر دم لیں گے

خادم مجدد طب حکیم افتخار حسین نقشبندی حلقہ مہدی آباد گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

انقلابی نظم

نذرانہ عقیدت حکیم انقلاب مجدد طب بانی تحریک تجدید طب

حضرت حاجی دوست محمد صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

تمام تعریفوں کے لائق ہے خدائے ذوالجلال
ذکر اس کا ہر گھڑی ہر آن کیجیے
درود و سلام تا ابد اے محبوب کبریا
ذکر حبیب ﷺ شان شایان کیجیئے
قرآن نے ہم پہ فطرت کے یہ اصول
شکر خدا کا اے دوستو ہے زن کیجیئے
مفرد اعضاء قانون ہی طب قرآن ہے
اعصابی عضلاتی اور غدی جان لیجیئے
سورہ نور کھول کر دیکھیں قرآن سے
رموز نقاط کی ذرا پہچان کیجیئے
ہے مفرد اعضاء قانون کی تمثیل اس طرح
کر بادلوں کے رگڑ و شعلہ جان لیجیئے
طب میں تجدید کی حاجت تھی ناگزیر
ہے صابر صراط مستقیم جان لیجیئے
دارومدار صحت عضلات، غدد و اعصاب
تینوں کے اعتدال کی بس نشان کیجیئے
قلب جگر و دماغ اعضاء رئیس ہیں
بس ان کے امتزاج کی پہچان کیجیئے
معمہ تشخیص میں چٹکی ہے کائنات
صابر کی کاوشوں سے آسان کیجیئے
بچا لیجیے غریب کو گرگوں کے ظلم سے
خدارا یہ کائنات پہ احسان کیجیے

عاشق طب نبی ہیں یہ حکیم نقلاب
اب انقلاب آ چکا ہے مان لیجیئے
قانون صابری فقط طب رسول ﷺ ہے
اس طبی سائنسدان کی پہچان کیجیئے
چھٹ گئی سب ظلمتیں قرآن کے نور سے
رسوا فرنگی ہو گیا یہ جان لیجیئے
خدمت مخلوق ہے سنت حضور ﷺ ں
ورثہ مومن ہے حکمت مان لیجیئے
موجد بیماریوں کے معالج ہیں غیر فطری
ہے ایڈز انٹی بائیٹک سے جان لیجیئے
فرنگی مقلدوں کو کتنا ہوس نے گھیرا
ڈلیوری کے بعد پیٹ چیرا مان لیجیئے
گر دل درست ہے تو سارا تن درست ہے
فرمان مصطفیٰ ہے اسے مان لیجیئے
رسولی و پینڈس، پتھری و غدود ہوں
بلا آپریشن ٹھیک ہوں اعلان لیجیئے
نامکمل جس نے سمجھا حکیم انقلاب کو
وہ گمراہ و بدنصیب ہے اعلان لیجیئے
معجز نما قانون ہے قانون صابری
انقلابی طبی کالج سے پہچان لیجیئے
گر دیکھنی ہے صابری تنویر آپ نے
غلام رسول بخش کو پہچان لیجیئے
چمکانا ہو گر آپ نے مقدر کا ستارا
شبیر احمد راں کو رہبر مان لیجیئے
منزل نہ مل سکے گی محنت کئے بغیر
ہر قیمتی اوقات کو قربان کیجیئے
گر خدمت انسان کا ہے شوق افتخار
تحریک کو نذرانہ دل جان کیجیئے

مرکزی تحریک تجدید طب (رجسٹرڈ) پاکستان

سے منظور شدہ پاکستان بھر میں

ایک منفرد طبی درسگاہ

انقلابی تجدید طب کالج

جی ٹی روڈ موڑ امین آباد گوجرانوالہ

فون دفتر 0431-264387

قانون مفرد اعضاء کے تحت علم و فن طب کو کم از کم وقت میں ذہن نشین کیا جا سکتا ہے۔

قانون مفرد اعضاء جیسے اسلامی اور سائنٹیفک طریقہ علاج کی دعوت کو عملاً لیکر اٹھو اور طبی دنیا پر چھا جاؤ۔

قانون مفرد اعضاء سے تشخیص الامراض میں آسانی اور تجویز علاج میں بھی بہتر صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

داخلہ جاری ہے

محقق طب حکیم انقلاب المعالج دوست محمد صابر ملتانی کے وضع کردہ طریقہ علاج قانون مفرد اعضاء کے مطابق عطیۂ خداوندی پاکستانی جڑی بوٹیوں اور روزمرہ استعمال کی غذاؤں کا صحیح علم حاصل کیجئے۔ ان کو ضائع ہونے سے بچا کر اور استعمال میں لا کر ملک و قوم کی خدمت کے ساتھ ساتھ فرنگی طب کی غلط ادویات کی درآمد کم کر کے ملکی خزانہ سے بوجھ بھی ہلکا کیجئے۔

کالج ہذا میں دو سالہ کورس کیلئے داخلہ جاری ہے۔ کم از کم تعلیمی قابلیت میٹرک یا کسی بھی دینی درس گاہ سے فارغ التحصیل طلبہ داخلہ لے سکتے ہیں۔ علمی تربیت کے ساتھ ساتھ ہر جمعرات کو تجربہ کار انقلابی حکماء کی زیر نگرانی علاج معالجہ، قارورہ اور نبض دیکھنے کی عملی تربیت بھی دی جاتی ہے۔

نوٹ: کالج کا ہاسٹل بھی بنا دیا گیا ہے۔ کسی قسم کے کوئی اخراجات اور کرایہ وغیرہ نہیں لیا جاتا۔ البتہ طعام کا خرچہ طالب علم کا اپنا ہوگا

پراسپیکٹس، دیگر طبی معلومات اور ماہنامہ "علاج بالغذا" کے حصول کیلئے رابطہ کیجئے

حکیم ڈاکٹر چوہدری شبیر احمد راں پرنسپل انقلابی تجدید طب کالج جی ٹی روڈ موڑ امین آباد ضلع گوجرانوالہ